جلد اوّل

جاء الحق وزهق الباطل ان الباطل كان زهوقا

خُطبات

داعی توحید وسنت

حضرت علامہ پروفیسر

عبدالرزاق ساجد



جمع وترتیب

میاں حافظ محمد ربانی

نظر ثانی

قاری لیاقت علی باجوہ

مکتبہ ربانیہ

وَذَكِّرْ فَإِنَّ الذِّكْرٰى تَنْفَعُ الْمُؤْمِنِيْنَ (الذاریات)

''آپ نصیحت کیجیے کیونکہ نصیحت اہل ایمان کے لیے نفع بخش ہوتی ہے۔''

خطبات

عبدالرزاق ساجد حفظہ اللہ

پروفیسر علامہ عبدالرزاق ساجد حفظہ اللہ (فیصل آباد)

جمع و ترتیب

میاں حافظ محمد ربانی

نظر ثانی

قاری لیاقت علی باجوہ

کوٹلی لوہاراں مغربی سیالکوٹ

ناشر

مکتبہ ربانیہ

منڈی عثمان والا، ضلع قصور 0300-6595304

فہرست مضامین

بسم اللہ الرحمن الرحیم

زبان تمہاری عقیدہ ہمارا

ہاتھ کی لکیروں پر نہ جا اے غالب
نصیب ان کے بھی ہوتے ہیں جن کے ہاتھ نہیں ہوتے

لاہور کے زندہ دل بزرگوں، شیر دل نوجوان بھائیوں، پھلو دل ننھے منے ساتھیوں، ممتا سے لبریز، نرم دل اسلامی ماؤں بہنوں!

آپ اہل حدیث محفل نعت اور امن سے ان لوگوں کے موقف کو اور مسلک کو سن رہے ہیں کہ جن کا اعلان یہ ہے کہ آسمان کی نیلی چھت کے نیچے جس طرح اس کی بوندیں آج آپ کے اوپر برسنے والی ہیں، ایسے ہی آج سے چودہ سو پچاس سال پہلے سے لے کر آج تلک کتاب وسنت کی وہ بوندیں جو وحی لے کر آیا کرتی تھی، وہ کل بھی برستی تھیں، آج بھی برستی ہیں، اور دنیا کے اندر زمین کی مثال اپنی اپنی ہے، نصیب اپنا اپنا ہے،

بنجر زمین اس سے مستفید ہو جائے، صحرا مستفید ہو جائے، یا پھر ہے وہ مزید دلدل بن جائے، حضرات اس وقت ہم اپنے گھر میں نہیں، ماں کے گھٹنے کے ساتھ نہیں بلکہ مالک کی توفیق کے ساتھ باہر سر بازار بیٹھے ہیں، حضرات کرول دیکھ رہا ہے، جسے بازار دیکھ رہا ہے، یہ جگ ہے، حضرات کتاب وسنت کی بات کرتے ہیں اور اس کے لیے اللہ کی توفیق سے دلائل بھی رکھتے ہیں، یہ کیا ہے؟

جگ بولتے ہیں، اس کے اندر کچھ نظر آ رہا ہے، کیا ہے؟ پانی ہے اور دوسری طرف کیا ہے؟ گلاس ہے، حضرات لاہور کا رہنے والا، جگ میں اگر پانی ہوگا، گلاس خالی ہوگا، پکڑ کر کے ڈالے گا، پانی جگ سے گلاس میں چلا جائے گا، چلا گیا، اہل حدیث کا اعلان ہے،

لوگو! جس طرح یہ گلاس ایک برتن ہے، مالک نے انسان کو ایک برتن دیا ہے عقل کا

جس طرح گلاس کھلا ہو، جگ میں پانی ہو، گلاس میں پانی آ جاتا ہے، انسان کی عقل کا برتن کھلا ہو، کتاب وسنت کی بوندیں اس کی عقل میں آج بھی آ سکتی ہیں،

میرے بھائیو!

اگر اس گلاس کو پانی ہونے کے باوجود لاہور کا رہنے والا اس کے اوپر ہاتھ کو ڈھکنا بنا دے، منہ بن کر دے، اس پہ پانی ڈالنے لگے، ٹیوب ویل چلا دیئے جائیں، ٹوٹیاں کھول دی جائیں، اگر جگ کے اوپر گلاس پہ ڈھکنا ہو گا، پانی نہیں آئے گا،

اللہ نے تجھے عقل دی ہے، عقل کا برتن رہا ہے، اگر تو نے اس کے اوپر تکلیف کا ڈھکنا دے لیا، جمود کے ڈھکنے دے لیے، تعصب کے ڈھکنے دے لیے، یہ کتاب وسنت کی بارش صبح سے لے کر شام تلک تیری قبر کی دیواروں تلک برستی رہیں، تیری عقل کے برتن میں اس کی بوندھ نہیں جا سکے گی،

اگر کوئی کہتا ہے، میں انسان ہوں، اللہ نے عقل دی ہے، میرے پاس عقل کا برتن کھلا ہے، پھر بھی اس میں کتاب وسنت نہیں آئی، ہم کہیں گے، مولانا ہم کہیں گے بھائی، ہم کہیں گے، بہن دیکھ سہی، تیری عقل کا برتن کھلا ہونے کے ساتھ الٹا تو نہیں ہو گیا،

حالات نے طالب الٹا تو نہیں کر دیا، گلاس کھلا ہے، لیکن دنیا الٹا کر دیتی ہے، جگ وہی ہے، پانی وہی ہے، اسٹیج وہی ہے، مقام وہی ہے، ڈالنے والا وہی ہے، یہ برتن بھی وہی ہے، اس میں پانی کیوں نہیں گیا، ضائع ہو گیا، اس لیے کہ یہاں کے رہنے والوں نے برتن کو الٹا کر دیا،

اگر ماحول نے، معاشرے نے، قبیلے نے، برادری نے، لوگوں نے جماعتوں نے، گروہوں نے، تیری عقل کا برتن الٹا کر دیا ہے، کتاب وسنت کی بوند میں اس میں نہیں جائیں گی،

حضرات! اس تمہیدی مثال کے بعد یہ کہنا چاہوں گا، آج میری باتیں مسلک اہل حدیث ان شاء اللہ العزیز تیری عقل کے برتن میں آئے گا، شرط یہ ہے عقل کے برتن کو چند

لحوں کے لیے کھلا بھی چھوڑ دے اور سیدھا بھی رکھ لے،

مسلک اہل حدیث کی صداقت اس سے بڑھ کے کیا ہو گی کہ اللہ کی توفیق سے وہ مسلک تیرے گھر کے اندر موجود ہے،

حضرات!

اگر گوالے والے اٹھ کے آپ کے لاہور کے کسی علاقے کی مٹھائی کو اپنی کسی دوکان میں رکھ کے، اس کو سیل کریں اور بیچیں تو کیا یہ اس دوکاندار کی خوشی کی انتہاء نہیں ہو گی کہ جناب اتنا نام رکھنے والے، اتنا معیار رکھنے والے، اتنا اپنے آپ کو سمجھنے والے مجبور ہو گئے کہ وہ میری چیز کو لے کر تقسیم کریں، لیکن یہاں آج میرے عنوان کا نام رکھ دیا ہے کہ زبان ان شاء اللہ تیری ہے، عقیدہ میرا ہے، کیسے؟

آؤ اس محلے کے اندر اذان فجر ہونے والی ہے، اذان فجر کے وقت کان کھلے رکھنا، ذرا لگا کر کے سننا، مسجد تیری ہو گی، اور موزن تیرا ہو گا، اسپیکر تیرا ہو گا، مائیک تیرا ہو گا، محلہ تیرا ہے، لوگ تیرے ہیں، رشتے دار تیرے ہیں، لیکن جب موذن اذان دیتے ہوئے پہلا جملہ بولے گا، اللہ اکبر، یار لوٹ کر یہ عقیدہ تو کسی وہابی کا ہے،

فرق صرف اتنا ہے کہ تو صرف عربی میں اللہ کا اکبر کہہ لیتا ہے لیکن برسر ممبر، برسر بازار، لوگوں میں الا اعلان یہ کہنا اردو اور پنجابی میں یہ کہنا تیرے لیے مشکل ہو جاتا ہے کہ فلاں کرنی والا بڑا نہیں، فلاں بزرگ بڑا نہیں، فلاں جو ہے، بڑا نہیں، قطب بڑے نہیں، ابدال بڑے نہیں، اس کائنات کے اندر اگر کوئی ذات سب سے بڑی ہے، کون ہے ایک اللہ، محلہ تیرا ہے، گلی تیری ہے، خطیب تیرا ہے، عقیدہ میرا ہے،

اگلے بول سن!

((اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه))

بلا رہا ہے، موذن کہہ رہا ہے، محلے والو! اٹھ آؤ، وضو کر کے آ جاؤ، مسجد میں آ جاؤ، اللہ کے لیے بلا رہا ہوں، لیکن پہلے مائنڈ بنا لو، ذہن بنا لو، جس مسجد میں تم آ رہے ہو، باہر بے

شک لکھا ہوا ہے، مسلک اہل سنت والجماعت بریلوی،

لیکن کبھی اس کی زبان کا اعلان سننا اس کی زبان کے اعلان میں اہل حدیث کا عقیدہ ہوگا، اس سے بھی بڑھ کر میری صداقت کہہ رہا ہوگا،

((اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه))

داتا دربار کی مسجد ہوگی، موذن تیرا ہوگا، اعلان وہابیوں کے عقیدے کا کر رہا ہوگا،

((اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه))

لوگوسنو! داتا کے دربار پر آنے والوسنو!

اہل حدیث جو کہتے ہیں، وہ سچ کہتے ہیں، میں بھی گواہی دیتا ہوں، اللہ کے علاوہ کوئی اور در سجدہ کرنے کے قابل نہیں ہے، اذان کو آگے لے،

((اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدُ الرَّسُوْلُ اللّٰه))

((اَشْهَدُ......))

حضرات!

کتاب وسنت کی بوند میں، یہ اللہ کی رحمت کی بوند میں، یہ برخہ مالک کی، یہ عطا مال کی ملتی ہے، نصیب والوں کو،

آ ذرا دیکھ! استقامت کو لے لے، اذان کو لے لے،

((اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدُ الرَّسُوْلُ اللّٰه))

مسجد تیری ہے، موذن تیرا ہے، مائیک تیرا ہے، محلّہ تیرا ہے، پیسے تیرے ہیں، خطیب لانے والا تو ہے، اور اس کو جو ہے برتن بھی تیرا ہے، زبان تیری ہے، منہ تیرا ہے، جملے کس کے ہیں؟ ذرا غور کر، عقیدہ کس کا؟

((اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدُ الرَّسُوْلُ اللّٰه))

محلے والوسن لو! اس پورے محلے کے لوگ رٹھ کے مسجد میں آئے، میری گواہی کو نوٹ کریں، میرے عقیدے کو دیکھیے، عقیدہ یہ ہے کہ اللہ سے حق کا پیغام پہنچانے والی ہستی اگر

کوئی ہو سکتی ہے، تو صرف ہے، وہ کون ہے، محمد رسول اللہ۔

یہاں کوئی کسی امام کا نام لیتا؟ چودہ سو پچاس سال میں تو لیا نہیں، صبح کی اذان میں کوئی لے لے تو اور بات ہے۔ جو سبق مدینے سے چلا تھا، جو کارواں وہاں سے اٹھا تھا، جو عالم وہاں سے بلند ہوا تھا، حضرات جو جملے نکلے تھے، جو دعوت پھیلی تھی، آج لاہور کے اس بازار کے اندر وہ پیغام اہل حدیث دے رہے ہیں، گھر تیرا ہے، عقیدہ میرا ہے،

اور یاد دیکھ یہ اذان تجھے کسی وہابی نے نہیں سکھائی، یہ سازش تو نہیں ہوئی، سکھانے والا عالم بھی تیرا، معلم بھی تیرا، مدرسہ تیرا تھا، جہاں تو نے سیکھا تھا، مسجد تیری تھی، حجرہ تیرا تھا، گھر تیرا تھا، بیٹھک تیری تھی، ابو تیرے تھے، امی تیری تھی، خالہ تیری تھی،

اور مولوی صاحب آ کے تجھے سکھا رہے تھے، بیٹے جب اذان دیا ت کہنا:

((اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدُ الرَّسُوْلُ اللّٰه))

یہ وہابی کا عقیدہ تجھے ایک سنی مولوی کیسے سکھا گیا، تو کہتا ہے لڑائی ہے، یہ اور ہیں، آ دیکھ ذرا، تو نماز پڑھتا ہے، مسجد میں آتا ہے، آ کر کے کہتا ہے، کیا بولتا ہے، جملے کیا ہیں؟

((سبحانك اللّٰه))

سبق تیرا ہے، گھر تیرا ہے، نماز تیری ہے مصلہ تیرا ہے، اور چٹائی بھی تیری اور امام بھی تیرا، مقتدی بھی تیرے اور اپنے بیگانے سب مل کر کے کیا، ماں نے سکھایا گیا، پڑھنا، ثناء میں، محفل حمد ہے، محفل ثناء ہے، ثناء میں کیا پڑھتے ہو، پڑھو بھائیو، سبحان چھوٹا بچہ بھی پڑھ رہا ہے،

((سبحانك اللّٰهم))

کیا پیغام دیا؟ کہ بچے دیکھ بے شک گھر بریلوی کا، ماں بریلوی ہے، باپ بریلوی ہے، فلاں ایسا ہے، فلاں ایسا ہے، استاد بھی یہی ہے، خطیب بھی یہی ہے، معلم بھی یہی ہے، داعی بھی یہی ہے، تم بھی یہی ہے لیکن جب ثناء کرنے لگنا، ہاتھ باندھ لینا، ہینڈز اپ ہو جانا، سرنڈر کر لیا، اور پھر کیا کرنا؟

کہہ دیا کہ بھائی سن ذرا، اللہ تو بھی سن، جبرائیل بھی سنے، فرشتے بھی سنیں، دائیں بائ

والے سنیں، الاعلان سنیں، اللہ نظریں جھکا کرے کہہ رہا ہوں، کیا کہہ رہا ہوں،

((سبحانك اللّٰهم وبحمدك))

اللہ میرا اعلان یہ ہے، عقیدہ یہ ہے، ماں نے سبق دیا ہے، باپ نے پڑھایا ہے، مفتی نے سکھایا ہے، معلم نے درس دیا ہے، سبق پڑھ کے آیا ہوں، عقیدہ بیان کرنے لگا ہوں، اللہ میرے فرقے پہ نہ جا، میرے عقیدے کو دیکھ،

تیری ذات پاک ہے، تیری ذات کس چیز سے پاک ہے، دیکھ تیری زبان پہ عقیدہ کس کا، اللہ تا پاک ہے، تیرا شریک کوئی نہیں، اللہ تو پاک ہے، تیرے ماں باپ کوئی نہیں، اللہ تو پاک ہے، تیری اولاد کوئی نہیں، اللہ تو پاک ہے، تیرا ساتھی کوئی نہیں، اللہ تو ایک ہے، تیرا پارٹنر کوئی نہیں، جب مسجد میں آیا تو:

((سبحانك اللّٰه))

مسجد سے باہر نکلے تو پھر میرا بھائی کہے کہ یہ بھی کرنی والا، وہ بھی کرنی والا، یہ بھی حاجت روا، وہ بھی حاجت روا، وہ بھی مشکل کشا، پھر میں کیوں نہ کہہ دوں، دو رنگی چھوڑ دے، ایک رنگ ہو جا، جو تو عربی میں کہتا ہے، پنجابی میں بول دے، جو تو عربی میں بول بولتا ہے، وہ تو اردو میں کہہ دے۔

جو تو اللہ کے گھر میں ہے، ایسا پانے گھر میں بن جا، جو رب کے گھر کے اندر کہتا ہے، وہ اللہ کے گھر سے باہر بازار میں بھی بول پھر دیکھ کہ دنیا تجھ کو کیا کہتی ہے، تیرے میرے میں پھر کوئی فرق نظر نہیں آئے گا، صرف پنجابی اور عربی کا فرق ہے۔

((سبحانك اللهم وبحمد))

اللہ میں یہاں کھڑا ہوں، نماز میں ہوں، امام آگے ہے، میں پیچھے کھڑا ہوں، میں کہہ رہا ہوں،

((وبحمدك))

عزت ملی ہے، تعریف تیری ہے، اللہ جوانی دی ہے، تو نے دی ہے، تعریف تیرے لیے

اللہ رزق ملا ہے، تو نے دیا ہے، تعریف تیرے لیے، اللہ اعلیٰ اولاد ملی ہے، تو نے دی ہے،

((وبحمدك))

تعریف تیری ہے، اللہ ولی کو ولی بنایا، ولایت تو نے دی ہے،

((وبحمدك))

تعریف تیری ہے، اللہ نبی ﷺ کو نبوت ملی ہے، نبوت تو نے دی ہے،

((وبحمدك))

تعریف تیری ہے، اتنی بات جو مسجد میں کہہ رہا ہے، بھائی، اس کو باہر بھی بول دے، جو عربی میں کہہ رہا ہے، اس کو پنجابی میں بھی بول دے، پھر دیکھ، قوم فیصلہ کرے گی کہ مسلک اہل حدیث کیا ہے؟

حضرات آگے بڑھتے ہیں!

امی جی نے سبق سکھایا، نماز سکھانے والی ماں تھی، تیرے ابو تھے، آ امی کا سبق یاد کر تجھے ابو کا سبق یاد کروا دوں،

((ذكر فان الذكر فانتها المومنين))

بھولے ہوئے سبق کو یاد کروانا مومن کے لیے فائدہ مند ہوتا ہے، تیرے خطیب کا سبق تیرے علامہ کا سبق، تیری مسجد کا سبق تیرے درس کا سبق، تیرے مدرسہ کا سبق، تیرے ادارے کا سبق، تیرے معلم کا سبق، تیرے اپنے گھر کا سبق،

((وبحمدك))

کے بعد کیا پڑھایا تھا مولانا نے،

((وتبارك الصمك))

اللہ ہاتھ بندھے ہوئے، نظریں جھکی ہوئی، ملکا گھر تیرا ہے، وجود میرا ہے، عطا تیری ہے، زبان میری ہے، تو نے سنت و گواہی دی ہے، میں بول رہا ہوں، سبق میرے استاد کا ہے،

((وتبارك الصمك))

مالک جب بھی دنیا میں کوئی ضرورت پڑی، میری زبان پر تیرا بابرکت نام ہوگا،

((وتبارك))

'ک' میں اللہ نے لفظ بھی رکھا نہیں، تیرے استاد نے بھی لفظ رکھا، نہیں، کوئی یہ نہ کہہ دے کہ نقطے کے اندر بھی نقطہ ہے، نقطے کی شراکت ہے،

((تبارك الصمك))

اللہ نام تیرا لوں گا، اور مسجد کے اندر میرے بھائی نام اللہ کا......

((وتبارك الصمك))

مسجد کے باہر نکل کے جھولے لعل دے خوشیاں غم ٹال......

کون ہے یہ دو رنگی چھوڑ دے ، یک رنگ ہو جا، آج اپنے امی ابو کا سبق یاد کر لے، میں اپنا سبق نہیں دیتا، تو بگڑ جائے گا، تو کہتا ہے کہ یہ کہاں سے لے آئے، کوئی نیا لے آئے، چودہ سو پچاس سال پہلے سبق مدینہ سے چلا تھا،

مدینے سے چلتا چلتا لاہور پہنچا، تیرے ماں باپ آباؤ اجداد کے پاس آیا، انہوں نے یاد کیا ہے، تیرے اندر منتقل کر گئے ہیں، اس کو یاد کر......

((وتبارك الصمك))

اللہ نام صرف تیرا، مشکل پڑے تو نام تیرا، خوشی آئے تو نام تیرا، حاجت پڑے تو نام تیرا، اللہ ضرورت پڑے، تو نام تیرا، گر جاؤں تو نام تیرا، اٹھ جاؤں تو نام تیرا، عظمت ملے تو نام تیرا، اللہ عروج ملے تا نام تیرا،

باہر نکل کے یہ جھنڈا کس نے لگایا ہے، غازی عباس، تیرے نام کی آس، یہ اللہ کا نام ہے، اندر کون، خالق کی طرف اندر میں تیری آ، میں تیری آ اور باہ نکل کے بدل گئی، اللہ کے گھر میں اللہ میں تیرا، تو میرا، تو بڑا تو پاک ہے، شریک کوئی نہیں، ضرورت پڑے گی، نام تیرا لوں گا اور باہر جب نکلتا ہے، تو پھر یہ نام کس کا لے رہا ہے، یا علی مدد کون کہہ رہا ہے؟

تو دورنگی چھوڑ کے یک رنگی ہو نہ ذرا، آ جو عربی میں کہہ رہا ہے، وہ اردو میں بول نا ذرا،

جو اللہ کے گھر کے اندر کہہ رہا ہے، اس کو ذرا باہر تو، اپنے سینے پر بینر لگا، بہت بڑا کر کے اپنے مسلک کا نام لکھ، پیچھے بھی بینر لگا، بہت بڑا نام لکھ، لیکن جو مسجد میں نماز میں کہہ رہا ہے، وہ بازار میں، دوکانوں میں رہنے والے بھائیوں کو ایک دن تو بول دے یہ کہہ نہ دیں کہ جناب وہابیوں کا جلسہ سن کے وہابی ہوگیا ہے،

نماز تیری، ثناء تیری، جملے تو نے یاد کیے،

((وتبارك الصمك وتعالیٰ))

یہ وہابی نے تو نہیں پڑھا، کس نے؟ شاید تیرے گھر میں ٹیوٹر کوء ہو، سب کچھ تیرا، سب کچھ تیرا، بچہ بھی تیرا، ذہن بھی تیرا، گھر بھی تیرا، اور رشتہ بھی تیرا، استاد تیرا، پڑھانے والا تیرا، تنخواہ تیری، روپے تیرے، محنت تیری، کام تیرا، وقت تیرا، لیکن کیا پڑھ رہا ہے،

((وتعالیٰ جدك))

اللہ میں کہہ رہا ہوں، باہر کو نہ دیکھ، میرے اندر کو دیکھ، ظاہر کو نہ دیکھ، میرے باطن کو دیکھ، میری پنجابی کو نہ دیکھ، میری عربی کو دیکھ، میرے اردو کو نہ دیکھ، میری عربی کو دیکھ، اللہ میں اپنے گھر میں کیا کہتا ہوں نہ دیکھ، تیرے گھر میں تو آ کے کہہ رہا ہوں نا، وہی جو وہابی کہتے ہیں،

((وتعالیٰ جدك))

دنیا میں کوئی اور بڑی جد، بڑی بزرگی، بڑی ذات، بڑی جو ہے، بندگی کوئی اور ہے ہی نہیں اور قرنی والا نہیں، کوئی قطب نہیں، کوئی عبدال نہیں، کوئی وڈیرا نہیں، کوئی اونچا نہیں، کوئی عالی ہیں، کوئی اس ذات کے قابل نہیں،

((وتعالیٰ جدك))

اللہ وہ سب سے اونچا تو ہے، مسجد میں کہہ رہا ہے،

((وتعالیٰ جدك))

اللہ وہ سب سے اونچا تو ہے، مسجد میں کہہ رہا ہے،

((وتعالیٰ جدك))

باہر نکل کے کہتا ہے،

اے شاہ شمع تبریز اونی دی رحمت اے کے اج ملتان بچیا اے......

اے بابیاں دی وجہ توں مکاں رکیا اے......

سئیں تے اے چھت ڈگ پئی ہندی اندر......

((وتعالیٰ جدك))

جملے تیرے، غور کر، زبان تیری لیکن جب ساحل سمندر پر کھڑا ہوتا ہے، کلفٹن پہ لہریں اور لہریں دیکھتا ہے، سمندر کی روانی دیکھتا ہے، شام کا وقت ہوتا ہے، سورج کے غروب ہونے کے نظارے لیتا ہے، پھر باباجی کے دربار کی طرف منہ کر کے کہتا ہے!

اے تہاڈیاں مہربانیاں نے سمندر ڈکیا اے، نئیں تے کدوں دا کراچی ڈب گیا ہوندا......

((وتعالیٰ جدك))

دورنگی چھوڑ دے، یک رنگی ہو جا،

حضرات!

آگے کیا پڑھا، ماں باپ نے کیا پڑھایا؟

((سبحانك اللّٰه)) پڑھ لیا۔

((وبحمدك)) پڑھ لیا۔

((وتبارك الصمك)) پڑھ لیا۔

((وتعالیٰ جدك)) پڑھ لیا۔

((ولا اله غيرك))

اللہ جو میں نے اذان میں کہا تھا، میرے ابو نے سکھایا تھا، میرے استاد نے سکھایا تھا، جو میں نے استقامت میں گیا تھا، وہ میرے گھر کا سبق تھا، اللہ جو میں نماز میں کہہ رہا ہوں، یہ بھی وہ ہی ہے،

((ولا الٰه غيرك))

کل کائنات میں ڈھونڈ لیا جائے، نہ کوئی ایسی جنس ہے، اللہ کسی اور کے در پہ جھکا نہیں جا سکتا،

حضرات! وقت ظہر کی نماز کا ہے، لاہور داتا دربار میں، مسجد کے اندر اذائی ہوئی، دینے ولاے نے کہا کہا،

((ولا الٰه غيرك))

اقامت ہوئی، اس وقت بھی......

((اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه))

وہاں اذان میں بھی،

((اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه))

اور جب ثناء ہوئی،

((ولا الٰه غيرك))

لیکن جب سلام پھیر کے، سلام کرنے گیا، تو پھر کہاں ماتھا، کہاں ٹیک دیا، مسجد میں کہہ رہا ہے، اللہ در تیرا ہوگا، سر میرا ہوگا، میرا سر تیرے در کے علاوہ جھک سکتا ہی نہیں، اور دیکھ یہ بولنے والا کون ہے، وہابی تو نہیں ہے،

لیکن دیکھ اس کی زبان پہ عقیدہ کس کا ہے، اللہ پوری دنیا کے دروازے آ جائیں، میرا سر تیرے در کے علاوہ کہیں نہیں جھکے گا، ہم تمہیں دعوت دیتے ہیں، تجھ کو بلاتے ہیں، بھائی اپنے بولوں پر غور کر لے، جملوں پر توجہ کر لے، اپنی حمد کو دیکھ لے، اللہ کی ثناء کو دیکھ لے، ماں باپ کے سبق کو دیکھ لے،

قاری کے درس کو دیکھ لے، اپنے اپنے جو ہیں جن چیزوں کو پڑھا ہے، آج تک حفظ کیا ہے، جن جملوں کو بولا ہے، ان بولوں پر غور کر لے، دورنگی چھوڑ دے، یک رنگ ہو جا، اندر جو ہے، وہ......

((و لا اله غيرك))

باہر ایک ایک دوک اورپ دربار پہ جا کے کبھی تیرے در، کبھی میرے در، کبھی ان کے در، کبھی ا کے در، کبھی در بدر،

غم عاشقی تیرا شکریہ میں کہاں کہاں سے گزر گیا

دو رنگی چھوڑ دے، یک رنگ ہو جا، تیرا قیام ہے، نماز میں کھڑا ہوا ہے، ہاتھ بندھے ہوئے ہیں، تجھے اللہ نے ایمان دیا ہے، تو بے پڑھا ہے یا نہیں پڑھا لیکن امام پڑھ رہا ہے، امام تیرا ہے، کہہ رہا ہے،

﴿اَلۡحَمۡدُ لِلّٰهِ رَبِّ الۡعٰلَمِيۡنَ﴾ (الفاتحه:۱)

زبان تیری ہے، عقیدہ اہل حدیث کا ہے،

﴿اَلرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ﴾ (الفاتحه: ۲)

زبان تیری ہے، عقیدہ اہل حدیث کا ہے،

﴿مٰلِكِ يَوۡمِ الدِّيۡنِ﴾ (الفاتحه: ۳)

زبان تیری ہے، عقیدہ اہل حدیث کا ہے،

﴿اِيَّاكَ نَعۡبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسۡتَعِيۡنُ﴾ (الفاتحه: ٤)

زبان تیری ہے، عقیدہ اہل حدیث کا ہے، اللہ مدد کی ضرورت پڑے گی،

﴿اِيَّاكَ نَعۡبُدُ﴾ (الفاتحه: ٤)

عبادت کی ضرورت پڑے گی، سر جھکانے لگوں گا، اللہ تجھ کو منانے لگوں گا، تیرے سامنے آنے لگوں گا، اللہ تیرے علاوہ کسی اور کی عبادت نہیں ہو گی، اور تیرے علاوہ کسی کے سامنے جھولی نہیں پھیلاؤں گا، فجر کی نماز میں پڑھا:

﴿اِيَّاكَ نَعۡبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسۡتَعِيۡنُ﴾ (الفاتحه: ٤)

پڑھا کہ نہیں پڑھا؟ ہے کوئی اختلاف، ہے کوئی جھگڑا، ہے کوئی رولا، ہے کوئی پھڈا، کوئی الگ سنتوں کا فرق، کوئی زیروں زبروں شدوں مدوں کا فرق، کوئی فرق نہیں، سبق تیرا

بھی وہی ہے، سبق میرا بھی وہی ہے، قول تیرا بھی وہی ہے، قول میرا بھی وہی ہے،
فرق اتنا ہے، کہ تو قول بولنے کے بعد فیل نہیں کرتا، جو بولتا ہے، وہ تولتا بھی ہے،
﴿وَ اِیَّاکَ نَسْتَعِیْن﴾ (الفاتحہ: ۴)
لگالی قوالی......

بھر دو جھولی میری یا محمد ﷺ

کون ہے یہ، دو رنگی چھوڑ دے، یک رنگ ہو جا، یہ ہماری دعوت ہے، یہ ہمارا پیغام ہے، ہم تیرے دشمن نہیں، ہم تو تجھے تیرے ماں باپ کا بھولا ہوا سبق یاد کروا رہا ہوں، سبق کو تو بھول گیا ہے، وہ یاد کروا رہے ہیں،

اور یاد رکھو!

جب بھی آسمان سے کوا اڑ کے گرے، تیری چھت سے گزرے، لاہور سے گزرے، کسی گلی سے گزرے، محلے سے گزرے، وہ تجھے شرم دلا رہا ہوتا ہے، وہ دیکھ تو جو کہتا ہے، کالا کوا کاں کاں کاں کرتا رہتا ہے، میں نے کاں کان کاں کی، لیکن میں اللہ کے در کے علاوہ کسی کے در پر نہیں گیا، دانہ دیتا ہے وہ، دنکا دیتا ہے وہ،

آل دیتا ہے، وہ، اولاد دیتا ہے وہ، رزق دیتا ہے وہ، بارش دیتا ہے وہ، گرمی دیتا ہے وہ، سردی دیتا ہے وہ، چھاؤں دیتا ہے وہ، سایہ دیتا ہے وہ، کسی کوے کو کسی گیر کے در پر جھکا ہوا نہیں دیکھا، لیکن زمین کے کوے تجھے میں مسجد میں کاں کاں کاں،

((سبحانك))

کاں،

((وبحمدك وتبارك الصمك، وتعالیٰ جدك، ولا اله غيرك))

﴿اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَ اِیَّاکَ نَسْتَعِیْن﴾ (الفاتحہ: ۴)

اوئے کاں کاں کاں تو نے بھی کیا، لیکن تجھ سے بہتر تو وہ کالا کوا نکلا کہ وہ کاں کاں کاں

ہی کر کے ایک رب کے در کو نہیں بھولا، تو کاں کاں کاں کاں کر کے رب کے در کے علاوہ ہزاروں در بنا کے بیٹھ گیا۔ دو رنگی چھوڑ دے، یک رنگ ہو جا،

حضرات!

ہماری یہ دعوت، مالک کی توفیق کے ساتھ وہ ہے......

جادو وہ جو سر چڑھ کر بولے

ہم اپنی طرف سے کچھ لے کر کے نہیں آئے، تیرے گھر کا ماحول، اگر میرے گھر میں دال پکی ہو، وہ بری ہے، تیری گھر میں بری پکی ہو، وہ اچھی ہے، کیسے ہو سکتا ہے، ایک تو لفظ ! تیرے پاس بھی:

((سبحانك))

میرے پاس بھی......

((سبحانك))

تیرے پاس بھی

((وبحمدك))

میرے پاس بھی......

((وبحمدك))

تیرے پاس بھی......

((وتبارك الصمك))

میرے پاس بھی......

((وتبارك الصمك))

تیرے پاس بھی......

((وتعالیٰ جدك))

میرے پاس بھی......

((وتعالیٰ جدك))

تیرے پاس بھی......

((ولا اله غیرك))

میرے پاس بھی......

((ولا اله غیرك))

تیرے پاس بھی......

﴿اِیَّاكَ نَعْبُدُ﴾ (الفاتحه: ۴)

میرے پاس بھی......

﴿وَ اِیَّاكَ نَسْتَعِیْن﴾ (الفاتحه: ۴)

تیرے پاس بھی

﴿وَ اِیَّاكَ نَسْتَعِیْن﴾ (الفاتحه: ۴)

میرے پاس بھی......

﴿وَ اِیَّاكَ نَسْتَعِیْن﴾ (الفاتحه: ۴)

تو قیام سے حالت بدلا، رکوع میں کودا ہوا اللہ نے کہا، بندے ذرا پیغام دے، ابو کا سبق بھول تو نہیں گیا، کھڑا تھا تو ٹھیک ہے، تو ہی تو، لیکن اب حالت بدلی ہے تو کہیں نظریہ تو نہیں بدلا، حالات بدلتے ہیں، تو خیالات بدل جاتے ہیں،

کہیں خیال تو نہیں بدلا، کہتا ہے، اللہ نہیں،

((سبحان ربی العظیم))

میرے امی ابو نے وہ سبق جو قیام میں سکھایا تھا، یہاں بھی دیا ہے، اللہ پاک ہے، شریک کوئی نہیں، اللہ واحد ہے، شریک کوئی نہیں، اللہ یکتا ہے، شریک کوئی نہیں، اللہ ایک ہے، وحدہ لا شریک ہے،

((ربی العظیم))

اللہ کہتے ہیں کھڑے ہو، یہ کھڑا ہوا رکوع سے کیا کہتا ہے، کیا کہتا ہے:

((سمع اللّٰہ لمن حمدہ))

عشاء کی نماز پڑھی، مسجد میں کیا کہا،

((سمع اللّٰہ لمن حمدہ))

اسی مسجد میں کیا کہہ رہا ہے، اللہ نے سن لیا، یقیناً اللہ نے سن لیا ہے، اللہ ے، اللہ نے سن لیا، عشاء کے وقت اسی مسجد میں کانفرنس ہوتی ہے تو اسٹیج پہ مولانا کہتے ہیں،

اللہ ساری سن دائیں، بزرگاں دی موڑ دائیں......

دو رنگی چھوڑ دے، یک رنگ ہو جا، نماز میں سمع اللہ کوئی اور نہیں، اللہ نے سن لیا، اب کہہ رہا ہے، ہماری سنتا نہیں، بزرگوں کی موڑتا نہیں،

حضرات!

سجدے میں گیا، اللہ نے کہا، آ، اپنے ماتھے کو ٹیک، اللہ ٹیک لیا، گھٹنے لگا، اللہ لگا دیئے، پاؤں ٹیک، ٹیک دیئے، ہاتھوں کو زمین پہ رکھ، رکھ دیا، اپنے ماتھے اور پیشانی کو رگڑ، اللہ رگڑ دی، اب بول اس حالت میں بھی تیرا عقیدہ بدلا تو نہیں، کہتا ہے، نہیں، اللہ

((سبحان ربی الاعلیٰ))

دیکھ سجدہ تیرا اس وقت اور زبان تیری ہے، عقیدہ وہی ہے، جس کی دعوت تجھ کو اہل حدیث دیتا ہے، بدے اللہ کو وحدہ لاشریک جان، اللہ کو اکیلا جان، اس کو ساجیوں سے پاک جان، رشتے داریوں سے پاک جان اور باقی کی شرارتوں سے پاک جان،

((سبحان ربی الاعلیٰ))

اللہ میرے امی ابو سکھا گئے تھے، باقی سب نیچے ہیں تو سب سے اعلیٰ، اس کے بعد دھرنا دیا، دھرنا، بڑے بڑے دھرنے دیتے ہو، تشہد میں بیٹھے دھرنا دیتے ہو، اللہ بولتے ہیں، اے میرے بندے، اب عقیدہ بیان کر، تیری حالت بدلی ہے، کہیں خیال بدل تو نہیں گیا، کہتا ہے، اللہ نہیں، میرے امی ابو کا سبق ہے،

((التحیات للّٰہ))

یہی دعوت ہم دیتے ہیں، کہ میری ساری کی ساری قولی عبادت اللہ تیرے لیے، زبان سے جملہ نکلے تو تیرے لیے، ثناء نکلے تو تیرے لیے، حمد نکلے تو تیرے لیے، بول نکلے تو تیرے لے، قول نکلے تو تیرے لیے، حرف نکلے تو تیرے لیے، اللہ جملے نکلے تو تیرے لیے......

((التحیات للّٰہ والصلوات))

اللہ میری بدنی عبادت بھی تیرے لیے، میرا قیام تیرے لیے، لیکن یہ کس کے سامنے کھڑا ہوا ہے، ادھر کیا کہہ رہا ہے؟

((التحیات للّٰہ والصلوات))

اللہ میرا رکوع تیرے لیے، میرے سجدے تیرے لیے، میرا تشہد تیرے لیے، میری عبدت تیرے لیے، میری ریاضت تیرے لیے، میرا اک اک فعل تیرے لیے اور اس کے بعد......

((والطیبات))

اللہ میرا دینار تیرے لیے، میرا درہم تیرے لیے، میرا ڈالر تیرے لیے، میرا روپیہ تیرے لیے، جو مال ملے گا، تیرے لیے لیکن گاڑی سائیڈ میں روکتا ہے، گلے میں ڈال کے بابا جی کو سلام کر کے جاتا ہے،

تہاڈی نظر نیاز مولا حسین......

اندر نماز میں، دھرنے میں، اللہ میرا مال تیرے لیے، اب یہ کس کے لیے ہے؟

دورنگی چھوڑ دے، یک رنگ ہو جا،

دیکھ، نماز تیری ہے، عقیدہ اہل حدیث کا ہے، کتنی پیاری بات ہے، کیا کہہ رہا ہے،

((التحیات للّٰہ والصلوات والطیبات))

آگے کیا سکھایا امی ابو نے،

((السلام علیك ایھا النبی))

اللہ میرے عقیدے کو نوٹ کر، وقت کا نبی ہے، پیغمبر ہے، ہادی ہے، رہبر ہے، رہنما

ہے، مصطفیٰ ہے، مقتدی ہے، پیشوا ہے، (ﷺ) لیکن میں دعا کر رہا ہوں، اللہ ان پر سلامتی بھیج، وہ تیری سلامتی کے محتاج ہیں، سلامتیاں تو اتارتا ہے، ضرورتیں مصطفیٰ پوری کرتے ہیں، کہا کہ نہیں کیا، پڑھا کہ نہیں پڑھا، سکھایا کہ نہیں سکھایا، بولا کہ نہیں بولا،

((السلام علیك ایها النبی ورحمة اللّٰه وبرکاته))

اللہ میرا عقیدہ یہ ہے، تیری رحمتوں کا محتاج تیرا نبی ﷺ ہے، رحمتیں تو دیتا ہے، رحمت اللعالمین مصطفیٰ ﷺ بنتا ہے۔ بناتا کون ہے؟ اللہ تو بناتا ہے،

((وبرکاته))

اللہ میرا یہ بھی عقیدہ ہے کہ جو برکتیں ہیں تو اتارتا ہے، مصطفیٰ ﷺ کو ضرورت ہے، ان پہ برکتیں اتار، ان پہ رحمتیں اتار، اللہ ان پر سلامتیاں اتار، امن وایمان کو اتار،

((السلام علیك ایها النبی ورحمة اللّٰه وبرکاته))

اس کے بعد......

((السلام علینا))

اللہ ہم سب بھی تیری سلامتی کے محتاج ہیں، تو دیتا ہے،

((السلام علینا وعلیٰ عباد اللّٰه الصالحین))

اللہ میری زبان اس کو نوٹ کر میرے عقیدے کو دیکھ، میرا عقیدہ یہ ہے اس دنیا کے جتنے بڑے ہیں، جتنے وزیر ہیں، جتنے ولی ہیں، جتنے نیک ہیں، جتنے صالح ہیں، جتنے متقی ہیں، جتنے پرہیزگار ہیں، جتنے اولیاء اللہ ہیں، جتنے آفتاب ہیں، اللہ وہ بھی تیرے محتاج ہیں،

((وعلیٰ عباد اللّٰه الصالحین))

اللہ ان کو بھی تو رحمتیں دیں،

حضرات!

یہ سبق ہم نے نہیں پڑھایا تھا، تیرے گھر کا سبق ہے، اس کو ذرا یاد کر، اور اس کو کبھی پڑھ اور پھر آگے......

((اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه واشهد ان محمداً عبده۔ اللهم صلی علی محمد))

اللہ محمد ﷺ پر کیا اتار، کیا اتار، رحمتیں اتار، ہیں محتاج کے نہیں؟ رحمت کس پہ جاتی ہے، اللہ تو اتارنے والا، اتارنے والا اور ہے، جس پہ اترتی ہے، وہ اور اپنے اللہ میں مانگ رہا ہوں، میں دعا کر رہا ہوں، اللہ تو نے کہا تھا،

((یایھا الذین امنو صلوا علیه وسلموا تسلیما))

تم درود بھیجو، تم سلام بھیجو، جب محمد ﷺ سے صحابہ نے پوچھا، ہمیں سکھایئے، کیسے بھیجیں، کہا تم نہیں بھیج سکتے، تم اللہ کو کہو،

((اللم صل))

اللہ تو بھیج، اللہ تو اتار، یہ کام تیرا ہے، ہم دعا کرنے والے، ہم مانگنے والے، ہم جھولیاں پھیلانے والے، تو اتارنے والا،

((اللهم صلی علی محمد وعلیٰ ال محمد))

آل محمد ﷺ بھی محتاج، تیری ہے، تیری رحمتوں کی، تیری مسجد میں، تیری رحمتوں کی محتاج میں، مانگ رہا ہوں، باہر نکلے تو......

((لِیْ خَمْسَة اطْفِیْ بِھَا حَیَّ الْقَبَاءِ لَفَاطِمَةِ الْمصْطفیٰ وَالْمُرْتِضٰی وَابْنٰھا والفاج))

پنجگان کا سہارا ہی کافی ہے، محمد رسول ﷺ جناب علی ﷛، جنابہ فاطمہ ﷝ اور حسن ﷛ وحسین ﷛، اندر کہہ رہا ہے، اللہ وہ تیرے محتاج، وہ ضرورتمند، تو اتارنے والا، تو دینے والا، تو داتا ہے، تو مشکل کشا ہے، تو جھولیاں بھرنے والا ہے،

((کما صلیت علیٰ ابراھیم وعلی آل ابراھیم انك حمید مجید))

اللہ جس طرح تو نے جد الانبیاء ابراہیم ؑ کو دیا اور ان کی آل کو دیا، اللہ حمد یں تیرے

لیے ہیں، مسجدیں تیرے لیے،

((اللهم بارك على محمد))

اللہ باری برکتوں کی آئی ہے، تو میں پھر جھولی پھیلا کے کھڑا ہوں، میرے امی ابو نے سکھایا تھا برکتیں اللہ دیتا ہے، دعا کر دے، اللہ برکتیں اتار دے، رسول اللہ ﷺ پہ آل رسول ﷺ پہ جس طرح تو نے جناب ابراہیم علیہ السلام پہ اور جناب ان کی آل پہ اتاری، مسجدیں تیرے لیے، اللہ بزرگیاں تیرے لیے اور حمدیں تیرے لیے، پھر پڑھا تو تو نے کہا پڑھا،

((ربنا اتنا فی الدنیا))

سبق تو نے خود سیکھا، کسی سے سیکھا، اپنے ماں باپ کا سبق یاد کریں اور ماں باپ کا سبق کہہ رہا ہے،

((ربنا اتنا فی الدنیا))

کس سے مانگ، بیٹے درود پڑھ لیا ہے، قیام کر لیا ہے، حمدیں کر لی ہیں، فاتحہ پڑھ لی ہے، آمین کہہ لی ہے، اس کے بعد سورۃ ملا لی ہے، رکوع کر لیا ہے کھڑا ہو گیا ہے، سجدے میں گر گیا ہے، دھرنا مار لیا ہے، پھر درود پڑھ لیے ہیں، اب دعا کر قبولیت کے لمحے تو کس سے مانگ، کسی اور کا نام آیا، چودہ سو سال گزر گئے، تیری نماز میں،

((ربنا))

کس کا نام، یہی میری دعوت ہے،

((ربنا))

یہی اہل حدیث کی دعوت ہے،

((ربنا))

حضرات! جب ہم بلائیں تو پھر بگڑتا کیوں ہے، آ، ہم تجھے آخر میں یہی کہتے ہیں کہ ذرا توجہ کر، دوست،

اپنے من میں ڈوب کر پا جا سراغ زندگی
تو اگر میرا نہیں بنتا تو نہ بن اپنا تو بن

اور کیوں نہ کہہ دوں، یوں ہی لوگوں کے شوشوں سے دور رہیے، یار یہ ایسے ہیں، ایسے ہیں، جو تو پڑھ رہا ہے، اس کا ترجمہ کر رہے ہی، جو تو عربی میں کہہ رہا ہوتا ہے، ہم پنجابی میں کہہ رہے ہوتے ہیں، جو تو اللہ کے گھر میں کہہ رہا ہوتا ہے، ہم وہ بازاروں میں کہہ رہے ہوتے ہیں، تو پھر کیوں نہ کہہ دوں!

رہے عمر بھر تم یونہی دور ہم سے
ذرا قربت کی راہوں پہ آ کر تو دیکھو
کیوں تکلیف کے بھنور میں عمر یار گوائی

ہماری دعوت کیا ہے؟

اطاعت کی کشتی میں آ کر تو دیکھو
خطبہ فقہ سے اب تک چمٹ کے بھی دیکھا
کتاب و سنت کو سینے سے لگا کر تو دیکھو
دھرے امتی کے ہاتھ پہ ہاتھ تم نے
شافع محشر کے پہلومیں آ کر تو دیکھو
رہے حنفی مالکی بنے ہم ولی شاہ جی
مسلک حق کتاب و سنت اپنا کر تو دیکھو

وما توفیق الا باللّٰہ۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نبی ﷺ کا ادب

معزز سامعین وحضرات!

ایک مسلمان دوسرے مسلمان کے باادب ہوتا ہے، اور صرف مسلمان ہی نہیں، کائنات کے ہر شخص کو جو اس کا حق ہوتا ہے، اس کو اس کے مطابق وہ اس کو ادب اور حق دیتا ہے۔ اسلام کی یہ خوبی اور اہل اسلام کا یہ طرہ امتیاز اس کا مقابلہ کوئی دوسرا مذہب اس خطہ ارض پر نہ کر پایا ہے نہ کر پائے گا۔

عصر حاضر میں نبی کریم ﷺ کہ جو اس کائنات کے سب سے اعلیٰ و اولیٰ ہستی ہے، ان کے حقوق میں سے ایک حق ان کا ادب اور احترام بھی ہے۔ اس معاملے میں امت مسلمہ کافی ڈھیل برت رہی ہے۔

علماء، اہل قلم، اور ارباب فکر ودانش عامت الناس زبانی کلامی طور پر آپ ﷺ سے محبت، پیار، عشق ومستی کا دعویٰ ضرور کرتے ہیں لیکن جو آپ ﷺ کا حق ہے اور قیادت ہے، اس کے اندر کمی وبیشی ہو رہی ہے اور بہت زیادہ تلک کمی وبیشی ہو جانا بڑی بات نہیں ہے۔ غلطی ہو جانا کوء اتنا بڑا جرم نہیں ہے۔

جتنا اس غلطی کے اوپر انسان کا ؟ ہو جانا اور ڈٹ جانا غلط ہوتا ہے۔ اگر چہ غلطی ہرم جان بوجھ کے کر رہے ہیں، تو تب بھی اپنی اصلاح کریں اور اگر لاعلمی میں غیر شعور طور پر وہی ہے۔ تو تب بھی یہیں اس کا ادراک کرنا چاہیے اور نبی کریم ﷺ کا ان کو حق دیا جائے۔ یہ ایک مومن مرد اور عورت کی ذمہ داری ہے۔

حقوق مصطفیٰ ﷺ آداب رسول اللہ ﷺ اور آپ ﷺ سے محبت کے اس تقاضوں کو ہم دیکھ رہے اور اس حوالے سے آج یہ ہماری تیسری بات ہے تو نبی ﷺ کے ہاں پہلے

پندرہ اگست یا آپ ﷺ سے محبت کے تقاضوں کو ہم پڑھ چکے ہیں، دیکھ چکے ہیں، آج نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے محبت کرنے والوں کو، کہ آپ ﷺ پر ایمان لانے والوں کے لیے آپ ﷺ کا کلمہ پڑھنے والوں کے لیے ان پر یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی آواز سے کسی اور کی آواز کو وہ بلند نہ کریں۔

اس چیز سے اللہ مالک الملک نے منع فرما دیا ہے، نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو یہ اتھارٹی ملی ہے، ان کی یہ حیثیت اور مقام ہے کہ کائنات میں ان کی آواز سب سے بلند و بالا ہے اور اونچی ہے، اس سے مراد یہ نہیں کہ انسان اپنی آواز کا اس کا فاسٹ ساؤنڈ ہونا، اس کی آواز بلند ہونا، یا اس کی آوازی بھاری ہے اور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی آواز دراز اور اس سے مست ہے اور یہ شخص غلط ہے اور آقا علیہ السلام کا ادب نہیں کر رہا،

بلکہ اللہ رب العزت فرماتے ہیں:

﴿یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا﴾ (الحجرات: ۲)

اے ایمان والو! اور ایمان کا دم بھرنے والو،

﴿لَا تَرْفَعُوْۤا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِیِّ﴾ (الحجرات: ۲)

آپ اپنی آوازوں کو پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کی آواز سے بلند نہ کریں۔ منع کر دیا اور یہ نہیں، اگر ہم اس کی صحیح حدیث کی روشنی میں اور مفسرین کے ہاں جا کر کے دیکھیں، تمہارے اوپر بے شمار عقدے پوشیدہ ہو جاتے ہیں اور رسول اللہ ﷺ کا یہ عادت ان تلک پہنچ جاتا ہے۔

بھائیو!

اسی طرح یہ سترواں عدد ہم اس کو بھی ساتھ شامل کر لیتے ہیں اور اٹھارواں بھی تاکہ بات بالکل واضح ہو جائے۔ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی آواز سے اپنی آواز بلند نہیں کرنا، ایک نہیں، ایک اور ادب یہ سمجھایا،

﴿وَلَا تَجْهَرُوْا لَهٗ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ﴾ (الحجرات: ۲)

لوگو! تم پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سامنے ویسے آواز کو بلند نہ کیا کرو، جس طرح تم ایک

دوسرے کے ساتھ اپنی گفتگو کے اندر اپنی آوازوں کو بلند کر لیتے ہو، اونچا بول لیتے ہو، اگر کوئی انسان ان کی بے ادبی کرے گا، گستاخی کرے گا، اللہ تعالیٰ اس کے اس جرم کی پاداش میں ......

﴿اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُكُمْ وَاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ﴾ (الحجرات: ۲)

بندے کو شعور بھی نہیں ہوگا، اللہ اس کے اعمال کو برباد کر دیں گے،

بھائیو!

اٹھارہواں عدد اسی کے ساتھ پھر کیا کیا جائے، آپ ﷺ کے سامنے اپنی آواز کو ضبط رکھا جائے، دھیما رکھا جائے، نیچا رکھا جائے۔

﴿اِنَّ الَّذِيْنَ يَغُضُّوْنَ اَصْوَاتَهُمْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ﴾ (الحجرات: ۳)

اللہ کے رسول ﷺ کے سامنے جو لوگ اپنی آوازوں کو دھیما رکھتے ہیں، اور ضبط رکھتے ہیں،

﴿اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ امْتَحَنَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ لِلتَّقْوٰى﴾ (الحجرات: ۳)

یہی وہ لوگ ہیں کہ جن کے دلوں کا امتحان اللہ لے چکے ہیں،

آپ ﷺ کا یہ ادب، یہ احترام، وہی کر سکتا ہے، آپ ﷺ کو یہ مقام وہی دے سکتا ہے، آپ ﷺ کی عزت اور آبرو کا خیال وہی رکھ سکتا ہے، اور آپ ﷺ کے ساتھ ادب کا مظاہرہ وہی شخص کرے گا، کہ جو آپ ﷺ کے سامنے اپنی آواز کو پست رکھتا ہے،

اور یہ اسی کے نصیبے میں ہوتی ہے کہ جو اللہ رب العزت کے ہاں لیبارٹری میں چیک ہونے کے بعد اس کے دل کا جو ہے، تقویٰ کا امتحان ہو چکا ہو اور اس ٹیسٹ میں کامیاب ہو چکا ہو اور وہ اس ٹیسٹ میں کامیاب ہو چکا ہو،

﴿لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّاَجْرٌ عَظِيْمٌ﴾ (الحجرات: ۳)

ان کی کمی و بیشیوں کو بھی اللہ دور فرما دیتے ہیں، اور ایسے شخص کے لیے اللہ کے ہاں بہت بڑا اجر ہے،

حضرات!

ان تین چیزوں کو اکٹھا کریں، پہلے نمبر پر اپنی آواز کو پیغمبر ﷺ کی آواز سے اونچا نہیں کرنا اور دوسرا آپ ﷺ کے ہوتے ہوئے آپ ﷺ کے سامنے آپ ﷺ کے مدمقابل اونچی آواز میں گفتگو و شیخی یا بحث ومباحہ یا آپ ﷺ کی آواز سے بلند ہونا مناسب نہیں بلکہ ادب یہ سکھایا کہ اپنی آواز کو ضبط رکھا جائے،

ہمارے سامنے بخاری کی صحیح حدیث ہے۔ حدیث نمبر چار ہزار آٹھ سو پینتالیس ہے۔ ایک بنی تمیم سے رسول اکرم ﷺ کے پاس قاتل آتا ہے، سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اور جناب عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے درمیان اس بات پر بحث ہو جاتی ہے کہ امیر کون ہو؟

بولتے بولتے آواز جیسے روٹین میں کہ ایسے ہونا چاہیے، وہ کہنے لگے نہیں کہ ان کو ہونا چاہیے، اور آپس میں دلائل دینے لگے کہ اس میں بہتری ہے۔ وہ کہنے لگے کہ اس میں خیر ہے، آسمان سے اللہ رب العزت نے جب یہ منظر دیکھا،

نبی کریم ﷺ کے ہم پیالہ، ہم نوالہ، ہم مشاور، ہم عاقل، ہم سفر، ہم خضر، لوگ رسول اللہ ﷺ کی موجودگی میں اپنی آوازیں اس طریقے سے اور بحث ومباحثہ میں اور بڑا سامنے کھڑا ہے تو اللہ نے منع کر دیا، روک دیا۔

بھائیو!

ایسی مثال آپ اکثر دیکھتے ہیں، سوال و جواب کی نشست میں شاید محسوس کیا ہو، آپ کے دوست واحباب آتے ہیں، سوال و جواب کے لیے جب بیٹھتے ہیں، سوال اس سے پوچھا جا رہا ہے کہ جس کے بارے میں عام لوگ سمجھتے ہیں کہ اسے علم کی کوئی تھوڑی بہت سوجھ بوجھ ہے۔ وہ ابھی خاموش ہوتا ہے، اور ایک ایسا شخص جواب دیا شروع کر دیتا ہے کہ جسے اس کے اوپر کچھ زیادہ ادراک حاصل نہیں ہوتا، کہ یہ بھی منع ہے، یہ بھی آواز کو بلند کرنا ہے۔

اگر کوئی انسان کو پورا ادراک ہے، پور فام ہے،

((مَا لَه وما عليه))

سمجھ رہا ہے، اور اس کے پورے بیک کو تناظر کو سمجھ رہا ہے تو ٹھیک ہے لیکن پھر بھی اگر مجھ سے سینئر موجود ہے، بڑا موجود ہے، اہل فن، اہل علم موجود ہے، تو یہ ادب تب بھی ہے لیکن محمد رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ادب یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی بات پر، آپ ﷺ کے ہوتے ہوئے کسی اور کی بات کو ترجیح نہ دی جائے۔

اس کی دلیل آج تانگلہ تکڑا:

﴿وَلَا تَجْهَرُوْا لَهٗ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ﴾ (الحجرات: ۲)

جب یہ آیت اترتی ہے، تو سیّدنا ثابت ابن قیس رضی اللہ عنہ مسجد نبوی میں آنا بند کر دیتے ہیں، ثابت ابن قیس رضی اللہ عنہ مسجد نبوی میں آنا بند کر دیتے ہیں، آقا علیہ الصلاۃ والسلام خبر رکھا کرتے تھے کہ فلاں صحابی نہیں آ رہا ہے،

پتہ کرنے کے لیے بھیجا، گئے، تو اپنے گھر کے اندر بیٹھے ہیں، اور اپنے آپ پر شرمندہ ہے، نادم ہے اور افسوس میں ہیں، دکھ میں ہیں، کرب کے اندر مبتلا ہیں، پوچھا گیا، کیا وجہ ہے، کہا میں رفیع الساؤنڈ ہوں، میری آواز بھاری ہے، اور رسول اللہ ﷺ کی آواز میری آواز کے مقابلے میں دھیمی ہے،

اور اکثر ایسے ہوتا رہا ہے کہ آپ مجلس میں بولتے ہیں، میری آواز آپ ﷺ کی آواز سے بلند ہو جاتی ہے، اور اللہ رب العزت نے جو کہہ دیا کہ لاشعوری طور میں بھی تمہارے اعمال غارت نہ ہو جائیں، برباد نہ ہو جائیں، تو میرے عمل تو سارے برباد ہو گئے، تو میں اس لیے نہیں نکلتا کہ کہیں میں بولوں اور میری جو آواز ہے، وہ محمد رسول اللہ ﷺ کی آواز سے غالب آ جائے، جو پہلے ہو چکا وہ اعتقادی ہے۔

رسول کریم ﷺ نے حوصلہ دیا، تسلی دی کہ یہ مراد نہیں ہے، کسی کا آواز میں بھاری ہونا اور کسی کا دھیمی ہونا یہ مراد نہیں بلکہ یہ ہے کہ آپ ﷺ کی بات پر آپ ﷺ کی موجودگی میں آپ ﷺ کی جو ہے، رسول کریم ﷺ کا اسوۂ عمل اس کے مقابلے میں کسی اور کو ترجیح دی جائے۔

تو حضرات ہمیں سمجھ لینا چاہیے!

دنیا بہت کچھ کرتی ہے، فلاں گستاخ ہے، فلاں بے ادب ہے، میری نظر میں اگر مومن کی اس انگلی کا رخ اور زبان کا رخ اپنی طرف ہو جائے، تو اسے یہ جاننے میں جانچ پڑتال کرنے میں اور ٹیسٹ میں کلیئر ہونے میں یا فیل ہونے میں دونوں شکلوں میں رزلٹ بڑی اچھی طرح وضاحت رکھتا ہے کہ مجھے فی الحال دوسرے کو چھوڑنا چاہیے،

میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ کتنا با ادب ہوں، اور ان کے حکم کا کتنا خیال رکھ رہا ہوں اور مجھ سے زندگی میں کتنی گستاخیاں ہوئی ہیں۔ رسول اللہ ﷺ کا صحابی اس کے بس کی بات نہیں، آواز آقا سے بھاری ہے اور بلند ہے، وہ گھر میں فکر کر کے بیٹھ جاتا ہے،

اور ہم رسول اللہ ﷺ کی اصل آواز، آپ ﷺ کے سات کتاب اللہ، وحی اللہ، حدیث رسول اللہ ﷺ، اسوۂ مصطفیٰ ﷺ کے مقابلے میں ہم نے کتنے لوگوں کی آوازوں کو بلند کیا، پسند کیا اور اس کے ساتھ مناظرے کیے، ہم لڑے اور ڈٹ گئے، اور لوگوں کو دعوت دی اور محمد رسول اللہ ﷺ کے فرمان کے ہوتے ہوئے، آپ ﷺ کے عمل کے ہوتے ہوئے آپ ﷺ کے اسوۂ کے ہوتے ہوئے،

آپ ﷺ کے طریقہ کار کی موجودگی میں، پھر ہم نے اگر کسی دوسرے شخص کی بات کو ترجیح دی ہے تو حضرات! ہم سے شعوری یا لاشعوری طور پر یہ آقا ﷺ کی آواز سے اس کی آواز بلند ہو گئی ہے اور کائنات میں کسی امتی کو یہ حق نہیں ہے کہ وہ محبوب ﷺ کی آواز پر کسی کی آواز کو یا اپنی آواز کو بلند کرے۔

تو حضرات!

اگر یہ گستاخی ہوتی ہے، تو پھر مجھے اپنے گریبان میں جھانک کے اپنی اصلاح کرنی چاہیے۔ اور یہ ہو رہا ہے، اور یہ ہو رہا ہے، اور تعصب کی انتہاء اس حد تلک پہنچ چکی ہے کہ اللہ معاف کرے، ایک شخص میری جماعت کا ہے، وہ گناہ گار ہے، وہ خطا کار ہے، وہ سیاہ کار ہے، وہ جادوگر ہے، وہ ٹونا کرتا ہے، وہ سود لیتا، کھاتا ہے، کوئی بات نہیں ہے، وہ اچھا ہے،

اگر وہ میری جماعت کو چندہ دے رہا ہے،

لیکن ایک شخص جو میری جماعت کا نہیں، کسی اور جماعت سے تعلق رکھتا ہے، وہ وقت کا ولی بھی ہو، عابد بھی ہو، پرہیز گار بھی ہو، متقی بھی ہو، باادب بھی ہو، لیکن میری نظر میں وہ کسی مقام کا نہیں ہے۔ میری نظر میں وہ اچھا ہو جو سودی ہے لیکن وہ میری جماعت کو سپورٹ کرتا ہے، تو حضرات یہ عدل نہیں، یہ انصاف نہیں، یہ دین نہیں،

اگر عدل، دین، انصاف، ایمان اور اسلام کا تقاضا یہ ہے کہ اگر میں غلط ہوں تو اپنے آپ کو اس کا موجب الزام ٹھہراؤں اور اگر میں صحیح ہوں تو مزید اس پر ڈٹ جاؤں، تو اللہ تعالیٰ ان شاء اللہ جب ایک انسان اپنی اصلاح کرنا شروع کر دے گا، تو اللہ آسانی کر دیں گے، لیکن دوسرے کو ایک اچھے طریقے سے بتا دینا،

حضرات!

میں یہاں نام لے کر کے بھی کہہ سکتا تھا کہ فلاں بے ادب ہے، فلاں گستاخ ہے، اس کی یہ گستاخیاں ہیں، لیکن آئینہ دکھانا برا نہیں ہے، اور حقیقت یہ ہے کہ اگر دنیا کو آئینہ دکھایا جائے، آئینہ ان کو دکھایا تو برا مان گئے، برا ماننے کی بات نہیں،

حضرات!

مجھے آئینے کے سامنے کھڑے ہو کے تاریخ میرے سامنے، ہسٹری میرے سامنے، میری لائف، میری زندگی، میرا ردعمل، میرے سامنے ہے، مجھے دیکھنا چاہیے کہ میں نے اپنا نام تو باادب رکھا اور جناب کو باادب بولا اور میں ان کے ساتھ منسلک بھی رہا، لیکن میرا عمل، میرا طریقہ، میری زندگی، میرا دستور، میرے معاملات، میرا لین دین،

اس میں، میں آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فرمان، قول اور عمل کو ترجیح دیتا رہا ہوں، اس کو سر بلند کرتا رہا ہوں، یا پھر میں نے لوگوں کی باتوں کو بلند کیا ہے۔

بھائی!

ایک چھوٹی سی مثال...... ہم خوشی مناتے ہیں، دنیا کے اندر سب سے بڑی خوشی یہ ہے

کہ رسول اللہ ﷺ جو کہہ دیں، اس کو مان لیا جائے۔ مومن کو اس سے بڑی خوشی نہیں ہوتی اور میں نہیں کہہ رہا، آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کہتے ہیں،

((قد ضاء ت کامل الایمان))

بھائی!

ایمان دار جب انسان بنتا ہے، کسی بھی اسٹیج میں نیا قدم رکھتا ہے، اسے جو خوشی میسر ہوتی ہے، وہ وہی جانتا ہے، کوئی اور نہیں جانتا ہوتا، لیکن اگر اللہ دنیا میں اس کو اسی خوشی کا مزہ چکھا دیں۔ یہ ایک نرالی بات ہوتی ہے، آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

((قدا ضات کامل الایمان))

اس شخص نے ایمان کا مزہ چکھ لیا، اور ٹیسٹ لے لیا جو ایمان کی اصلی حلاوت ہے،

((رضیت باالله رباً و بالاسلام دیناً وبمحمدرسولاً))

جو رب کی الوہیت پر راضی ہو گیا، اور اسلام کے دین ہونے پر راضی ہو گیا، اور محمد رسول اللہ ﷺ کی بات قبول کرنے اور آپ ﷺ کی رسالت کو تسلیم کرنے پر راضی ہو گیا، اس نے اسلام کا ٹیسٹ چکھ لیا،

ہم خوشیاں مناتے ہیں لیکن خوشیاں ہمیں مزہ نہیں دیتیں۔ دکھ دے جاتی ہیں، دکھ دے جاتی ہیں، آج سے چار سال پہلے بلتستان کالونی کے اندر ایک نکاح کا موقع تھا، اتفاق ہوا، ساتھی بلا کر کے لایا تو مجھے کان میں کہنے لگے کہ جناب آپ ایسے کریں، نکاح لمبا نہیں کریں، جلدی پڑھا دیں۔

میں نے کہا، جی خیریت ہے، کہا کہ اصل میں ایسے ہے کہ بچی کا جو بھائی ہے، وہ ابھی اس کی لاش گری ہے اور وہ مر چکا ہے، اور ہم لڑکی کو نہیں بتانا چاہتے، نکاح ہو، وہ لے جائیں، ہم اسی بات کو یہی ختم کر رہے ہیں، جب واپس لائیں گے، تو پھر اس کے بعد دیکھی جائے گی، بھئی ہوا کیا ہے؟ خوشی کے اندر آ کر کے دوست فائرنگ کر رہے تھے، ور وہ اسے لگی، وہ اللہ کو پیارا ہو گیا،

حضرات!

ہم نے خوشی منا لی اور رسول اللہ ﷺ کی بات سے بڑھ کر ہم نے اپنی سوچ کو اور لوگوں کی باتوں کو اپنے آباؤ اجداد، دوست احباب کی بات کو ترجیح دی، اس کا نتیجہ ہم نے دنیا میں دیکھ لیا کہ لاشہ گرا،

قیامت کے دن کیا ہوگا، اگر ایمان کا لاشہ گرے گا تو ہمیں دکھ نہیں ہوتا، اپنے دوست احباب عزیز و اقارب کا لاشہ گر جائے، ہمیں بہت دکھ ہوتا ہے، اپنی خوشی اور غمی جو اسے محمد رسول اللہ ﷺ کی آواز آپ ﷺ کے انداز آپ ﷺ کے طور اور طریقے کے مطابق نہیں کر پا رہا،

حضرات!

وہ باقی معاملات کو کیا کرے گا، وہ یقیناً مشرق مغرب شمال و جنوب کی باتوں کو لے کر کے اوروں کی باتوں کو ترجیح دے رہا ہے، ان کو بلند کر رہا ہے، اسے اسے دنیا کے اندر باادب لاکھ کہہ لیں، باادب گنا نہیں جائے گا، دنیا بھی لوس اور اس کا آخر میں بھی خسارہ ہے تو ہمیں یہ کرنا چاہیے۔

حضرات!

جو میں نے عام سی مثال اس لیے دی کہ ہمارے ہاں چلتا ہے، ہم دیکھ لیں کہ محمد رسول اللہ ﷺ مضامیر کو توڑنے آئے تھے۔ موسیقی کو ختم کرنے آئے تھے، لیکن میری اور آپ کی خوشی اللہ اکبر وہ خوشی کہ جس میں رسول اللہ ﷺ کہا کرتے تھے،

لوگو!

﴿وَ مَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيْمًا﴾ (الاحزاب: ۷۱)

جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی مان کے چلے گا، الہ اور اس کے نئے جوڑے کی زندگیکو کامیابی و کامرانیوں سے نوازے گا، اور بہت بڑی کامیابی سے ہم کنار کرے گا، لیکن ہم اس بات پر جاتے ہیں کہ ڈھول باجا آیا کہ نہیں، آیا، اگر وہ نہیں لے کے، لے کے

آؤ، اپنی طرف سے بلا لیا جاتا ہے۔

اور کامیابی چاہ رہے ہوتے ہیں، کامرانی چاہ رہے ہوتے ہیں، یہ خوشی بار بار نہیں آتی،

حضرات!

یہاں سے جاتے ہوئے خوشی سے ڈھول بجتے ہیں، اور پھر ساری زندگی گلے میں پڑا ہوا ڈھول بجانا پڑتا ہے اور پھر وہ روتے ہی، اور آنسو بہائے نہیں جاتے، جو شخص محمد رسول اللہ ﷺ کی آواز کو طرز دل لگی کو نیچا دکھا کر کے اپنے آپ کو ی کسی دوسرے کے طریقے کو بلند کرے گا، اور وہ ہم دیکھ رہے ہیں!

میرے بھائیو!

اس کے بعد نبی اکرم ﷺ کا انیسواں ادب یہ ہے کہ آپ ﷺ پر کثرت سے درود و سلام بھیجا جائے اور خصوصاً جب آپ ﷺ کا نام نامی، اسم گرامی محمد رسول اللہ ﷺ آئے تو ہمارا یہ فرض بنتا ہے، ایک مومن آپ ﷺ کے اوپر درود بھیجے۔

حضرات!

یہ بھی میں آج بات واضح کر دوں، کھلے لفظوں میں سن لیجئے کہ درود ہمارا اپنا ایک بنایا ہوا لفظ ہے، درود کیا ہے اور سلام کیا ہے؟ قرآن مجید کی آیت ہے، سورۃ الاحزاب، آیت نمبر چھپن ہے:

﴿إِنَّ اللّٰهَ وَ مَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَ سَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا﴾ (الاحزاب: ٥٦)

کہ اللہ اور اس کے فرشتے، خبر دی جا رہی ہے، محمد کریم ﷺ پر صلاۃ وسلام بھیجتے ہیں، اے مومنو! تم بھی محمد رسول اللہ ﷺ پر صلاۃ اور سلام بھیجو۔

صلاۃ کا معنی ہم درود کرتے ہیں اور سلام کا معنی ہم سلام کرتے ہیں۔

حضرات!

ان دونوں کا معنی یہ ہے کہ صلاۃ اگر اللہ کی طرف سے ہو، اللہ محمد رسول اللہ ﷺ پر

ہوں نہیں پڑھتے ،

((اللّٰہ علی محمد ﷺ یا الصلوة والسلام علیك یا رسول اللّٰہ))

اللہ نہیں پڑھتے ہیں، اللہ کا درود کیا ہے، اللہ کی صلاۃ کیا ہے، آپ تمام مفسرین کو اٹھا کے دیکھیں اور رسول اکرم ﷺ کی تو حیات کو دیکھیں تو یہ بات ملے گی کہ اللہ کا آسمان سے اپنے محبوب ﷺ پر رحمتوں کو اتارنا برکتوں کو اتارنا، یہ اللہ کی طرف سے درود ہے اور یہ اللہ کی طرف سے صلاۃ ہے۔

اللہ کا درود کیا ہے، اللہ کا صلاۃ کیا ہے، کیا آسمان سے اللہ کا محمد رسول اللہ ﷺ پر برکتیں نازل فرمانا، آپ ﷺ کی موجودگی میں، عدم موجودگی میں، آپ ﷺ کی زندگی میں، آپ ﷺ کی زندگی کے بعد، آپ ﷺ کی زندگی کے بعد رسول اللہ ﷺ پر سب سے بڑا درود یہ ہے کہ اللہ نے، لوگوں نے کہا تھا، آپ ﷺ ابتر ہیں، بے مقصد، بے اولاد ہیں۔

لیکن اللہ نے اس کائنات میں اگر سب سے بڑی کسی امت سے نوازا ہے تو وہ محمد رسول اللہ ﷺ ہیں، جو ایک برکت کا نتیجہ ہے اور اللہ کی رحمت کا نتیجہ ہیں۔

اور بھائیو!

اگر یہ فرشتوں کی طرف سے ہو تو پھر یہ جو فرشتوں کی ہوتی ہے، التجاء ہوتی ہے، دعا ہوتی ہے کہ اللہ محمد رسول اللہ ﷺ پر تو رحمتیں بھیج اور گر مومنو کی طرف سے یہ ہو،

تو بھائیو!

پھر یہ کیا ہوتا ہے، یہ بھی اچھی طرح سے سن لیجئے، کان کھلے ہونے چاہیے کہ آپ بھی محمد ﷺ رسول اللہ ﷺ پر صلوٰۃ کو بھیجیں اور سلام کو بھیجیں۔

تو بھائیو!

یہ ہماری طرف سے اللہ سے دعا ہو گی ، کیا ہو گی؟ اللہ سے دعا ہو گی کہ اللہ تو اپنے محبوب ﷺ پر رحمتیں اتار، برکتیں بھی اتار، اللہ تو رحمتیں بھی اتار، برکتیں بھی اتار اور اللہ ان

پر سلامتیاں اتار، بندے کے صلاۃ وسلام کا معنی یہ ہے۔
آئیں دیکھیں، اللہ نے ہمیں حکم دیا!
﴿يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَ سَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا﴾ (الاحزاب: ۵۶)
سلام ایسے بھیجو، جیسے بھیجنے کا حق ہے، اور درود بھیجو پیغمبر علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام پر۔
بھائیو!
ایک ہم بھی بھیجنے میں اپنی مرضیاں کر رہے ہیں، جب یہ آیت اتری نا تو رسول اللہ ﷺ سے علم حاصل کرنے والے صفیٰ یونیورسٹی کے اس وقت کے سکالر، اہل علم، اہل عرب، اہل زبان، کیا عربی زبان، ان کے اوپر امتحان تھی لیکن یہ لفظ لے کر کے کہا،
اے اللہ کے رسول ﷺ کے پاس کہنے لگے، آقا⑩ ﷺ آپ نے ہمیں یہ تو سکھا دیا ہے کہ آپ ﷺ پر سلام کیسے بھیجا جائے،
((السلام علیك ایها النبی ورحمة اللّٰه وبرکاته ۔ السلام علینا وآله عباد اللّٰه الصالحین))
یہ تو آپ نے ہمیں سکھا دیا ہے، ہم آپ پر سلام بھیجتے ہیں،
اور حضرات!
زندگی رہی تو کبھی ان شاء اللہ اس سلام کی تفصیل کریں گے، کہ اس سلام سے کیا مراد ہے، کہ وہی جو ہم سن رہے ہیں، زبانی کلامی اسلام، اسلام، نہیں بلکہ اس میں عقیدہ توحید کی انتہاء ہے اور محمد رسول اللہ ﷺ کے لیے اللہ کی طرف سے سلامتیاں اتارنے کی التجا ہے۔
کہا آقا ﷺ! آپ پر صلاۃ کیسے بھیجیں، یہ ہمارے لیے ایک نئی چیز ہے، ہمیں اس کا پتہ نہیں ہے۔ دیکھئے کون پوچھ رہے ہیں، جو صلاۃ پڑھتے ہیں، صلاۃ سے مراد نماز ہے، یہ وقت کے سب سے بہترین مصلّی میں نماز پڑھنے والے ہیں، نماز کو قائم کرنے والے ہیں،
آقا سے پوچھتے ہیں، آپ ﷺ پر صلاۃ کیسے بھیجتے ہیں، آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان کو وہ صلاۃ سکھائی، آج کے مسلمان کو وہ نہیں آ رہی، محمد کریم ﷺ پر قرآن اترا، اللہ نے کہا، مومنو! تم

درود بھیجو، محمد رسول اللہ ﷺ نے جب سکھایا تو کیا کہا،

((اَللّٰھُمَّ صَلِّ......))

اللہ تو بھیج ہمارے بس میں نہیں ہے۔ اللہ نے کن کی ڈیوٹی لگائی ؟ بندوں کی ، ایمان داروں کی کہ تم درود بھیجو، محمد رسول اللہ ﷺ سے پوچھا تو اللہ نے وہ بات موڑ کے پھر محمد رسول اللہ ﷺ نے پھر اللہ کے کوٹ میں کہا کہ اللہ سے التجا کرو،

((اَللّٰھُمَّ صَلِّ......))

اے اللہ! تو بھیج۔ یہ ہمارا کام نہیں، ہمارے بس کی بات نہیں، ہم التجاء کر سکتے ہیں، دعا کر سکتے ہیں، ہم جھولیاں پھیلا سکتے ہیں، رحمتیں تو اتارتا ہے، برکتیں تو اتارتا ہے،

((اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَجِیْدٌ۔ اَللّٰھُمَّ بَارِكْ عَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ))

تو بھائیو!

یہ وہ درود ہے جو رسول اللہ ﷺ کو پسند ہے، میں مثال دینا چاہوں گا، مجھے کوئی شخص کہتا ہے کہ یہ میں جناب آپ کو پانچ ہزار روپیہ دے رہا ہوں، آپ فلاں ساتھی کو جو ہے، دو تین سوٹ لے دیجئے، ایک تو یہ ہے، میں اپنی مرضی، اگر میں نے پہنا ہے تو میں اپنی مرضی کروں، ادب اور احترام کا تقاضا یہ ہے،

پیار اور محبت کا تقاضا یہ ہے کہ میں اپنے اس بھائی سے پوچھ لوں کہ جس کے لیے کہا گیا ہے کہ بھائی آپ کی چوائس کیا ہے، پسند کیا ہے، ممکن ہے مجھے کاٹن لٹھا اچھا لگتا ہو، بھائی کو نہ اچھا لگتا ہو، ممکن ہے میں ایک کلر پسند کرتا ہوں، اس ساتھی کو وہ پسند نہیں ہے،

اب میں اسے پوچھوں اور وہ مجھے کہتا ہے کہ بھائی یہ والے دو تین مجھے لے دیں، یہ کلر ہونے چاہیے اور اس نے مجھے وائٹ بولا ہو، سفید رنگ بولا ہو، میں جا کر کے اپنی پسند کا کالا لے آؤں، اور کہوں کہ اس کی شائننگ زیادہ ہے، گہرا کلر ہوتا ہے، بہت مست لگتا ہے،

زبردست ہوتا ہے۔

بھئی! مجھے سچی بتائیں، اگلا شخص کیا کہے گا، ہمارے کھانے کا مسئلہ ہے، ہم مہمان کو دعوت دے رہے ہیں، بلا رہے ہیں، اور وہ اپنی چوائس دے دیتا ہے، پسند بتا دیتا ہے،

بھائیو!

اس کو بھی چھوڑیں، آپ ایک ہوٹل میں گئے ہیں، آپ کے سامنے منرل واٹر ہے، ویٹر نے لا کر کے رکھا ہے، آپ نے اپنی چوائس اس کو بتا دی ہے، یہ یہ چیزیں اور وہ کچھ اور لے کر کے آجاتا ہے، آپ کو اچھا لگے گا؟ کہیں گے یہ میرا آرڈر ہی نہیں ہے۔ میری پسند نہیں ہے، میری چوائس نہیں۔

ٹھیک ہے آپ کی یہ ڈش بہت مشہور ہوگی، لیک مجھے اچھی نہیں لگتی یہ ڈش،

بھائیو!

دنیا کے اندر......

((الصلوة والسلام عليك يا رسول الله))

لاکھ مشہور ہو، لیکن نبی کریم ﷺ نے اپنی ذات کے لیے کیا لفظ استعمال کیے، کون سا سینہ پسند کیا، کون سا درود اور کون سا صلوٰۃ کا انداز پسند کیا، آقا ﷺ کی پسند کے ہوتے ہوئے میں فیصل آباد کی کسی بستی کی پسند کو ترجیح دے دوں تو پھر میں نے محمد رسول اللہ ﷺ کا ادب سیکھا نہیں، مجھے مسجدوں سے سبق پڑھنا چاہیے، مجھے یہ سیکھنا چاہیے۔

اور ویسے بھی آپ محدثین، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، رسول اللہ ﷺ پر درود اور صلاۃ بھیجتے ہوئے دیکھا ہے، جب بھی حدیث آتی ہے، رسول اللہ ﷺ کا نام آتا ہے تو کیا پڑھتے ہیں؟

((صلى الله عليه وآله وسلم))

اللہ درود بھیجیں۔

اور بھائیو یاد رکھو!

جس درود میں اللہ کا نام نہیں آتا، تو آپ سمجھیں، اس میں کچھ ہے یا تو اپنی طرف سے

اسے بنایا گیا ہے، یا اس میں کمی و بیشی ہے، یا اس میں ایڈ کرنا ہو گا، یا کم از کم اس کا طریقہ صحیح نہیں ہے۔ تو رسول اللہ ﷺ کا سب سے بہترین عقد یہ ہے کہ جو آپ ﷺ پسند فرمائیں، وہی ہم آپ ﷺ کے لیے پسند کر کے وہی آپ ﷺ کو دے دیں۔

حضرات!

اس کے بعد بخیلی کی انتہاء ہو گی کہ رسول اللہ ﷺ پر وہ چیز نہ بھیجی جائے، اور یاد رہے، یہ بھی بخیلی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو پسند آپ ﷺ کی نہ بھیجی جائے، آپ لاکھ بناوٹی، دو نمبر چیز بھیجتے رہیں جو نسلی لوگ ہوتے ہیں، وہ دو نمبر نقلی چیز نہیں لیا کرتے، وہ من گھڑت چیز پسند نہیں کرتے، وہ آرٹیفیشل چیز نہیں لیا کرتے،

جس کو ذوق جینوئین پرزنے لینے اور لگانے کا ہو، وہ اپنی گاڑی میں ادھر ادھر کی دو نمبر آرٹیفیشل چیزیں نہیں لگایا کرتا، اسے بے شک چار دن ویٹ کرنا پڑے، ہم نے دیکھا ہے، مارکیٹ کے اندر وہ ایک نمبر جینوئن کی ڈیمانڈ کرتا ہے، زیادہ پیسے بھر کے بولی لگاتا ہے، اور اللہ اکبر، حضرات ہے بھی یہی،

ایک مومن کو رسول اللہ ﷺ کا با ادب ہونا چاہیے اور اس معاملے میں خصوصاً اگر وہ نہیں بھیج رہا تو اس کا ذکر بھی انہی بخیلوں میں ہیں جو رسول اکرم ﷺ کا نام آنے پر ان کو وہ چیز نہیں بھیجتا جو آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کو پسند تھی، حضرات رسول اکرم ﷺ کا بیسواں ادب اور بڑے ہی ادب واحترام کے ساتھ اس کو سنیئے گا،

کائنات کے اندر جتنے بھی محبوب ہیں، سب محبوبوں سے بڑا محمد رسول اللہ ﷺ کو اپنا محبوب بنالیا جائے، محبت کی جتنی جائز قسمیں، جتنی بھی جائز قسمیں ہیں، وہ رسول اللہ ﷺ کے نام کر دی جائیں۔

بھائیو!

محبت بے شمار قسموں کی ہے، عقیدہ طحاویہ کے اندر اس کی دس قسمیں ہیں۔ میں یہاں فٹ نہیں کرنا چاہتا لیکن میں اب روٹین کی محبت دیتا ہوں، مثال دینا چاہتا ہوں، ایک ہماری

محبت ہوتی ہے، کسی کو گرانے والی، گرانے والی محبت اور یہ آپ نے بہت زیادہ دیکھی ہوگی، بچے کھیل رہے ہوتے ہیں،

پیار پیار سے، پیار میں آ کے اس نے جو ہے، اس کو دھکا دے دیا، وہ گر گیا ہے، اس کا سر لگا، کسی جگہ پہ، وہ نقصان ہو گیا، اور اونچی جگہ پہ کھڑے ہیں تو پیار پیار میں آگے باپ نے پوچھا کہ کیا ہوا، میں تو پیار کر رہا تھا، میں لاڈ کر رہا تھا،

تو اس طرح کی جو محبت ہے، رسول اللہ ﷺ کو جو گرا دے، وہ محبت آپ ﷺ کے لیے نہیں ہونی چاہیے۔ ایک ہماری محبت انسانوں کی ہے، پر تشدد محبت اس کے اوپر ہماری سینکڑوں مثالیں ہو سکتی ہیں، لیکن ایک دو مثالیں دیتا ہوں، پنجاب والے ذرا اچھی طرح سمجھتے ہیں، ہمارے پنجابیوں کی ایک عادت ہے کہ جب انہوں نے پیار سے جب زیادہ پیار آ رہا ہو، اور ملنا ہو اور بڑی دیر کے بعد آیا ہو،

دور سے دونوں ہات کھلنے لگتے ہیں، وہ بھی بازو کھولتا ہے، وہ بھی کھولتا ہے، ہر ایک کی کوشش ہوتی ہے کہ میرے بازو اس کے بازوؤں کے نیچے پڑے، اور اس کی کمر میں ہاتھ پڑیں، دوسرا چاہتا ہے، میرا پڑے، اس کو پکڑا، دبایا، اوپر کو اٹھایا، اس کی چیخیں نکلیں اور اس کی سانس رکی، تو پوچھتا ہے، کیا حال ہے؟

وہ بولنے لگتا ہے کہ ٹھیک ہے، پھر اور دبایا تو یہ تشدد والا پیار نہیں چاہیے۔ یہ محبت نہیں چاہیے، بچے محبت اور پیار کر رہے ہوتے ہیں اور پیار سے جو ہے، اس کو جو ہے، دانت پورے جسم کے اندر جو ہیں، چلے جاتے ہیں، خون نکل آتا ہے، کیا ہوا، میں نے تو پیار سے اس کو کاٹی کی تھی، یہ پیار محمد رسول اللہ ﷺ کے لیے خلوط الا پیار آقا کے لیے نہیں چاہیے۔

نہ گرانے والا، نہ کاٹنے والا، کون سا پیار کہ جس پیار کے اندر ادب ہے، احترام ہے، بات کو ماننا ہے، صحیح اعتماد ہے، بات کو تسلیم کرنا ہے، اور جو محبوب ﷺ کہہ دیں، وہ کرتے جانا ہے، اور آپ ﷺ کے نقش قدم پہ چلنا ہے۔ یہ والی محبت چاہیے محمد رسول اللہ ﷺ کو، وگرنہ انسان لاکھ دنیا میں سے لوگوں سے سٹرفکیٹ لے لے اور کسی جماعت کو جوائن کر

لے، اور اس کا جو ہے، رکن بن جائے، مشہور کیا، اپر لیول تک چلا جائے، تحریریں اس کے پاس ہوں، اللہ کے رسول ﷺ سے اس کو ایمان کا سٹیفکیٹ جو ہے، نہیں ملتا ہے،

سنیے!

آقا ﷺ فرماتے ہیں، واللہ، لوگو! مجھے میرے اللہ کی قسم!

((لَا یُؤْمِنُوْا اَحَدُکُمْ))

تم میں سے کوئی ایک، علماء سے پوچھیے، جب احد کم، احد کے بعد کُمْ اس کی اضافت اس کی طرف کر دی جائے تو یہ کتنے عموم تلک پہنچ جاتا ہے، تم میں سے کوئی ایک بھی اس وقت تک مومن ہو ہی نہیں سکتا،

اور بھائیو!

ہمیں یہی کہنا چاہیے، بے شک میں بذات خود ہوں، اگر میرا رویہ اور طور یہ ہے تو مجھے کہنا چاہیے، میں مومن نہیں ہوں، گر میرا بیٹا، میری بہن، میری ماں، میرے عزیز و اقارب، میرے رشتے دار، میرے دوست احباب، میرا باس، میرا سر، میرا ہیڈ، کوئی بھی ہے اس کے اندر اگر یہ چیز نہیں ہے، تو سمجھ لینا چاہیے......

((لَا یُؤْمِنُوْا اَحَدُکُمْ))

تم میں سے کوئی ایک مومن ہو ہی نہیں سکتا، مجھے اس کی یہ توضیحات نہیں نکالنی چاہیے کہ اس سے یہ کرنی ہے، یہ مراد ہے، آپ نے یہ سمجھا ہوگا، آپ یہ کہنا چاہتے ہوں گے، نہیں میرے بھائیو!

الفاظ کی سختی وہی رہنی چاہیے جیسے محمد رسول اللہ ﷺ چاہتے ہیں، وگرنہ وہ مطلب اور مفہوم تو بتا سکتے تھے......

((حتی اکون حتی علیہ))

کہ جب تک میں اس کے والدین یعنی پورے آباؤ اجداد سے اور اس کی پوری اولاد، دتے پوتے، ہر ایک سے......

((والناس اجمعین))

اور کل کائنات اس کے متعلق داریوں، رشتے داریوں سے زیادہ میں محبوب نہیں ہو جاتا، وہ مومن نہیں ہوسکتا۔

او بھائیو!

اس کی توضیح میں بہت کچھ ہے، ہمارے پاس مثالیں موجود ہیں، کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کیسے والدین کو قربان کر دیا، آپ دیکھیں، سیّدنا عبد اللہ رضی اللہ عنہ ہیں، یہ عبد اللہ بن ابی منافق کے بیٹے ہیں، باپ کا نام بھی عبد اللہ ہے، بیٹے کا نام بھی عبد اللہ ہے۔

وقت کم ہے وگرنہ میں اس کے ساتھ مثالیں رکھ کے آپ کو بتاتا کہ کس طرح محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہوتے ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بات آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قول کے ہوتے ہوئے سگا باپ بھی اگر سامنے آ گیا تو مدینے کے دروازے پہ کھڑا ہو کے عبد اللہ بن ابی نے کہا تھا کہ ہم آج ان ذلیل و رسوا لوگوں کو مدینے سے نکال دی گے اور یہاں نہیں رہنے دیں گے۔

تو بیٹا جو ہے مدینے کے دروازے پہ کھڑا ہو گیا، اور باپ کے گھوڑے کی لگام پکڑ لی کہ آج میری نظروں میں سب سے زیادہ، ذلیل و رسوا تو ہے کہ تو نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں یہ جملے بولے ہیں، جب تک آقا صلی اللہ علیہ وسلم اجازت نہیں دیں گے، اندر داخل ہونے کی، بے شک تو باپ ہے، تجھے عبد اللہ بیٹا اندر داخل نہیں ہونے دے گا،

یہ ہے دل لگی، یہ ہے پیار، لیکن ہم اپنے بیٹے کے لیے، شادی کا مسئلہ ہے کیا کریں، ٹھیک ہے آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا ہے، یہ حدود ہے، یہ محدود ہے لیکن روز روز نہیں ہونی، اکیلا بیٹا ہے،

حضرات!

بیٹوں نے والدین قربان کر دیئے، والدین نے بچے قربان کر دیئے، عزیز و اقارب، علی اولاد کی قربانیاں دے دیں ہیں، کیا یہ موقع نہیں آیا، ایک جنگ کے اندر کہ ایک صحابی رضی اللہ عنہ کہتے ہی، بابا آپ میرے سامنے اتنی مرتبہ آئے لیکن میں باپ سمجھ کے آپ کو

چھوڑ گیا، کافر ہے بیٹا، باپ کو کہہ رہا ہے آپ میرے سامنے اتنی مرتبہ آئے، میں آپ کو چھوڑ گیا،

باپ کیا کہتا ہے، بیٹا جب تو نے میرے محبوب ﷺ کی بات نہیں مانی، ان کا باادب نہیں بنا تو پھر تیری کوئی ویلیو نہیں ہے، مجھے پیار زیادہ ان سے ہے، میری اگر وار، زد میں ایک مرتبہ بھی آ جاتا تو میں تیری گردن جدا کر دیتا۔

حضرات! عجیب وغریب مناظر اس سے بھی بڑھ کر کے،

اگلا ادب یہ ہے کہ محمد رسول اللہ ﷺ سے محبت اپنی جان سے بھی زیادہ کی جائے، اور دنیا میں سب سے پیاری اپنی جان ہوتی ہے، اس کی دلیل اللہ آپ لوگوں کو حج پہ لے کے جائے، بھائی بڑے بامقصد مرحلے پہ انان ہوتا ہے، جب کنکریاں مارنے کی باری آتی ہے نا تو جتنی مرضی وہ آسانی کر دے،

یہ مرحلہ ہی ایسا ہے، یہ سوات، یہ طریقہ، یہ مرحلہ ہی ایسا ہوتا ہے کہ جتنی مرضی وہاں پہ وقت ہو جائے، پھر بھی بھیڑ وہاں یہ جھنجھٹ اکٹھا ہو جاتا ہے، وہی چھتری جو سائے کے لیے آدمی لے کر چلتا ہے، اور وہ پانی کی بوتل جو اس سے لی ہوتی ہے، پیاس لگی، ہونٹ خشک ہوئے تو لے لوں گا، اللہ اکبر،

جب انسان بھیڑ میں پھنستا ہے، ماں کا پکڑا ہوا ہاتھ چھوٹ جاتا ہے، ماں کو چھوڑ دیتا ہے، بوڑھی ماں کو باپ کا ہاتھ چھوٹ جاتا ہے، بچے اور بیٹے بھول جاتا ہے، بیویاں بھول جاتا ہے،

حضرات!

کیا ہوتا ہے، اپنی پڑ جاتی ہے، اپنی جان کے لالے، جب دباؤ پڑتا ہے، یہاں پڑی ہوئی بوتل جب سینے کے اندر پسلیوں کو اندر لے کے جاتی ہے، تو سب سے پہلے وہ اس کو اتار کے پھینکنے کی کوشش کرتا ہے، ہاتھ سے وہ سائے والی چھتری چھوٹ جاتی ہے،

اور حضرات!

اپنا آپ جو ہے، بچانے کے لیے بھاگتا ہے، انسان کو سب سے پیاری اپنی جان ہوتی ہے، سب کو چھوڑ دیتا ہے، لیکن محمد رسول اللہ ﷺ سے بڑھ کے پیاری ہوئی تو تب بھی یہ ایمان نہیں،

سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ کہنے لگے، آقا علیہ السلام آپ کا یہ فرمان سن کے آپ کے بعد آپ ﷺ مجھے میرے والدین سے بھی پیارے، آپ ﷺ مجھے میری اولاد سے بھی پیارے، کل کائنات سے بھی پیارے،

((اِلَّا نَفْسِ))

سوائے اپنی جان کے!

محبوب ﷺ نے کہا، لا پھر یہ بات ایمان نہیں بنا، کیوں محبوب ﷺ کیا ہوا؟ جب تک تو مجھے اپنی جان سے بھی زیادہ عزیز نہیں سمجھے گا، محبت اور پیار نہیں دے گا، تب تلک تیرا ایمان نہیں، جناب عمر رضی اللہ عنہ نے ہتھیار ڈال دیئے،

کہنے لگے، آقا علیہ السلام، پر آپ مجھے پانی جان سے بھی زیادہ پیارے ہیں اور پھر آپ ﷺ نے کہا، ہاں عمر رضی اللہ عنہ! اب بات بنی،

او بھائیو!

ہم یہ کہاں پہ کھڑے ہیں، ہم کس جگہ پر ہیں؟ تو اس لیے اللہ کا قرآن بھی کہہ رہا ہے،

﴿اَلنَّبِيُّ اَوْلٰى بِالْمُؤْمِنِيْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ﴾ (الاحزاب: ٦)

مومنو کی اپنی جانیں کیا ہوتیں ہیں، ان کی اپنی جانیں بھی محمد رسول اللہ ﷺ کے ساتھ جو ہے، محبت کا دعویٰ ضرور کرے گا، لیکن آپ کے طریقے کے مطابق یہ وہاں نہیں جھک سکتا، جہاں آپ نے جھکنے کو کہا اور وہاں سے رک نہیں سکتا، جہاں سے آپ نے روکا ہے،

میرا ہاتھ، میرے پاؤں، میرا قدم، میرے اعضاء، میرے قول، میرا اقرار، میری پوری زندگی کا ایک ایک دن کا ایک ایک عمل ان کا تعلق جو ہے، تجارت میری ہر چیز کے اندر وہی کچھ ہے جو رسول اللہ ﷺ کے مخالف جا رہا ہے۔

آپ ﷺ کی محبت ہو اور پھر میں وہ کچھ نہ کر پاؤں، جو محبوب ﷺ پسند کرتے تھے، پھر میری محبت کیسی ہے، تو میں بے ادبی کر رہا ہوں، مجھے اس کے اندر احساس ہونا چاہیے، ادراک ہونا چاہیے،

حضرات!

رسول اللہ ﷺ سے بائیسواں ادب یہ ہے کہ آپ ﷺ کی بیویوں کو مقدس اور مطہر مانا جائے، کیوں وہ ہماری مائیں ہیں۔

﴿وَأَزْوَاجُهُ أُمَّهَاتُهُمْ﴾ (الاحزاب: ٦)

لوگو! پیغمبر ﷺ کی بیویاں تمہاری مائیں ہیں اور دنیا کا بدنصیب انسان ہے وہ کہ جو اپنی ماں کو گالی دیتا ہے، جو اپنی ماں کو برا کہتا ہے، آج تو ہم یہاں تک آ گئے ہیں، ماؤں کے جوتے اٹھا لیے اور اپنی بیویوں کی خاطر، بچوں کی خاطر، ماؤں کو نکال دیا۔

حضرات!

لاکھ ان کی کمی کوتاہی ہو، ہے تو ماہی ہے نا، لیکن ہم یہاں تک اتر آئے ہیں کہ تمہیں تو ماں کہنا بھی ماں کے لفظ کی توہین ہے، ماں کے لفظ کی قدر کر رہے ہیں لیکن ماں کی جو ہے،

لیکن حضرات!

وہ مائیں کہ جن کو آقا ﷺ کی نسبت سے اللہ نے ہماری مائیں ٹھہرا دیا، کائنات میں اس سے بڑا شاید دنیا کو کوئی اعزاز نہ ملا ہو، اللہ تعالیٰ نے ڈائریکٹ محمد رسول اللہ ﷺ کی آل میں آپ کو شامل کیا جا رہا ہے اور ہم بدنصیب ہیں کہ آپ ﷺ کی آل میں نہیں آنا چاہ رہے،

اپنی ماؤں کو برا کہہ کر کے کبھی کوئی اچھا نہیں بنا ہے تو یہ ادب ہے محمد رسول اللہ ﷺ کا۔ اگر ہم انہیں اپنی ماں نہیں سمجھتے تو پیغمبر ﷺ کی بیوی سمجھ کر کے معاف کر دیں۔

حضرات!

ہم نے تو آقا علیہ السلام کی بیویوں کی اتنی قدر نہیں کی جتنی ہم محلے کے اندر اپنے ہمسائے کی

کرتے ہیں، وہ اگر مختصر بائیک پہ یا پیدل واک کے لیے نکلا ہو، روٹین میں ہم اسے گلے بھی ملتے ہیں، لیکن اگر اس کی بیوی ساتھ ہو تو اللہ کی قسم! ہماری نظریں ادب سے جھک کے سائیڈ میں ہو جاتی ہیں کہ چلیں یہ دونوں جا رہے ہیں۔

بعد مقام ہے اس کے ساتھ اس کا حرم گھر ہے، اہل خانہ ہے، اس کی بیوی ہے، ہم نے محمد رسول اللہ ﷺ کی بیویوں کو اتنا پروٹوکول بھی نہیں دیا، اور ہم ان کے ہاں میں کہیں کہ وہ ایسی تھیں، وہ زانیہ تھیں، معاذ اللہ، بڑی تھیں، ان کے جو ہیں، کردار برے تھے، ان کی مشکوک چیزیں تھیں اور اللہ معاف کرے یہ ہو گا، وہ ہو گا،

اور ہم نے یہ تک کہا کہ اگر اللہ نے ہمیں حکومت دی تو وہاں سے مدینے سے قبر کے اندر سے باہر نکال کر کے ہم رسول اللہ ﷺ کی بیویوں کو درے لگائیں گے، کون ہیں ہم؟ ہم نے رسول اللہ ﷺ کی بے ادبی کی،

حضرات!

کئی علماء کا ادب یہ ہے کہ آپ ﷺ کی پوری آل کی توقیر کی جائے، جو بھی آپ ﷺ کی آل ہے، ہمارا رسول اللہ ﷺ تک درود، درود نہیں، ہمارا آپ ﷺ کے یے سلام تک، سلام نہیں، اور ہماری آپ ﷺ تک برکت کی دعا برکت نہیں جب تک ......

((اللھم صل علی محمد وعلی اٰل محمد))

نہیں ہو جاتا، تو آل محمد ﷺ کے اندر جو بھی شخص ہے، وہ پاکیزہ ہے، وہ مطہر ہے، شر ط یہ ہے کہ وہ آج کا صرف نام ونہاد آل محمد ﷺ نہ ہو، اور لک کر کے گاڑیوں کے اوپر آل محمد ﷺ بن جانا مشکل ہے۔ زندگی کے اندر تاریخ اور ہسٹری کا آل محمد ﷺ بن کر دکھانا، یہ ہے وہ چیز جس کی ہماری ذمہ داری ہے۔

حضرات!

چوبیسواں ادب یہ ہے کہ محمد رسول اللہ ﷺ کے ساتھیوں کا ادب کیا جائے،

بھائیو!

کسی بھی تاریخ کے جو ابتدائی کارکن ہوتے ہیں، وہ بڑے معزز ہوتے ہیں، آج بھی آپ دیکھیں نوائے وقت میں، اخبارات میں چھپتا ہے، یہ قائداعظم کے ساتھی تھے، ہم ان کی تصویر دیکھتے ہیں، ادب سے دیکھتے ہیں،

اچھا ان لوگوں نے ساتھ دیا تھا پاکستان بنانے کے اندر، ایک معاملہ تک جو ہے خدارا کو ہمارے اس اصول کے اندر کہ یہ لوگ واضح ادب احترام ہے، اس کے یارو، وہ لوگ کہ جنہوں نے پھانسی پہ چڑھ کے، کوئلوں پہ لیٹ کے، پتھروں پہ آ کر کے حضرات سولیوں پہ لٹک کر کے آج ہمارے لیے یہ ممکن بنایا کہ ہم اللہ کا نام اعلیٰ نام لے رہے ہیں،

وہ تاریخ کے ابتدائی ساتھی، وہ محمد رسول اللہ ﷺ کی پسند، آپ ﷺ کے ہاتھوں پہ ہاتھ رکھنے والے، وہ آپ ﷺ کا ساتھ دینے والے، وہ قبر خضر اور سفر میں آپ ﷺ کا جو ہے، پڑوس میں بننے والے اور آپ ﷺ کے جوار میں رہنے والے، آپ ﷺ کی تربیتوں میں پلنے والے، اگر ہم نے ان کا ادب اور احترام نہیں کیا تو ہم نے محمد رسول اللہ ﷺ کا دل دکھایا اور آپ ﷺ کا احترام نہیں کیا، ہمیں ادب سے کام چلنا چاہیے۔

اور بھائیو!

جناب محمد رسول اللہ ﷺ کا آخری ادب آج کی اس ملاقات کے حوالے سے میں بیان کر رہا ہوں کہ آپ ﷺ کا ادب یہ ہے کہ آپ ﷺ کی ذات میں غلو نہ کیا جائے، ادب کے نام پر آپ ﷺ کی ذات میں غلو نہ کیا جائے، حد سے بڑھایا نہ جائے،

میں کہہ رہا، محبوب ﷺ نے کہا تھا، لوگو!

((لا تَغْلُوْا))

اور فرمایا:

((اياك والاغلوت فانما اخلق من كان قبلكم))

اولوگو! غلو نہ کرنا، تم سے پہلی قومیں بھی ہلاک ہوئیں تھیں، اور ان کو ہلاک کیا تھا کہ وہ غلو پر اتر آئے تھے،

((لا تطرونی))

میری ذات کے معاملے میں غلو نہ کرنا کہ جس طرح نصاریٰ نے اور عیسائیوں نے عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کو رب کا بیٹا بنا دیا، میرے بارے میں غلو نہ کرنا،

اور بھائیو!

جو آج آپ کا ادب کا نام لے رہیں ہیں، اللہ ان کو معاف فرمائے، اللہ ان کو ہدایت دے، ایسے بھائیو کو، ایسے علماء، اہل علم کو، جو رسول اللہ ﷺ کی ذات کو محبت کے نام پر غلو کرتے ہیں، کبھی رب بنا دیتے ہیں، کبھی خدا بنا دیتے ہیں، کبھی علم بنا دیتے ہیں، کبھی ایک دوسرے کے اندر مدغم کر دیتے ہیں،

کبھی جو ہے وحدت الوجود بنا دیتے ہیں، کبھی حلول کا عقیدہ لے آتے ہیں، اور کبھی وحدت الشہود کے نام پر اور کبھی کسی انداز میں، کبھی کسی انداز میں، کبھی مشکل کشا بنا دیا، کبھی مختار کل بنا دیا،

اور بھائیو!

جس چیز کے لیے پیغمبر ﷺ نے تئیس سال لوگوں سے باتیں سنیں، اللہ کے لیے آپ کا گھر چھوڑا، اپنا گھر بار چھوڑا، وطن چھوڑا، ہجرت کی، وہی مطلب اور مقصد ہم بھول گئے، مگر رسول اللہ ﷺ کو غلو کر کے ان کو وہ بنا رہا کہ جس کی توحید کے لیے آپ ﷺ نے پوری زندگی وقف کر دی تھی۔

تو ہمیں یہ بات سمجھنی ہو گی، اگر ہم رسول اللہ ﷺ کی ذات میں اس طرح غلو کر رہے ہیں، تو یہ ہماری زیادتی ہے، آپ ﷺ کو مختار کل کہنا، یہ کہنا، وہ کہنا، لاکھ لوگ اس کے اوپر دلائل لے کر کے آئیں اور پھر ہمیں یہ کہا جاتا ہے، لوگ عیسائی کہے گا کہ میرا پیغمبر جو ہے، وہ مردوں کو زندہ کر دیتا ہے، وہ کوڑھیوں پہ ہاتھ پھیرتا ہے، ان کو شفاء ہو جاتی ہے،

ہم کیا کہیں گے کہ ہمارے پیغمبر ﷺ جو ہیں، وہ دیوار کے پیچھے کا جانتے نہیں ہیں، وہ یہ کچھ کر نہیں سکتے ہیں، ان کو کہیں یہ ایسے ہیں، ایسے ہیں، سلیمان علیہ السلام کو ماننے والا کوئی

اور ولی وہ کیسے ہیں؟

تو بھائیو!

ہمیں اتنا بھی احساس کمتری نہیں ہونا چاہیے، ہمارے پاس رسول اللہ ﷺ کے صحیح معجزات بھی موجود ہیں، اگر سلیمان علیہ السلام ہواؤں میں اڑتے تھے تو بھائیو، یہ روٹین کی بات ہے، پرندے بھی اڑتے ہیں، انسان بھی الحمدللہ آج کل فضاؤں میں اڑ رہا ہے۔ پیغمبر ﷺ کے وقت کا معجزہ ہے، تو اپنی جگہ پر لیکن میرے پیغمبر ﷺ کا معجزہ وہ معجزہ ہے کہ جہاں سائنس دنگ ہو کے کھڑی ہو گئی ہے۔

کہا ٹھیک ہے، فلائٹ لے لی، مکے میں اتر گئے، لیکن جہاں سے جو آگے گئے ہیں، آسمان تلک کشش ثقل کا مسئلہ کھڑا ہو گیا ہے، ایک جگہ پہ آ کے جو ہے انسان کا وزن نہیں رہتا ہے، اور بالکل بے وزن ہو جاتا ہے۔ وہاں سے وہ آگے کیسے بڑھ گئے، ماننا پڑا کہ جو روشنی کے سے تیز آواز کے ساتھ آگے بڑھے کہ اتنی جو ہے سپیڈ کے ساتھ اگر گزارہ جائے تو گزر سکتے ہیں۔

حضرات!

یہ معراج کا معجزہ جو ہے، صرف محمد رسول اللہ ﷺ کا ہے، جس کا مقابلہ پوری دنیا نہیں کر پائے گی، میں مانتا ہوں، عیسیٰ علیہ السلام مردوں کو ہاتھ لگاتے تھے، زندہ کر دیتے تھے۔

حضرات!

روٹین کی بات ہے، کتنے مردہ زندہ ہوئے، سورۃ البقرہ کے اندر ہے، کئی اور مقام آتے ہیں، سیّدنا ابراہیم علیہ السلام نے جانور ذبح کیا، آواز دی، وہ روٹین میں زندہ ہو گئے، لیکن حضرات!

مزہ تو تب ہے، مزہ تب ہے، مزہ تب کہ جب ہاتھ میں پتھر پکڑیں اور وہ ویسے بول اٹھے کہ جس طرح زندہ بولتے ہیں، کلمہ پڑھ اٹھیں، ان روڑوں کو یہ محمد رسول اللہ ﷺ کی شان ہے، میں گھبراتا نہیں، یوں کہتے ہیں کہ جانور بوتے تھے،

حضرات!

جانور روٹین میں بولتے ہیں، بولیاں بول لیتے ہیں، ہمیں ایک سمجھ نہیں آتی، یہ ایک الگ بات ہے، جو شخص دن رات ان میں رہتا ہے، ان کی عادات کو سمجھتا ہے، ان کی بولیوں کو سمجھتا ہے، لیکن پتھر بولا نہیں کرتے، میں مثال پہلے دے چکا اور پتھر بولے محمد رسول اللہ ﷺ کہتے ہیں، لوگ کہتے ہیں کہ جناب یہ ہوا تھا۔

حضرات!

محمد رسول اللہ ﷺ کے سامنے کھانا بول پڑا کہ مجھے نہیں کھایئے، میرے اندر زہر ہے، لوگ کہتے ہیں کہ جی یہ ہوتا تھا، آہ موسیٰ علیہ السلام پتھر پہ عصاء مارتے تھے، رب کا قرآن کہتا ہے، وہ کہیں گے تو ہم کیا کہیں گے، جناب پتھر پہ عصا لگتا تھا، کسی چیز کو ماردیں، ٹکڑے ہو جاتی ہے، اور کسی چیز پہ کسی چیز کی چوٹ لگائیں، دو ٹکڑے ہو جاتی ہے،

ایک روٹین کی بات ہے لیکن مزہ تب ہے کہ نامعلوم پتہ نہیں کتنا فاصلہ ہے، زمین اور آسمان کا، چاند کا، زمین پہ کھڑے ہو کے انگلی کا اشارہ کریں، چاند دو ٹکڑے ہو جائے، تو اسے محمد رسول اللہ ﷺ کی انگلی کہتے ہیں، میں نمرود نہیں ہوں، میں کافر کو دعوت دے سکتا ہوں، لوگ کہتے ہیں کہ جناب پتھر پہ عصاء مارتے تھے، پانی نکلتا تھا،

حضرات!

پتھروں سے پانی نکلا کرتا ہے، پتھروں سے پانی نکلا کرتا ہے، کچھ ماریں پانی نکل آتا ہے، اگر نیچے ہو تو بہت جلد نکل آتا ہے، میں غرور ہوں، میں محمد رسول اللہ ﷺ کا، وہ صحیح وصف بیان کروں گا، غلو نہیں کروں گا،

آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام ہاتھ رکھیں، پانچوں انگلیوں سے پانچ چشمے اور نہریں جاری ہو جائیں، ایسے محمد رسول اللہ ﷺ کہتے ہیں، آپ ﷺ کا ادب بھی رہے، احترام بھی رہے، دین بھی رہے اور حق بھی رہے اور سب کچھ رہے،

دنیا کہتی ہے کوڑھی پہ ہاتھ پھیر کے اس کو شفایاب کر دیا، میں کہتا ہوں کہ وہ آنکھ جو

دکھنا بند نہیں ہو رہی، محمد رسول اللہ ﷺ اپنا لعاب لگا دیں، ساری زندگی کے لیے پھر دکھن محسوس نہ کرے، اسے محمد رسول اللہ ﷺ کہتے ہیں،

تو آئیں!

اس طریقے سے وہ عوت دی جو حق پر مبنی ہے، جو سچ ہے، جو صحیح عدل پر موجود ہے، محمد ﷺ رسول اللہ ﷺ کی شان بھی رہے، آپ ﷺ کا ادب بھی رہے، احترام بھی رہے اور محبت بھی رہے اور محبت کے تقاضے بھی پورے کریں، پھر ہم جا کر کے کہیں مومن ہیں۔

اللہ ہمیں صحیح مومن بننے کی توفیق دے۔

وما توفيق الا باللّٰه۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

گھر کیوں ٹوٹتے ہیں؟

معزز سامعین وسامعات!

آج کی اس ملاقات کے اندر ہم اپنے معاشرے کی ایک پریشانی، اس کو لے کر کے بڑھیں گے، اور اس پریشانی سے تقریباً ہر دوسر گھر دوچار ہے، اور وہ ہے بنائے ہوئے گھر کہ جن کو بنانے میں سالہا سال لگ جاتے ہیں، وہ چند لمحوں کے اندر ٹوٹ کیوں جاتے ہیں؟

اس کے لیے تمہید کے اندر ہم ان شاء اللہ العزیز شعر نکات کو حالات حاضرہ کو دیکھنے، جاننے اور پرکھنے کے لیے اور اس میں جس چیز کو میں زیادہ فوکس کرنا چاہ رہا ہوں، وہ یہ ہے کہ حوا کی بیٹی اور محمد رسول اللہ ﷺ کی بیٹی کا گھر بننے کے بعد ٹوٹ کیوں جاتا ہے؟

اور اس کا شوہر اس سے بے رحمی کیوں برتنے لگتا ہے، وہی لوگ جو اسے خوشی خوشی لے کر کے آئے تھے، ان لوگوں کے رویے، اگر بدل جائیں تو پیغمبر ﷺ کی بیٹی کو کیا کرنا چاہیے۔ اس کے بعد بے رخی کے ہمارے ہاں رائج دو معروف طریقے اور تیسرے نمبر پر بے رخی کے تیں اسباب کو ہم دیکھیں گے،

اور اس کے بعد دس پرہیز اور ان شاء اللہ العزیز تیں کے قریب اس کے علاج مالک کی توفیق کے ساتھ ہم آگے بڑھتے ہیں، تمہید میں سب سے پہلی بات میری ماں بہن بیٹی کو یاد رکھنی چاہیے، مرد حضرات کو بھی یہ جان لینا چاہیے کہ عورت کو اللہ تعالیٰ نے دو روپ دیئے ہیں، ایک اس کا روپ یہ ہے کہ اگر یہ اپنے اصلی روپ میں رہے تو یہ دنیا کو بھی جنت بنا ڈالتی ہے۔

اس دنیا کے ہر گھر کو جنت نما بنا سکتی ہے، اور اگر یہ اپنی حدود اور قیود سے باہر نکل جائے تو جنت نما بنا ہوا گھر بھی جہنم کا نظارہ پیش کرنے لگتا ہے، اس کے چار بڑے روپ

سب سے پہلے یہ بیٹی کے روپ میں آتی ہے، یہ چاہے تو اپنے ماں باپ کے وقار کو اتنا بلند کر دے کہ دنیا عش عش کر اٹھے، اور بیٹی ہوتے ہوئے اگر یہ چاہے تو گھر کی دہلیز سے باہر ایک قدم رکھ کر کے ساری زندگی کے لیے ماں اور باپ کو رسوا کر دیتی، یہ بھی اس کی مرضی ہے۔

بیٹی کے بعد عورت کا دوسرا روپ بہن کا ہوتا ہے، بہن کو اگر دیکھیں، مجھے یہ نظر آتا ہے، کہ اگر یہ اپنی حدود و قیود میں اور شریعت کے دائرہ کار میں رہے اور اپنے وقار میں رہے تو بھائی کا صبر اتنا اونچا کر دیتی ہے کہ اس بھائی کو اس دنیا کے اندر کوئی پریشانی نہیں رہتی،

لیکن اگر معاملہ برعکس ہو تو یہ بھائی کی عزت کو تار تار کر کے اس دنیا کے سامنے رکھ سکتی ہے، اور اسے کوئی روک نہیں سکتا ہے، تیسرا روپ عورت کا جسے بیوی کہے کہ یہ ایک بہو کی شکل میں آتی ہے، اور بیوی کی شکل میں،

یہ چاہے تو ایک ایسے خاندان کی بنیاد رکھ دے کہ جو خاندان صدیوں تلک پوری امت کو اور دنیا کو اچھے سے اچھا میٹریل مواد اور بچے دے جائے اور اگر یہ چاہے تو اس خاندان کی رہی سہی عزت کو بھی تحت وصحرا کی پستیوں میں ڈال جائے،

اور چوتھا روپ اس کا ماں کا ہے، یہ ماں کی شکل میں چاہے تو ایک یونیورسٹی بن جائے، مدرسہ بن جائے، اور ایک ایک بچے کو اعتماد کا، عزت کا، دین کا سرٹیفکیٹ ہاتھ میں تھما جائے اور اگر یہ چاہے تو اس کو برباد کر جائے اور ویران کر کے چھوڑ جائے تو اسے کوئی پوچھ نہیں سکتا ہے، اس کی مرضی ہے۔

بچوں کو چاہے تو خالد اور بلال بنا دے اور مرضی آئے تو تربیت صحیح کرنے پہ آ جائے تو خالد بن ولید رضی اللہ عنہ اور سیدنا بلال رضی اللہ عنہ بنا جائے اور اگر اس کی مرضی آئے تو یہ بچوں کو عتبہ اور ابو جہل بنا دے، کسی نے کیا خوب کہا تھا، میں کسی کی بات کیا کروں، میں پیغمبر ﷺ کی بات کرتا ہوں، عورت کے دو روپ بیان کیے،

کہا لوگو!

اس کائنات کا سب سے بڑا فتنہ جو مردوں کے لیے چھوڑ کے جا رہا ہوں، وہ عورت

ہے، ایک اس کا یہ بھی پہلو ہے، اور بنی اسرائیل کا سب سے پہلا فتنہ بھی خاتون بنی ہے۔ اس لیے اس معاملے میں ڈریئے گا۔ ایک طرف یہ دوسرا پہلو دیکھئے، فرمایا:

((خیر متاع الدنیا المرء ة الصالحه))

اس دنیا میں بڑے بڑے خوبصورت گفٹ موجود ہیں، اللہ کی نعمتیں موجود ہیں لیکن کائنات کی سب سے بڑی نعمت، سب سے بڑا متاع، سب سے بڑا مال اور سب سے بڑی دولت اگر ہے،

((المرء ة الصالحه))

تو وہ بھی یہ عورت ہے، اگر وہ اچھی ہونے کے روپ میں ہو تو لہٰذا ایک باپ کی ذمہ داری ہے، بھائی شوہر کی اور بیٹے کی ذمہ داری ہے کہ وہ اپنے گھر کے اندر جس بھی رشتے سے خاتون موجود ہے، اس کو یہ احساس دلائے وراس کے اندر یہ بہتری پیدا کرنے کی کوشش کرے کہ وہ دنیا بدترین روپ نہ بنے بلکہ سب سے خوبصورت ترین روپ بن کر کے آئے۔

اور اس گھر کے لیے سب سے اچھا گفٹ اور تحفہ بنے، دوسری بات تمہید میں کہ شریعت نے اپنے آپ کو سرجن کے طور پر بہت کم پیش کیا ہے، وہ اپوزیشن کے طور پر پیش کرتی ہے، سرجن بنا کے ہاتھ میں نشتر دے کے نہیں کہتی کہ بیوی اگر گرم ہے اور جلالی طبیعت کی ہے تو آپ اس کا پتا نکال دیں، اور اگر قدم گھر کے باہر رکھتی ہے، آپ اس کے قدم کاٹ دیں،

شریعت کا یہ مزاج کم ہے، وہ اپوزیشن زیادہ ہے، کہ وہ سب سے پہلے دیکھتی ہے کہ مرض اس کی تشویش کرو اسباب کو ڈھونڈو، اور جو اسباب ہیں، اس کے نتیجے میں جو غلط قدم اٹھ رہے ہیں، جو بیماری پیدا ہو رہی ہے، اس کا علاج کیا جائے۔

اور وہ نفس عمارہ کو جو برائی پر ابھارتا ہے، لفظ لوامامیں بدل کے ضمیر کو اجاگر کیا جائے، زندہ کیا جائے، کہ بچ کو پتہ چلے کہ میرے اندر اگر یہ کمی آ رہی ہے تو کیوں آ رہی ہے، اور لفظ لواما سے بدل کے اس کو لفظ مطمئن میں تبدیل کر دیتا ہے۔

ایسا علاج کرتا ہے کہ پھر اس کا ہر قدم اطمینان والا اور ہر اقدام جو ہے، وہ گھر والوں کو

مطمئن کرنے والا ہوتا ہے،

تمہید کی تیسری بات یہ ہے اس بات کو مرد اور عورت دونوں دیکھ لی، اللہ نے پانچ قسمیں اٹھا کے والتین کی زیتون کی طور سینا کی اور بلد الاعلیم مکہ کی اور پھر جو ہے قد کے اوپر ل داخل کر کے قسمیہ پہلولو کر کے یہ بات کہی ہے کہ دنیا کا کوئی بھی انسان بدصورت نہیں ہے، نہ مرد بدصورت ہے نہ عورت بدصورت ہے۔

ہاں یہ ایک الگ بات ہے کہ اللہ نے جب انجیر کی اور زیتون کی قسم کھائی، دیکھیئے! انجیر کی لگ اپنی ہے اور زیتون کی لوکیشن اپنی ہوتی ہے، اس کی صورت اپنی ہے، اس کی صورت اپنی ہے، دونوں عظیم پھل ہیں، اللہ نے دونوں کی قسمیں کھائی ہیں، دونوں کا ٹیسٹ اپنا اپنا ہے، رنگ اپنا اپنا ہے، اللہ نے ہر مرد اور عورت کو قسم کھا کے کہا کہ میں نے خوبصورت بنایا:

﴿لَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنسَانَ فِي أَحْسَنِ تَقْوِيمٍ﴾ (التین: ۴)

لیکن یہ ایک الگ بات ہے کہ ہر حسن کا رنگ اپنا ہے، اور ہر فن کا ٹیسٹ اور مزہ اپنا ہے تو ہمیں اپنے رب کی اس بات پر راضی ہونا چاہیے، یہ نہیں ہے کہ سارے مل کر کے ایک ہی معیار بنائیں کہ یہی رنگ ہو اور یہی اس کا ٹیسٹ ہو تو پھر عورت عورت ہے، وگرنہ وہ عورت نہیں،

ہمارے گھروں کی تباہی کا، بربادی کا بنیادی سبب یہ ہے کہ ہم اپنے ذہن میں ایک چیز بٹھا لیتے ہیں، اور ساری عمر بھر اس پر کمپرومائز کرنے کو تیار نہیں ہوتے ہیں۔

چوتھی چیز جو تمہد میں ہمیں سمجھ لینی چاہیے، ماں بہن کو بیٹی کو بھی اور مردوں کو بھی کہ عزت اور آبرو یہ دین میں ہے اور زخموں کا علاج بھی دین میں ہے۔ ٹی وی کی سکرین پہ اسٹیج ڈرانے میں بننے والی فلموں میں اور ہمارے ڈائجسٹ اور ناولوں کی کہانیوں اور داستانوں کے اندر ہمارے نہ زخموں کا مرہم ہے نہ بیماریوں کا علاج ہے۔

یہ اگر ہے تو صرف اور صرف شریعت میں ہے کیونکہ ٹی وی کی سکرین پہ کچھ اور ہوتی ہے، حقیقت کچھ اور ہوتی ہے، جب ہمیں یہ بات سمجھ آجائے گی تو ان شاء اللہ یہ سمجھنے میں

مشکل نہیں کہ ڈرامہ اور فلم اسے دیکھ کے زخموں کا علاج ممکن نہیں ہے۔ ہمارے گھاؤ جو ہیں اور گہرے ہو سکتے ہیں، مندمل نہیں ہو سکتے۔

پانچویں بات کہ ہمارا اختیار جو ہے، آغاز میں ہم سے ایک پ؟؟؟ ہوا ہے، کجی آئی ہے اور ہم سے غلطی ہوئی ہے اور وہ بے اختیار مرر ع کے اندر عورت کے اختیار کے اندر اپنی پسند کے اندر ہم سے تین بڑی غلطیاں ہو جاتی ہیں، شریعت فرماتی ہے:

((المرءة لا ربع))

مرد حضرات گھروں والے عورت کا اختیار جب کرنے چلتے ہیں تو اپنے گھر کی شہزادی بنانے کے لے اور ملکہ بنانے کے لے تو کچھ لوگوں کی سوچ جو ہے،

((لمال))

مال پراڑ جاتی ہے، اور دولت کی اپنی زبان ہوتی ہے، جب گھر میں آ کے بولتی ہے، تو پھر احساس ہوتا ہے،

((والجمالها))

کچھ لوگ اس کا حسن دیکھتے ہیں، چہرہ مہرہ دیکھتے ہیں، رنگ دیکھتے ہیں، اور ڈھنگ بھول جاتے ہیں، جب رنگ کو دیکھتے ہیں تو پھر حسن کی اپنی ادائیں ہوتی ہیں، جب سامنے نہیں ہوتی تو وہ بھلی لگتی ہے، جب گھر میں آ کے وہ ادائیں دوسرے دیکھتے ہیں تو پھر تکلیف ہوتی ہے۔ پھر بنا ہوا گھر ٹوٹنے پہ آ جاتا ہے۔

تیسری چیز میرے محبوب ﷺ نے کہا:

((والحسدها))

کچھ لوگ قوم دیکھتے ہیں، برادری، قبیلہ اور خاندان دیکھتے ہیں، خاندانوں کا قوموں کا پھر اپنا ناز انداز اپنے رویے ہوتے ہیں، جب وہ گھر میں آ کے ظاہر ہوتے ہیں تو پھر انسان اپنے کو کمتر سمجھے لگتا ہے، وہ اپنے کو وڈیرے کی بیٹی مانتی ہے، صاحب حسب ونسب مانتی ہے، وہ اپنا تحکمانہ لہجہ رکھتی ہے تو پھر احساس ہوتا ہے، گھر ٹوٹنے کے کنارے پہ آ جاتا ہے۔

محبوب ﷺ نے جو چوتھی چیز کہی تھی......

((وَلِدِيْنِهَا))

کچھ لوگ اس کی ڈیلنگ دیکھتے ہیں کہ مخلوق کے ساتھ ڈیل کیسے کرتی ہے اور اپنے خالق کے ساتھ اس کی ڈیل کتنی اچھی ہے۔ صرف دین داری، نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ نہیں، اگر مخلوق سے اکیلی ڈیل اچھی ہوئی تو محلے والے خوش رہیں گے۔ آپ ناراض ہو جائیں گے اور اگر اکیلی اس کی خلاق کے ساتھ ڈیلنگ اچھی ہوئی تو پھر خلاق کے لیے عبادات تو وہ کرے گی لیکن آپ کے حقوق کا خیال نہیں رکھ پائے گی۔ نتیجہ پھر طلاق ہوگا۔

((وَلِدِيْنِهَا))

ایسی عورت کو تلاش کریں کہ جس کی ڈیلنگ مخلوق سے بھی اچھی اور خالق سے بھی اچھی، خالق سے ڈر کر کے وہ مخلوق سے ڈیلنگ کرے اور مخلوق سے ڈیل کرتے ہوئے وہ اپنے اللہ کو سامنے رکھے، ایسی عورت جو ہے......

((فَاظْفَرْ بِالصِّدْقِ))

اللہ کے محبوب ﷺ فرماتے ہی، ایک دین دار اچھی ڈیلنگ والی عورت کے ساتھ تو کامیاب ہو جا، تو یہ چیز بھی بھول جاتے ہیں۔

تمہید کی چھٹی بات ایک شوہر ہونے کے ناطے سرتاج ہونے کے ناطے، خاوند اور مبال ہونے کے ناطے مرد کو یہ بات نہیں بھولنی چاہیے کہ ابتدا میں جو سب بھلا لگتا ہے، ایک وقت ایسا بھی آتا ہے کہ وہ برے میں بدلنے لگتا ہے تو ابتدائی اسٹیج پر سنبھال لینا چاہیے۔

میں یہ نہیں کہتا کہ گھر میں لڑائی ہی نہ ہو، پیغمبروں کے گھروں میں بھی لڑائیاں ہو جاتی ہیں، پیغمبر علیہم السلام کو بھی بیویوں سے گلہ کرنا پڑتا ہے، دور رہنا پڑتا ہے، طلاق تک کی نوبتیں آ جاتی ہیں، لیکن یہ نوبتیں جو ہیں، انسان اگر ان کو وقت پر سنبھال لے، کپڑا تھوڑا پھٹا ہو تو اس کو سینا آسان ہے، لیکن جب لنگار اتر جائیں، تو پھر شاید رفوگر بھی اسے نہیں لیتا ہے۔

اس لیے جب آغاز ہے، ابتدا ہے، تو ہمیں سمجھنا ہوگا، ہمارے معاشرے میں سب

سے بڑا مسئلہ یہ ہے کہ جس عورت کو جس بچی کو بارات لے کے آتی ہے۔ لوگ لے کے آتے ہیں اور گھر والے لے کے آتے ہیں، بڑی موج مستی کے ساتھ گانوں بجانوں کے ساتھ ہر طرح کی دنیاوی سہولتوں کے ساتھ دو دن ہفتہ مہینہ بیتنے کے بعد وہ بچی جس کے گھر میں گن گائے جا رہے تھے، وہ برا کیوں لگنے لگتی ہے؟

اور اس بچی کے دماغ میں سوال اٹھتا ہے کہ میرے پہلے اتنے چرچے تھے، یہ لو لیٹر تھے، یہ محبتیں تھیں، یہ میسج تھے، یہ پیغام تھے، اور اتنے گفٹ اور تحفے اور گفٹ بھیجے جاتے تھے، تحائف تھے، آج کیا ہو رہے کہ گھر کے اندر مجھے ماں بھی بدلی لگتی ہے، باپ کا رویہ بدلا لگتا ہے، شوہر کا چہرہ بدلا لگتا ہے،

اور وہ باتیں وہ نہیں رہی ہیں تو ایسے ماحول کو پرکھے کے لیے یہ گھر میں نیا فرد عورت بیوی اور جو ایک بچی آئی ہے، اس کے لیے مسئلہ کھڑا ہوتا ہے، تو میں اس کے لیے جو معاشرے میں دو علاج ہیں، پہلے وہ بتا دوں،

دو علاج کیے جاتے ہیں، ایک فوری سرجن بن کر کے، فوری طور پر دیکھا شوہر بدلا ہے، ساس بدل گئی، سسر بدل گیا، نندیں بدلیں، روپے بدلے، تلخیاں آئیں، فوری طور پہ علاج کیا، بھائیوں کو بلایا اور ساتھ چلی گئی، رکشہ لیا، گاڑی کروائی، باہر نکلی اور جاتی بنی، یہ کوئی علاج نہیں ہے۔

یا اگر پھر خاندان بڑا ہے، مال پیسے والی ہے، اور صاحب حسن و جمال ہے تو پھر یہ اپنی سختی اور فوج انداز اختیار کر کے اپنے ہاتھ اور طاقت کا استعمال کر کے عدالت کا استعمال کر کے اسے فوراً جو ہے سبق سکھا دیتی ہے کہ آئندہ رہنا تو میرے نیچے لگ کے رہنا، میرے حکم کے تابع ہو کے رہنا، نہیں تو پھر جیل، یہ علاج دیکھنے میں بڑا خوبصورت ہے،

لیکن بھائیو، بہنو، یاد رکھیے!

یہ دیرپا نہیں ہے، خوبصورت ضرور ہے، گھر ٹوٹنے سے بچے گا نہیں، یہ محفوظ نہیں ہے، اور دوسرا علاج وہ ہے کہ جس علاج کا طریقہ کار یہ ہے کہ سب سے پہلے عورت اپنے گھر میں

اس چیز کو محسوس کرے کہ وہی لوگ جو مجھ پہ دیوانہ ہو رہے تھے، وہی جو فریفتہ ہو رہے تھے، وہی جو مٹے جا رہے تھے، وہی جو بھلائیں لے رہے تھے، وہی جو ماتھے کو چوم رہے تھے، وہی جو استقبال کر رہے تھے،

ان میں سے سرفہرست اگر میرا شوہر بگڑ گیا ہے اور اس کی بے رخی مجھے دیکھنے کو مل رہی ہے، تو سبب کیا ہے؟ اس کا سب سے پہلے سبب ڈھونڈیں اور بیماری کی تفتیش کریں۔ جو بیماری اسے ملے اور تفتیش ہو جائے، پھر کچھ پرہیز ہیں، ان پرہیزوں کو اختیار کرے، کیونکہ

((الواقعة خير من قتنناد علاج))

ایک پرہیز جو ہے، وہ قسم کے علاجوں سے بہتر ہوتا ہے، جب یہ دونوں چیزیں کریں گی، اللہ اس کے گھر کو آباد کر دے گا، آئیں اسباب ڈھونڈھتے ہیں، بے رخی کے اسباب کیا ہیں، میرے مرد بھائی جو ہیں، یہ ایک شوہر ہونے کے ناطے سوچیں اور میری بہنیں جو ہیں، ایک بیوی ہونے کے ناطے۔

آج یا کل مستقبل کو گھر بنانے والی ہے تو اس کے لیے جو مسائل ہو سکتے ہیں، ان میں سے پہلا سبب یہ ہوتا ہے کہ شوہر بے رخی بیوی سے اس لیے کر رہا ہے کہ اس نے تصویر دیکھی ہوتی ہے، بہنوں سے تذکرے سنے ہوتے ہیں، سب نے آ کے کہا، کہ ٹھیک کے راگ الاپ رہے ہوتے ہیں،

لیکن جب آتی ہے تو دیکھتا ہے کہ چہرہ مہرہ جو ہے، شکل وصورت وہ نہیں ہے تو ایسی صورت میں بھی شوہر بے رخی برتنے لگتا ہے، یا خوبصورت تو ہے لیکن جو معیار اس نے اپنے ذہن میں سجا رکھا تھا، جو تصور اور خواب اس نے دیکھ رکھے تھے، ان خوابوں کے مطابق نہیں ہے، تو پھر بھی یہ مسئلہ بنتا ہے،

دوسری صورت بے رخی کی ایک سبب کہ اس کا رنگ ڈھنگ اور حرکات وسکنات جو ہیں وہ اس کو بھلی نہیں لگتی، تو وہی شوہر جو اس کو پہلے چاہ رہا ہوتا ہے، اب بے رخی برتنے لگتا ہے۔

تیسری صورت یہ ہے کہ لباس اور مذہب کا حساب کو کتاب آ جاتا ہے، اس کے گھر کے

اندر لباس کا طریقہ کار اور ہے، نئی آنے والی مہمان اس کے لباس کا طریقہ کار اور ہے۔

چوتھا سبب ہم نے اور دیکھا کہ عورت کے سابقہ گھریلو حالات جو اٹھارہ بیس برس تلک، وہ ان میں پلی ہے، اس سے یہ امید کی جاتی ہے کہ ایک ہی دن میں وہ ان کو چھوڑ دے، اس گھر کی عادتیں کچھ اور ہیں، اس گھر کی عادات کچھ اور ہیں، دونوں میچ نہیں کرتی، جس کی وجہ سے اختلاف ہونے لگتا ہے،

اور اسی طرح پانچواں سبب کہ بیوی بے جا ماں یا بہنوں سے چمٹے رہتی ہے۔ معمولی سی بات پر فون پہ ان سے ڈسکشن ہو رہی ہے۔ مشورہ ہو رہا ہے، یہ کروں تو کیسے کروں، اور وہ اپنے اس گھر میں آ کر کے اس کو گھر نہیں سمجھ رہی ہوتی، جب اس کے یہ رویے دیکھے جاتے ہیں، تو عموماً جو ہے ناچاکی شروع ہو جاتی ہے۔

چھٹی چیز مزاج نہیں مل پائے، ایک طرف سختی ہے، ایک طرف نرمی ہے، ایک طرف ایک چیز کی پسند ہے، دوسری طرف دوسری چیز کی پسند ہے۔

ساتواں سبب، بیوی کو شوہر خادمہ سمجھ کے ڈیل کرنے لگتا ہے، اور گھر والے بھی اسے ایک نوکرانی سمجھ لیتے ہیں، جب یہ کیفیت ہوتی ہے، تو اس عورت کا بھی ایک ری ایکشن سامنے آتا ہے، جب ری ایکشن سامنے آتا ہے تو بے رخیاں شروع ہوتی ہیں۔

آٹھویں چیز کثرت سے نافرمانی دیکھی گئی ہے۔

نواب سبب زبان درازی کی وجہ بنی ہے۔

دسواں سبب بچوں کا غصہ جو ہے، وہ شوہر پہ نکلتا ہے، اور جب شوہر پر یہ غصہ نکلتا ہے تو پھر بھی جو ہے شوہر کی بے رخی شروع ہوتی ہے اور اسی طرح شوہر کے کاموں میں بے جا مداخلت بی گھر کے اندر ناچاکی کا سبب بنتی ہے۔

مثلاً عورت اس فن کی اسپیشلسٹ نہیں ہے، ماہر نہیں ہے، الف ب نہیں جانتی، لیکن وہ اس کے معاملات کے اندر اس کی ڈیلنگ کے اندر بے جا نقطہ چینی جب کرتی ہے، تو ہم نے دیکھا ہے کہ شوہر کی بے رخی کا آغاز شروع ہو جاتا ہے۔

بارہواں سبب عدم خدمت گزاری دیکھا ہے،

تیرہواں سبب شکوہ مزاجی کہ ہر بات میں کبھی بھائیوں سے شکوہ، کبھی محلے داروں سے شکوہ، کبھی سہیلیوں سے شکوہ،

اور چودہواں سبب حقوق زوجیت میں غفلت آئی ہے، جو عورت اپنے شوہر کے حقوق می غفلت برتتی ہے، شوہر کی بے رخی کا آغاز شروع ہوتا ہے، اور یہی گھر ٹوٹنے کی بنیاد بنتا ہے۔

پندرہواں سبب کہ بیوی کی حد درجہ دین داری یا بے دینی اگر بیوی حد درجہ دین دار ہے، شوہر کے حق مار جاتی ہے، رب کے حقوق میں اور ہم نے اپنی آنکھوں سے یہ منظر دیکھا کہ بیوی یہ مصلے کی شاہسوار ہے، نماز پڑھنے والی ہے، تہجد گزار ہے، شوہر نے جب بھی گھر میں آنا، دیکھنا کہ بیوی مصلے پہ کھڑی ہے،

اس کی اپنی ضرورتیں ہیں، وہ پوری نہیں ہورہی ہیں، تو اس کو بھی فارغ کر دیا گیا، یا حد رجہ بے دین دار ہے، کہ شوہر نمازی ہے، عورت کو فکر نہیں، شوہر روزہ رکھنے کے لیے بیٹھا ہے، عورت اٹھ نہیں رہی ہے، تو یہ مسئلہ بھی بسا اوقات اختلاف کا سبب بن کے گھر توڑ دیتا ہے۔

سولہویں چیز دلی میلان کی کمی، عورت دیکھتی ہے تو اسے کمی محسوس ہوتی ہے، شوہر دیکھتا ہے، بیوی میں کمی محسوس ہوتی ہے تو بے رخی کا آغاز ہوتا ہے۔

سترہویں چیز محبت اور پیار دونوں میں ہیں لیکن پیش قدمی کے اندر وہ چاہتا ہے، وہ کرے، وہ چاہتا ہے وہ کرے، اور اسی کشمکش، تناؤ کے اندر گھر ٹوٹ جاتے ہیں۔

اٹھارہویں چیز کہ شوہر جب گھر میں آتا ہے تو ایسے میں مرد ہونے کے ناطے بات کر رہا ہوں کہ ہر مرد کے دل کے اندر ایک پہلو میں یہ بات چھپی ہوتی ہے کہ جب میں گھر میں جاؤں تو میرا دروازے کے اوپر پرتپاک جو ہے، استقبال ہو، اور عورتیں میری بیٹیاں، بہنیں، مائیں اس بات سے غافل ہوتی ہیں اور انہیں اس بات کا علم نہیں ہوتا یا علم ہوتا ہے تو جان بوجھ کے چھوڑ دیتی ہیں، یہ بھی ایک سبب بنتا ہے۔

انیسواں سبب کہ عورت کا بڑا گندہ رہنا شوہر کے لیے بن سنور کے نہیں رہنا ہے اور

جب باہر جاتا ہے تو بن سنور کے یہ بھی ایک بنیاد بنتی ہے۔

بیسواں سبب شوہر کا ادب واحترام، یہ بھی شوہر کی بے رخی کو پیش کرتا ہے،

اکیسواں سبب غلطی پر معافی کی بجائے الٹی حجت بازی گھروں میں شروع ہو جاتی ہے اور میری مائیں بہنیں بیٹیاں جو ہیں، اس کو اختیار کر لیتی ہیں، نتیجہ شوہر کی بے رخی اور آخر میں گھر ٹوٹ جاتا ہے۔

بائیسواں سبب بے جا نوک جونک کوئی سبب بھی نہیں، کوئی علت بھی نہیں، کوئی مسئلہ ہے بھی نہیں، لیکن اعتراض در اعتراض، یہ کیوں ہوا ہے، اس وقت یہ کیا ہوا ہے، آپ اس وقت کیوں آرہے ہیں، جا کیوں رہے ہیں؟

اور تیئسویں چیز اس سے بے جا حجت بازی کو شکوے کی انتہا اور شکایتوں پر مبنی کر دیا جاتا ہے۔

چوبیسویں چیز ناجائز تعلقات اور ناجائز مطالبات یہ بھی بات گھروں کے ٹوٹنے کا سبب بنتے ہیں۔

پچیسویں چیز فضول خرچی،

چھبیسویں چیز اللہ نے سب کچھ دیا ہوا ہے لیکن وہ ناشکری نہیں جارہی ہر چیز گھر میں ہے لیکن یہ نہیں ہے، وہ نہیں ہے، یہ ہونا چاہیے تھا۔

اور ستائیسویں چیز کہ عورت کی طرف سے مرد کے اوپر ناجائز حقوق اور شہبات کی بھرمار ہوتی ہے تو تب بھی بے رخی کا آغاز ہوتا ہے اور انجام میں گھر ٹوٹتا ہے۔

اٹھائیسویں چیز خوبصورتی میں تفاوت جو ہے، یہ بھی بے رخی کا سبب جس کو میں نے آغاز میں ذکر کیا، بسا اوقات مرد زیادہ خوبصورت ہے، عورت کم صورت والی ہے، یا اس کے برعکس معاملہ ہے تو یہ بھی اسباب ہیں،

اسی طرح اکنامکلی فرق جو ہے، یہ بھی بے رخیوں کا سبب بنتا ہے، مرد بہت زیادہ امیر ہے، عورت غریب گھرانے سے تعلق رکھتی ہے، ہر بات بات پہ اس کو طعنے دیتے ہیں اور اس

سے بگاڑ پیدا ہو جاتا ہے یا اس سے بڑی امیدیں رکھتے ہیں یا عورت بڑے گھر کی ہے اور شوہر چھوٹے گھر کا ہے تو اس وجہ سے بھی ہم نے دیکھا ہے کہ گھر ٹوٹتے ہیں،

اور تیسویں چیز خاندانی فرق مراتب کہ یہ سرداروں کی بیٹی ہے، یہ کمیوں کا بچہ ہے، یہ اس طرح کے مسائل اور بھی اسباب ہیں لیکن اس چیز کو لے کے ہم آگے بڑھتے ہیں،

میں اپنی ماں بہن کو بیٹی کو پیغمبر ﷺ کی بیٹی اور بچی کو مسلمان عورت کو یہ بتانا چاہوں گا کہ پرہیز تو بہت ہے مگر وہ اپنے گھر میں دس پرہیز عملی زندگی میں شروع کر دے، ان شاء اللہ العزیز اس کا گھر ٹوٹنے نہیں پائے گا،

پہلا پرہیز عورت اپنے اندر مکمل سختی نہیں آنے دیں، عورت ہوتی ہی وہ ہے کہ جس میں الاسٹکی کی انتہا ہو اور لچک ہو، میں نے دیکھا ہے، بڑے بڑے طوفانوں کے اندر، بڑے بڑے طوفانوں میں جب اٹھتے ہیں، یہیں وہی پیڑ ٹوٹتے ہیں کہ جن کے بڑے بڑے تنے ہوتے ہیں، جن میں لچک نہیں رہتی اور جڑوں سے اکھاڑ کے طوفان ان کو رکھ دیتا ہے اور وہ اتنے بڑے بڑے تنے کے جو دو دو آدمیوں کے بازوؤں میں نہیں آئے، وہ ٹوٹ کے جو ہیں، گرے پڑے ہوئے ہوتے ہیں،

لیکن میں نے ان چھوٹی چھوٹی شاخوں کو جن میں لچک ہوتی ہے، ٹوٹتے نہیں دیکھا، جتنا مرضی جدھر کو طوفان آیا ادھر کو، ادھر کو آیا، ادھر کو ہو گئی، اس طرف کو ہوا چلی تو ادھر کو جھک گئی، تو جس شاخ میں جھکاؤ رہتا ہے، اور وہ معمولی سی گھاس پھوس آپ نے اس کو ٹوٹتے اور اڑتے ہوئے نہیں دیکھا ہوگا،

یہ ٹوٹتے ہیں تو تنے ٹوٹتے ہیں، میں اپنی بہن اور بیٹی کو کہوں گا، اپنے گھر میں تنا بن کے تناور درخت بن کے اکڑ کر کے سروں کا درخت نہیں بنے، بلکہ جھکی ہوئی ایک گھاس جیسی اپنے اندر لچک رکھے، ان شاء اللہ ان کا گھر ٹوٹے گا نہیں اور یہ گھر ٹوٹتے ہوئے دیر بھی نہیں لگتی ہے۔ طوفان اٹھنے لگے تو کئی اسباب ہوتے ہیں،

آپ نے دیکھا ہوگا، بی اے کی پنجابی میں میرے سٹوڈنٹس نے جنہو نے بی اے میں

پنجابی رکھی ہے، وہ جانتے ہوں گے کہ وہاں ایک شوہر اپنی بیوی کو طلاق دے دیتا ہے۔ بیوی پوچھتی ہے مجھے اتنا تو بتا دیجئے ،طلاق آپ نے دے دی، مجھے فارغ آپ نے کر دیا، مجھے میرا سبب تو بتایئے، گناہ کیا ہے کہ جس وجہ سے آپ مجھے فارغ کر رہے ہیں، تا کہ میں اگلے گھر میں وہ گناہ نہ کرسکوں تو جواب آیا

آٹا گھن دی ہلدی کیوں اے
تے پین پائیاں نوں ملدی کیوں اے
اکھاں موٹ کے سوندی کیوں اے
کوئی مر جائے تے روندی کیوں اے

اگر فارغ کرنا ہوتو پھر اسباب اس طرح کے بھی ہوتے ہیں، کہ ایک چھوٹی چھوٹی جو جائز چیزیں جو ہیں، وہ بھی ناجائز لگنے لگتی ہیں، لیکن اگر گھر کے اندر عورت لچک والا رویہ رکھ لے تو ان شاء اللہ ہم نے اس گھر کو ٹوٹتے ہوئے نہیں دیکھا ہے،

دوسرا پرہیز کہ عورت بے رخی شوہر کی جو دیکھے تو خود بے رخی شروع نہ کر دے، اپنی بے رخی سے پرہیز کرے، بے رخی نہیں دکھائے، اور میں یہاں آگے چل کے ان شاء اللہ العزیز بات کروں گا کہ عورت کا اتنا احساس ہونا چاہیے کہ مرد بے رخی کر رہا ہے، یا نخرہ دکھا رہا ہے، یہ میں ؟؟؟ میں ان شاء اللہ بات کروں گا۔

تیسری چیز کہ عورت کو شوہر کی بے رخی پہ فوری گرفت سے پرہیز کرنا چاہیے، بسا اوقات سبب جو ہوتا ہے، وہ ایک دو رات میں ختم ہو جاتا ہے، اور جب گرفت نہیں ہوتی، وہ دیکھتا ہے کہ میرے اوپر اعتراض نہیں ہوا، ایک مرد ہونے کے ناطے بات کر رہا ہوں، آٹومیٹکلی وہ ریلیکس بھی ہو جاتا ہے اور صحیح بھی ہو جاتا ہے، لیکن فوری گرفت بسا اوقات اسے آسمان پہ چڑھا دیتی ہے،

چوتھا پرہیز جو ایک عورت کو کرنا چاہیے، شوہر کے معاملے میں بے رخی دیکھ کے سمجھانے کے لیے طعن وتشنیع سے بچے، طنزیہ انداز سے بچے، کیوں اصلاح کے لیے یہ انداز ہم نے

توڑنے والا دیکھا ہے، جوڑنے والا نہیں۔

پانچواں پرہیز کہ بے رخی عورت نے دیکھی تو معزانہ رنگ میں آ جاتی ہے اور پھر پوری مائی کی ہسٹری کھول کے بیٹھ جاتی ہے، کہ فلاں دن اتنے بجے یہ ہوا، آج جو ہو رہا ہے، اس سبب یہ ہے کہ آپ نے فلاں موقع پر ایسے کیا، فلاں شادی پہ بھی آپ نے ایسے کیا، میں نے اگنور کیا، آپ نے اس موقع پہ بھی کیا تو مناظرہ جیتنا مقصد نہیں ہے، اپنے شوہر کا دل جیت کر کے اس کو آرام کرنا مقصود ہے،

اور اسی طرح چھٹا پرہیز کہ بے رخی کرتے ہوئے اصلاح سب کے سامنے مت کریں، میں نے یہ دیکھا ہے کہ جو بیویاں اپنے شوہر کی اصلاح سب کے سامنے کرنا شروع کرتی ہیں، پھر وہ ان کا رشتہ دیرپا نہیں رہتا ہے۔ آپ نے اصلاح کرنی ہے تو تنہائی میں کیجئے۔ اپنے بیڈروم کا استعمال کیجئے،

اور امام شافعی رحمہ اللہ نے بھی کہا تھا، کہ جس نے مجھے سب کے سامنے نصیحت کی، اس نے نصیحت نہیں کی، میری فضیحت کی، اور جس نے مجھے الگ ہو کر کے سمجھایا، اس نے مجھے نصیحت کی ہے تو انسان یہ چاہتا ہے، کہ اس کے راز کو اس کی بات کو سارے نہ جانیں،

اسی طرح ساتویں چیز کہ بے رخی جو ہے، اس کو دور کرنے کے لیے عورت شوہر سے ہٹ کر کے اس کے رشتے داروں پہ کیچڑ نہ اچھالے، ہم نے دیکھا ہے کہ لڑائی اپنی ہوتی ہے، لیکن اس لڑائی کے دوران عورت مرد کا چہرہ سیدھا کرنے کے لے بے رخی ختم کرنے کے لیے اس کی بہنوں پر بھی برستی ہے،

اس کی ماں پر بھی برستی ہے، باپ پہ بھی بلکہ پورے خاندان پر برس جاتی ہے، نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ معاملہ اور ایشو دو فردوں کے درمیان سے نکل کے پوری فیملی کے درمیان آ جاتا ہے، اور جب یہ ایشو کھڑا ہوتا ہے تو اللہ معاف کرے، پھر گھر جو ہے باقی نہیں بچ پاتا ہے۔

آٹھواں پرہیز عورت کو یہ بات ذہن میں رکھنی چاہیے کہ مجھے اصلاح کرتے ہوئے لڑائی یا جھگڑے کے دروان عزت اور وقار کو جو ہے ہاتھ سے نہیں جانے دیا چاہیے۔ یہ میری

بہن اچھی طرح سوچ لے، سب سے بڑی چیز وقار ہے۔ عورت اس معاملے میں خیال رکھے، مرتی مر جائے لیکن اپنی زبان کو کھلنے نہ دے،

میری بہن جس دن زبان کھل گئی، پھر پیچھے کوئی کسی قسم کی حیاء باقی نہیں رہے گا، یہ جب تک نہیں کھلتی ہے، نہیں کھلتی ہے، مجھے ابھی پرسوں میسج آیا، کسی دوست نے بھیجا، تھکا ہوا تھا، بے چارہ تنگ تھا، کہتا ہے، کہ بیوی اور سی این جی رکشہ میں بڑی مشابہت ہے،

یہ میں تذلیل کے لیے بیان نہیں کر رہا، لیکن لوگوں کا ایک مائنڈ دے رہا ہوں اور کچھ گیس دے کے سپیس دے کے آگے لکھا ہوا ہے، دونوں ہی ابتدا میں بے آواز ہوتے ہیں، بیوی اور سی این جی رکشے میں بڑی مشابہت ہے، اور دونوں ابتداء میں بے آواز ہوتے ہیں،

عورت کا حسن یہ ہے کہ وہ اپنے شوہر کے معاملے میں گفتگو میں ٹیبل ٹاک میں مناظرے میں اپنی زبان کو روکے اور اس سے کوئی جملے ایسے نہ نکالے کہ جن کو دوبارہ نگلنا مشکل ہو جائے، اور یاد رہے کہ الٹی دوبارہ جو ہے کھائی نہیں جاتی، وہ چاٹی نہیں جاتی، الفاظ اس سے کہیں بدتر ہتے ہیں،

اور یہاں میں شوہر کو بھی کہوں گا کہ اپنی گفتگو میں لڑائی میں، جھگڑے میں اپنے ہاتھ کو روک کے رکھے، اگر زندگی میں ایک مرتبہ اٹھ گیا تو پھر اس ہاتھ پہ صرف ہاتھ نہیں اٹھے گا، اس ہاتھ سے آگے بہت کچھ اٹھ جاتا ہے، کبھی ڈنڈا، کبھی سوٹا، کبھی کچھ کبھی کچھ تو اس ہاتھ کو مرد اپنے وقار کو برقرار رکھے، ہاتھ روکے، اور عورت اپنے وقار کا برقرار رکھے، وہ اپنی زبان کو روکے تو اللہ تعالیٰ ان شاء اللہ آسانیاں کر دیں گے۔

نواں پرہیز کہ دونوں کے درمیان اعتماد نہ ٹوٹ پائے، اور اعتماد سب سے بڑا ہوتا ہے، عزت کا، عزت والا اعتماد اگر ٹوٹ گیا، پہاڑ سے گر کے ٹوٹی ہوئی ٹانگیں جڑ جاتی ہیں، انسان صحت یاب ہو جاتا ہے اور ممکن ہے کہ وہ اپنے قدموں پہ کھڑا ہو جائے، لیکن کسی کے اعتماد سے گر کے انسان دوبارہ نہیں اٹھ پائے گا، بیوی اعتماد سے گر گئی تو وہ شوہر کی نظروں میں نہیں اٹھ پائے گی، اعتماد کے معاملے میں پرہیز کیجئے، یہ کہیں ٹوٹنے نہ پائے۔

اور دسواں پرہیز کہ آپ انتہائی محتاط ہو کے چلیں، اتنا محتاط کہ جس قدر آپ نے شیشے کا گلاس ایک پھسلنے والی ٹرے میں رکھ کے مہمانِ کو پیش کرنے جا رہے ہوتے ہیں تو بڑی مضبوطی سے پکڑا ہوتا ہے، قدم جو ہیں بڑے سوچ کے اٹھائے جا رہے ہوتے ہیں کہ کہیں یہ سلپ ہو کے گر کے ٹوٹ نہ جائے، چکنا چور نہیں ہو جائے،

یاد رکھیے!

میاں بیوی کا رشتہ دنیا کا سب سے نازک رشتہ ہے، جسے بننے میں سال ہا سال لگتے ہیں اور ٹوٹنے میں ایک لمحہ لگتا ہے اور بغیر عذر کے بھی ٹوٹ جاتا ہے۔ یہ رشتہ بہت نازک ہے۔ اس لیے اسے ٹوٹنے سے بچایئے،

یہ دس پرہیزوں کے بعد تیس علاج ہم رکھتے ہیں اور اللہ تعالیٰ سے اس امید کے ساتھ کہ اگر کسی گھر کے اندر ہمارے بھائی کے معاملے میں بگاڑ ہے، یا ہماری بہن کے معاملے میں بگار ہے، تو دونوں مل کر کے اس پہ سوچیں گے،

سب سے پہلی چیز میں اپنی بہن کو مشورہ دوں گا کہ وہ اپنے شوہر کے ساتھ دلی میلان، لگاؤ، محبت اور دوستی رکھے، وہ اسے صرف اور صرف اپنا شوہر سمجھے۔ جب عورت شوہر کو دل میں جگہ دے گی، یقیناً جواب میں شوہر بھی جگہ دے گا، عموماً بگاڑ اور فساد میں انسان کا اپنا ہاتھ ہوتا ہے:

﴿ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَ الْبَحْرِ بِمَا كَسَبَتْ اَيْدِي النَّاسِ لِيُذِيْقَهُمْ بَعْضَ الَّذِيْ عَمِلُوْا لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ﴾ (الروم: ۴۱)

سابقہ معاملات اگر عورت کے ہیں یا مرد کے ہیں، تو دفن کر دیں، اگر کہیں دل اٹکا بھی ہے، اٹک جانا بری بات نہیں، انسان کا دامن کانٹوں سے کئی مرتبہ الجھتا ہے، لیکن وہ الجھ کے ان کو پھاڑ نہیں لیتا یا اپنا کپڑا اور دوپٹہ وہی چھوڑ کے نہیں آ جاتا بلکہ اس کو بچا کے نکال کے نکلتا ہے، اور جو اس نے ''قبول ہے'' کے بول بولے ہیں، ان کو پا لے، مرد نے کہا، قبول ہے، عورت نے سائن کر دیئے، اس بول کو زندگی بھر مت بھولیے،

((الخير فی مختار اللّٰہ))

جو اللہ نے تیرے لیے چنا ہے، اس میں خیر سمجھئے،

ہمارے ہاں ہوتا کیا ہے، ہمارے عموماً یہ ہے، وہ میرے نصیب کی بارشیں کسی اور کی چھت پہ برس گئیں، انسان نے آئیڈیل بنایا ہوتا ہے، جب وہ مل نہیں پاتا تو پھر، اللہ ہمیں معاف کرے،

میں آگراں باغ میں رہتا تھا، پانچ نمبر گلی میں سامنے ہمارے ایک بہت ہی شریف النفس انسان ہیں، بیوی بھی ہے، بچے بھی ہین اور اللہ نے ایسی بیوی دی کہ دنیا والے رشک کرتے ہیں، لیکن اس کا آئیڈیل کچھ اور ہے اور وہی وہ سمجھ رہا ہے کہ جو میرا نصیب ہے، وہ مجھے نہیں ملا، اور جو میرا نہیں تھا، وہ میرے گھر مین آ گیا،

اللہ نے بچے بھی دیئے، میرے ساتھ سفر میں بھی جاتا تھا، ڈرائیو بھی کرتا تھا، ڈرائیور تھا، اللہ اکبر ایک دن دیکھنا، پتہ چلا کہ اس نے خودکشی کر لی ہے، بھئی کس لیے کی؟ ماں بتانے لگے کہ بیٹا آپ نے دیکھا ہے کہ میں نے اس کے لیے کتنی خوبصورت بیوی جو ہے، تلاش کی، لے کے آئی، لیکن اس کا دماغ ایک عورت پہ اڑا ہوا تھا،

آج اس کی بارات تھی، اور اس کا جب نکاح ہوا، اس نے پیغام بھیجا تھا کہ شادی نہ کرنا، نہیں تو میں خودکشی کر لوں گا۔ اس کا نکاح ہوا ہے، ادھر جو اس نے زہر کھائی ہے اور اپنے آپ کو جو ہے، خودکشی کے اندر اس نے اس وادی میں دھکیل دیا ہے،

تو میرے بھائی، میری بہن!

اس بات کو مت اختیار کرنا، جو تیرے نصیب کی بارش ہے، پوری بارش تو ایک طرف، اس کا ایک قطرہ بھی کسی اور کی چھت پر برس جائے، یہ تو ہو ہی نہیں سکتا ہے جو تیرے گھر میں آئی ہے، یہی تیرا نصیب ہے، یہی تیری بارش ہے، اس لیے اس کو قبول کر،

((نصيبك يصيبك ولو كان تحت جبلين))

تیرے نصیب کے پتھر اور تیرے نصیب کا نمک اللہ یہ کسی اور کے گھر میں نہیں جانے

دیتے، وہ پہاڑوں کے اندر سے کھوڑے سے نکال کے شہر میں لا کے دوکانوں پہ لا کے، وہ تیرے گھر کے کچن میں اگر پہنچا دیتے ہی، تو تیرا یہ شوہر تیرا نصیب تھا، اور یہ بیوی تیرا نصیب تھی۔اسی کے اوپر جو ہے جو مل گیا ہے، اسے نصیب جان جو نہیں ملا ہے اس کو بھول جا، اس میں خیر ہے،

اگر آپ نے اسے بھلایا نہیں اور اللہ معاف کرے، بیڈ روم شوہر کا اور تصورات میں، بانہوں میں، خیال میں، اپنا دوست اور فرینڈ جو ہمارے ایک معاشرے کی حقیقت ہے،

بھائیو!

انسان کو سچ بولنا چاہیے، حقیقت کہہ دینی چاہیے، لیکن حقیقت کو ہم ماننے کو تیار نہیں ہوتے ہیں، آپ کے دل میں جو بھی بسا ہوا ہے، جو اللہ نے دے دیا ہے، اس کو ڈالیے اور اس کو نکال دیجئے، ان شاء اللہ آپ کا گھر سلامت رہے گا،

اگر آپ نے ایسا نہ کیا اور دلی محبت جو ہے شوہر کو دی اور آپ بول بیٹھی کہ یہ وجود تو میں نے آپ کے دے دیا لیکن دل نہیں دے پاؤں گی، تو آپ نے اپنے گھر کو خود توڑا ہے، شوہر کی بے رخی کا سبب اور اگر شوہر نے یہ کام کیا ہے، تو وہ بھی معاملہ یہی ہوگا،

نمبر دو، میں اپنی بہن کو مشورہ دوں گا کہ بیوی کو ماہر نفسیات ڈاکٹر ہونا چاہیے لیکن وہ والی ڈاکٹر نہیں جو نفسیات پڑھ پڑھ کے خود سائیکی مریض بن گئی ہو، بلکہ ماہر نفسیات وہ فرق کر سکے کہ میرا شوہر مجھ سے نخرہ دکھا رہا ہے، یا بے رخی کر رہا ہے،

اگر عورتوں میں نخرے ہوتے ہیں تو مرد میں بھی اللہ نے نخرہ رکھا ہے نخرے میں اور بے رخی کے اندر فرق کرنا بڑی مہارت کی بات ہے، اگر نخرہ ہے تو جواب نخرے سے آئے، نخرہ ہے تو اس کو انجوائے کیا جائے، شوہر اگر نخرہ دکھا رہا ہے، تو اس کی اس وقت جو ہے، مناسب جان کر کے اس کو کیچ کیا جائے تا کہ اس کو بے رخی کا نام دے کر مرد آئندہ کے لیے سمجھے کہ کتنی بے مزہ سی ہے اور کتنی بے حس عورت ہے کہ میرے نخرے کو بے رخی میں بدل دیا ہے تو یہ بھی عورت کو پتہ چل سکتا ہے کہ میرا شوہر کن باتوں پر خوش ہوتا ہے، کن پر ناراض ہوتا

ہے، میرے شوہر کا ذوق کیا ہے، شوق کیا ہے، اس کے دوست کون سے ہیں، اور دشمن کون سے ہیں؟

دوستوں کو اپنا خیر خواہ جانیں اور اس کے دشمنوں کو دشمن سمجھے اور اپنا سب کچھ چھوڑ کے میں نے ان بیویوں کو کامیاب دیکھا ہے جو پیچھے سب کو چھوڑ کے آ جاتی ہے اور کہتی ہیں مجھے اپنے رنگ میں رنگ دو، میرے سارے رنگ اتار دو، جو رنگ تمہیں چاہیے، وہ رنگ میرے اوپر چڑھا دو، مجھے قبول ہے،

لیکن جو عورتیں اڑ جاتی ہیں اور ڈٹ جاتی ہیں، اپنی ماں کا رنگ، اپنے باپ کا رنگ، اپنی بہنوں کا، اور آباؤ اجداد کا رنگ اور اپنی فیملی کا رنگ اور اپنے گھر کے قانونوں کا رنگ، اس کے اوپر رہ جاتی ہے، وہ گھر ٹوٹ جاتے ہیں۔

میں نے ایک گھر میں طلاق ہوتے صرف اس بات سے دیکھی ہے، اللہ اکبر!

سیالکوٹ کی میں جہاں پہلے بھی مثال دی تھی کہ ادھر روٹی کا الٹی سائیڈ اور ہے، ادھر الٹی سائیڈ اور ہے، ہمارے یہاں فیصل آباد کے اندر سیدھی سائیڈ وہ ہوتی ہے جو توے کے اوپر ڈالتے ہوئے توے کے اوپر ٹچ نہ کرے، اوپر کی طرف رہ جائے، وہ سیدھی سائیڈ ہے اور گھی اس طرف لگتا ہے،

سیالکوٹ والی سائیڈ میں عموماً فیملیاں جو ہیں، جو سائیڈ پہلے ٹچ کرتی ہیں، ادھر گھی لگاتی ہیں تو اس گھی لگانے میں اختلاف ہوا، عورت میں لچک نہیں آئی، اور اس نے اس چیز کو نہیں دیکھا کہ اس گھر والے کس چیز کو پسند کرتے ہیں، اور خوش ہوتے ہیں، تو اسی کے اوپر جو ہے، تناؤ تناؤ بڑھتا بڑھتا جو ہے، طلاق کی نوبت آ گئی۔

تیسری چیز ایک بیوی کو چاہیے کہ وہ محبت کرے تو محبت میں اعتدال رہے، یہ نہیں کہ محبت کے اندر ساری انتہاؤں سے گزر جائے، اور نتیجہ وہ ہو جو بخاری کی روایت کے اندر ہے، محبوب نے کہا تھا،

میں نے گھروں کو ٹوٹتے ہوئے دیکھا ہے، محبت میں آ کے جذبات میں آ کے اس

وقت اٹھ کر کے اپنی ماضی کی پوری ہسٹری بیوی بھی رکھ دیتی ہے اور شوہر بھی رکھ دیتا ہے، اور وہی چیز سبب بن جاتا ہے، وہ تیرا ماضی ہے، اگر کوئی غلطی ہوئی ہے، رب سے استغفار کر، معافی مانگ، اپنے حال کو اچھا بنا اور اتنا بھی نہ کر کہ اللہ نہ کرے، پھر تجھ کو کوئی اٹھا نہ سکے۔

شوخی میں آ کے یا اپنے آپ کو شو ہونے کے لیے کہ مجھے اتنی لڑکیاں چاہتی تھیں اور لڑکی یہ سمجھے گی کہ مجھے اتنے لڑکے چاہتے تھے، اللہ تجھ کو بھی حیاء دے، اس کو حیاء دے، یہی تیرا نصیب ہے،

اور بھائیو!

حقیقت کو کہہ دینے سے کچھ ہو نہیں جاتا ہے، لیکن یہاں اصلاح کے لیے حقیقت کا اشارہ کر رہا ہوں کہ یہ گھر کے اندر اس طرح کی چیز جو ہے، زہر قاتل ہوتی ہے۔

اور چوتھی چیز کہ اگر آپ کو نفرت ہے تو نفرت میں بھی اعتدال کریں، بسا اوقات شوہر کا چہرہ اچھا نہیں لگ رہا، انداز اچھا نہیں لگ رہا، گھر اچھا نہیں لگ رہا، نفرت ہے تو نفرت کو اعتدال میں رکھیے،

کہیں ایسا نہ ہو کہ اسی سے ہی دوبارہ پھر ملنا پڑے، ہم نے دیکھا ہے جب طلاق دینے پہ آتے ہیں، نفرت ہوتی ہے، طلاق نامہ میں بیس بیس گالیاں لکھ دی جاتی ہیں، کریکٹر لوز ہے، بے حیاء ہے، زبان دراز ہے، یہ ہے، وہ ہے، پھر ایک دن آتا ہے کہ صلح کے اسی کو گلے لگانا پڑتا ہے، تو شریعت کہتی ہے:

((وابغض بضياة حنان))

نفرت کرنی ہے تو حدود میں رہ کر کے کہیں ایسا نہ ہو کہ ایک دن پھر جو ہے، دوبارہ لوٹنا پڑے اور اس کو اپنانا پڑے، اس کے اوپر ہمارے بے شمار مثالیں ہیں لیکن یہاں آج وقت نہیں ہے، میں یہاں وہ مثالیں دوں،

اسی طرح پانچویں چیز پانچواں علاج کہ روٹھنے میں اعتدال رکھیے، شوہر کو بھی کہوں گا، میں یہ بیوی کو بھی کہوں گا، روٹھیے، ضرور جائز ہے، لیکن یہ نہ ہو کہ روٹھے میں منانے والا

مناتے مناتے خود روٹھ جائے، اور جب دونوں روٹھ جائیں تو پھر گھر کا رشتہ ٹوٹ جائے،

روٹھیے ضرور مگر اس حد تلک کہ جب کوئی اگلا مناتا ہے تو آپ اس کے لیے تیار ہو جائیں اور یہ بھی ہم نے سبق دیکھا ہے کہ کوئی بات بھی نہیں ہے، دونوں بگڑے ہیں، یہ بگڑا ہے، وہ منا رہی ہے، یہ نہیں مان رہا، آسمان پر چڑھ رہا ہے، وہ بھی روٹھ جاتی ہے، پھر یہ مناتا ہے، وہ نہیں مان رہی ہے اور نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ گھر ٹوٹ جاتے ہیں۔

چھٹی چیز علاج کے طور پر ایک بیوی کو چاہیے کہ وہ اپنے آپ کو اپنے چہرے پہ مسکان کی قیمت کو مت بھولے، یاد رہے کہ چہرے پہ ایک ہلکی سی مسکان اور مسکراہٹ جو ہے، یہ انسان کو ہزاروں قسم کے نقصان سے بچا دیتی ہے لیکن یہ اس کی مسکان جب اس کے شوہر کے لیے ہو، شریعت کو اگر آپ پڑھیں، عربوں کو دیکھیں تو پتہ چلے گا،

((البشاشة حبالة المودة))

عرب لوگ کہتے ہیں کہ چہرے کی مسکراہٹ جو ہوتی ہے یہ محبت کا پھندہ ہوتا ہے، اس کو آپ غلط سینس میں نہ لے کے جائیں، کیا یہ پھندہ شوہر کے لیے استعمال نہیں ہو سکتا، شوہر اپنی بیوی کے لیے استعمال نہیں کر سکتا؟ اور محبوب ﷺ نے کہا تھا:

((ولا تحقرن من المعروف ولو ان تلقاك بوجه طلاق))

اس کو بھی حقیر مت جان کہ آپ ایک مسکان بھرے چہرے کے ساتھ اپنے دوست کو، اپنے بھائی کو ملیں تو شوہر اور بیوی اگر ملیں تو اس میں اثر ہوگا، اس لیے میں کہوں گا، ہماری صورتحال تو یہ ہے کہ دوستوں میں، سہیلیوں میں، ہمسایوں میں، دوکان داروں کے ساتھ، تو خوش گپیاں ہوتیں ہیں، مسکراہٹیں ہوتی ہیں،

مگر جب خاوند گھر میں آتا ہے، تو آتے ہی تیور بدل جاتے ہیں، پٹیاں بندھ جاتی ہیں، خاموشیاں طاری ہو جاتی ہیں، تو یہ بھی ایک سبب ہے، اس سے بچنے کے لے اپنے چہرے کی مسکان رکھیے،

ساتواں سبب، محبت میں بیوی کو چاہیے کہ پہل کرے، میں شوہر ہوں، جانتا ہوں،

شوہر کو بھی پہل کرنی چاہیے، لیکن اللہ نے شوہر کے مزاج میں ایک مرد کے انداز میں یہ بات رکھی ہے کہ وہ ہمیشہ یہ چاہتا ہے، دل سے چاہ رہا ہوتا ہے، کہ میں پہل کروں، لیکن پھر بھی اس کی ڈیمانڈ یہ ہوتی ہے، دل کے اندر یہ بات موجود ہوتی ہے، کہ بیوی پہل کرے، تو زیادہ مزہ ہے،

اس لیے بیوی کو بھی ضرورت ہوتی ہے لیکن میں کہوں گا کہ اگر وہ پہل کرے، تو ان شاء اللہ العزیز ایسے نہیں ہوگا، ممکن ہے کہ شوہر نے جو خواب دیکھے ہیں، وہ ویسے نہ پائے، رومانوی دنیا میں جو خواب دیکھے تھے، ویسے نہ ہو، لیکن شوہر کو ہم یہ کہیں گے:

﴿وَ عَسٰٓى اَنْ تَكْرَهُوْا شَيْئًا وَّ هُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ﴾ (البقرہ: ۲۱۶)

ناراض مت ہوں، آپ کو ناپسند ہے لیکن شاید اللہ اس میں کوئی ایسی بہتری دے دے کہ جو آپ کو ہمیشہ کے لیے خیر دے اور اس کے بعد بیوی کو ہم یہ کہیں گے کہ پہل کرے، آٹھویں چیز محبت بھرے کردار کے ساتھ موجودگی اور عدم موجودگی میں شوہر کے ساتھ جو ہے، محبت بھری گفتار ہونی چاہیے۔

کچھ خواتین کو ہم نے دیکھا ہے، شوہر سامنے ہے، بڑے پیار کے پاپڑ بیلیں گی، شوہر باہر جاتا بنے گا، پیچھے سے بدخوش ہو جائے گی، رپورٹ تو پہنچ جاتی ہے، یا نہیں، بتا دیں گی یا ہمسائیاں بتا دیں گے، یا کوئی اور بول دے گا، نہیں عورت کو دونوں صورتوں میں سامنے بھی گفتار پیار بھری عدم موجودگی کے اندر بھی اس کا اظہار کرتی رہے، ان شاء اللہ یہ عورت کبھی ناکام ہونے والی نہیں۔ جب شوہر کو پتہ چلا کہ میری عدم موجودگی میں بھی یہ مجھ کو چاہتی ہے، میری موجودگی میں بھی اس کا اظہار کرتی ہے، تو ان شاء اللہ بے رخی نہیں آتی،

اور نواں سبب اور اس کا علاج ایک بیوی کو سمجھ لینا چاہیے، دنیا جہان کے جتنے کام ہے، جب شوہر دروازے پہ آئے، سب کچھ بھول کر کے اس حالت میں اٹھ کے، اگر استقبال کے لیے آئے تو زندگی بھر کے لیے ان شاء اللہ اس کے شوہر کی جو ہے، بے رخی اس کو دیکھنے میں نہیں ملے گی، لیکن ہم نے دیکھا ہے، آج کے ماحول میں باہر کھڑا جو ہے، شوہر ہارن دے

رہا ہے، دروازہ لاک کر رہا ہے، اور یہ اٹھ نہیں رہی،

کیا ہے، زی ٹی وی کا ڈرامہ ہے، یا جو ہے کوئی اور چینل چل رہا ہے اور اس کی قسط بری جو ہے، ٹاپ پہ ٹیس پہ پہنچی ہوئی ہے، اور بڑے مزے کا سین ہے، یہ پانچ منٹ کھڑا کر کے دروازہ کھولتی ہے، شوہر پوچھتا ہے، خیریت تھی اور آگے سے ٹوٹ کے پڑ جاتی ہے، صبر نہیں ہوتا، کیا تھا وہ قسط نکل جاتی تھی، دو منٹ کے لیے اگر آپ کا کچھ بگڑ جاتا تھا، اگر ادھر کھڑے ہو جاتے، کیا ناک پہ ناک لگا رکھی تھی،

بھائیو!

یہ میں تو محتاط کر رہا ہوں، اس سے بھی بگڑی ہوئی گفتگو گھر میں ہوتی ہے، اور اللہ ہمیں معاف کرے، میں نے ان عورتوں کو دیکھا ہے کہ جو آٹا بھی گوندھ رہی ہیں، ہاتھ ان کے جو ہیں، آٹے سے چپکے ہوئے ہیں، لیکن اٹھ کے پھر بھی وہ بھاگ کر کے مسکان دے کر کے ویلکم کر کے اور جو ہے استقبال کر کے بلاتی ہیں،

اللہ کی قسم!

دن بھر کی تھکاوٹ شوہر کی اتر جاتی ہے، اور میں نے ایسی خواتین کو بھی دیکھا ہے کہ جو خود نہیں، اپنے بچوں کو بھی ساتھ لے کے دروازے پہ ہوتی ہیں، آپ یقین کیجئے، باپ ہونے کے ناطے جب بچہ والد کی ٹانگوں سے آ کے لپٹتا ہے، اس کی ٹانگوں کو ساری تھکاوٹ اللہ اسی وقت دور کر دیتا ہے۔

اور جب بیوی آ کر کے سامنے کھڑی ہوتی ہے، تو یہ گھر اور باہر کے اندر فرق محسوس کرتا ہے، لیکن جب اس نے دیکھا ہے کہ باہر مجھے مسکانیں مل رہی ہیں، مسکراہٹیں مل رہی ہیں، استقبال مل رہا ہے، آفس میں مجھ کو لوگ جو ہیں، سلام کر رہے ہیں، اور گھر کے اندر یہ کیفیت ہے تو یہ یقیناً گھر کو باہر کو ترجیح دے دے گا، تو پھر نہ کہنا کہ شوہر جو ہے اس کا دل گھر میں نہیں لگتا ہے، باہر زیادہ لگتا ہے، اس کا سبب خود عورت بنتی ہے۔

اور اسی طرح میں بھی کہنا چاہوں گا، دسواں سبب کہ شوہر کے لئے بناؤ سنگھار کو آخری

اور حتمی شکل دے دی جائے، ہمارے ہاں ایسے نہیں ہوتا ہے، گھر میں روٹین عام کپڑے، جیسی کیفیت، کوئی بات نہیں لیکن شاپنگ کرنے جانا ہو، شوہر کے ساتھ ہی جانا ہو، تو پھر ذرا ٹھہریئے، آدھا پونا گھنٹہ ویٹ کرنا پڑے گا، اور پھر یہ بیٹھ کے بن سنور کے یہ کس لیے بن رہی ہے۔

شوہر سوچتا نہیں ہوگا، کہ میں تو گھر میں تھا، میرے لیے نہیں بنی، باہر جا رہی ہے، مردوں کے لے شاپنگ پہ جا رہی ہے، شادیوں پہ جا رہی ہے، تو یہ بن سنور کے جا رہی ہے، تو عورت میں نے اس کو دیکھا ہے کہ پچاسی سال کی عمر ہے، آج بھی ہماری ایک تائی ہے، اپنے شوہر کے لیے بن سنور کے رہتی ہیں۔

اللہ کی قسم!

آج بھی وہ دونوں جوان ہیں اور ان کے گھر میں خیر ہے، کوئی لڑائی والا معاملہ نہیں ہے۔ مرد کبھی بوڑھا نہیں ہوتا تو عورت بھی بوڑھی نہیں ہوتی، ان کا گھر بھی ان شاء اللہ نہیں ٹوٹتا ہے۔

نہیں محتاج زیور کا جسے خوبی خدا نے دی
کہ دیکھو چاند لگتا ہے فلک پر بیا بن گہنے

اس کے لیے بیوٹی پارلر جانا ضروری نہیں ہے، عورت تھوڑا سا اہتمام کر لے تو ان شاء اللہ العزیز ہر گھر نہیں ٹوٹتا ہے۔

گیارہویں چیز، شوہر کی اطاعت اور فرمانبرداری، شوہر ظالم و جابر، حاکم اور آقا نہیں ہونا چاہیے اور نہ بیوی جو ہے، زرخرید لونڈی اور غلام ہے۔ دونوں کا تعلق محبت اور اخلاص کا ہے۔ مرد مسئول ہے اور نگران ہے، عورت ہیڈ آف ڈیپارٹمنٹ ہے۔ اطاعت شعاری اس کی ضروری ہے، گھر کو وہ سنبھالے گی، باہر کو وہ سنبھالے،

لیکن یہ مت بھولیں کہ میرے گھر کا پرنسپل جو ہے، وہ میرا شوہر ہے، میں اپنے گھر کے معاملات میں آل ان آل ہوں، کہیں اپنے شوہر کی بھی ماننی ہے۔

بارہویں چیز، اس نسخے کو بھی سمجھیں، کہ

کلیاں نہ بچھاؤ راہوں میں
ہم پلکوں کو بچھانے والے ہیں

تسکی قلبی، سکون نفسی، جسمانی اور روحانی قربت جو ہے، عورت اس موقع کو ہاتھ سے نہ جانے دے، وہ حقوق زوجیت کے معاملے میں ہم نے دیکھا ہے کہ عموماً عورتیں جب اڑیل مزاج کی ہو جاتی ہیں تو شوہروں کی بے رخی کا آغاز ہوتا ہے اور نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ پھر وہ باہر بیٹھنے کو ترجیح دیتا ہے۔

اپنے گھر کے تھڑے پہ یار دوستوں میں بیٹھنے یا کسی اور جگہ پر وہ اپنے گھر میں بیٹھنے کو ترجیح نہیں دے رہا ہوتا۔

تیرہویں چیز، شوہر کی خدمت گزار امور میں معاون بن جانا چاہیے۔

چودہویں چیز، عورت بے رخی ختم کر سکتی ہے، شوہر کا کہ اگر آپ کسی کا دل جیتنا چاہتے ہیں، آپ چاہتے ہیں کہ کوئی میرا احترام کرے، آپ اس کا احترام شروع کر دیں، آپ چاہتے ہیں کہ کوئی مجھے مسکرا کے ملے، آپ اس سے مسکرا کے ملنا شروع کر دیں، اگر آپ چاہتے ہیں کہ کوئی میرا ادب کرے، آپ اس کا ادب کرنا شروع کر دیں۔

اگر آپ یہ چاہتے ہیں کہ مشکل میں، میں جب بھی کسی سے کوئی چیز مانگوں، مجھے کوئی دے، آپ بھی مشکل میں لوگوں کو دینا شروع کر دیں، آپ سے تو کوئی ادھار مانگنے آئے، آپ انکار کر دیں اور خود کو گاڑی کی ضرورت پڑے تو جا کے کہیں کہ جی آج گاڑی چاہیے، آپ نے ایک گلاس دینے سے انکار کیا تھا، آج گاڑی مانگ رہے ہیں،

جو چیز آپ چاہتے ہیں کہ مجھے وہ ملے، اسے بانٹنا شروع کر دیں، اگر محبت چاہتے ہیں، تو محبت بانٹنی شروع کر دیں، ان شاء اللہ گھر ٹھیک ہو جائے گا۔

پندرہویں چیز، کہ شوہر کے والدین کا احترام عورت کے لیے دنیا میں اس سے بڑی چابی کوئی نہیں ہے، شوہر کا دل جیتنے کے لیے، لیکن سب سے پہلے جس چابی کو گم کیا جاتا ہے،

وہ یہی ہوتا ہے کہ شوہر کو اپنے ہاتھ میں کروں، اپنے شکنجے میں کرو، تعویذ لیجئے، ٹونا کروائیے، ٹونوں اور تعویذوں سے اگر دل جیتے جاتے تو آج پوری دنیا جیت چکی ہوتی،

لیکن ٹونے اور تعویذوں سے نہیں، تیرے ہاتھ میں چابی تھی، باپ کی، سسر کی، ہاتھ میں چابی تھی، ماں کی، میں نے ان گھروں کو کامیاب دیکھا ہے کہ جہاں شوہر اور بیوی ناراض ہیں لیکن اس نے باپ اور ماں کو خوش کیا ہوا ہے،

اللہ کی قسم!

باپ کان سے پکڑ کے کہتا ہے، پت ذرا اندر سیدھا ہو کے جا، سونے ورگی دھی نال جو ہے، غلط رویہ اختیار نہ کر،

ماں بھی ایسے کرتی ہے، عورت یاد رکھ، آج اگر اس کے قدموں میں جنت نہیں ہے تو کل تو بھی ماں بننے والی ہے پھر تیرے قدموں میں بھی کوئی جنت نہیں سمجھے گا،

اس کے بعد سولہویں چیز غلطی کی صورت میں، میں عورت کو مشورہ دوں گا، ایکسکیوز کرنے میں پہل کرے، مرد کی بھی کوئی غلطی ہو تو میں کہاں گا، اچھے طریقے سے حجت بازی کی بجائے اچھے انداز میں اس کا جو ہے، وہ سمجھائے،

لیکن مرد اگر غلط بھی ہو، اس کمی کو میں خود محسوس کر رہا ہوں، مرد غلط ہو کے بھی غلطی کو تسلیم کرنے کے لیے عموماً تیار نہیں ہوتا ہے، ایسے ہونا نہیں چاہیے، لیکن غلطی کے ہونے کے باوجود بھی اگر عورت ایکسکیوز میں پہل کر جاتی ہے،

اللہ کی قسم!

میں نے دیکھا، وہ عورت دل جیت جاتی ہے،

اسی طرح سترہویں چیز، اگر غلطی خاوند کی ہے، اور یقیناً اس کی ہے تو جلد بازی مت کیجئے، صبر کا مظاہرہ کیجئے، کوئی عمدہ مقام آئے، ٹائم آئے، اس کا ویٹ کیجئے، اچھے سے انداز میں اس کو جو ہے، ذرا اظہار کر دیجئے، کہ آپ کو کیا احساس ہے کہ یہ ہوا ہے، ان شاء اللہ العزیز آپ دیکھیں گے، گھر بہتر ہو گا۔

اٹھارہویں چیز، شوہر کی ناراضگی دور کرنے کے لیے حکمت عملی، جہاں پیار اور محبت ہو، وہاں لغزشیں بھی ہوتی ہیں، گلشن میں پھولوں کے ساتھ کانٹے بھی ہوتے ہیں، عورت کو یہ مت بھولنا چاہیے کہ مجھے چوبیس گھنٹے پیار ملے، ہاں کبھی تکرار بھی ہو جاتا ہے لیکن اس تکرار میں انتہاء نہیں ہونی چاہیے۔

اور اس کے بعد انیسویں چیز، ناراضگی دور رکنے کے لیے عورت کے پاس اس سے اچھا نسخہ نہیں کہ شوہر اگر بول رہا ہو تو عورت چپ ہو جائے، شوہر بول رہا ہے، عورت چپ ہو جائے، مرد غضب ناک ہو رہا ہے، عورت نارمل ہے، اور وہ ایکسکیوز کرنے میں پہل کرے، گاڑی گرم ہو تو ٹھنڈا کیا جاتا ہے،

اور پھر عورت کی گھر کے اندر یہ کیفیت ہو جائے کہ میرے شوہر جب تک سرتاج آپ مانیں گے نہیں، مجھ سے بولیں گے نہیں، میں نہ پانی پیوں گی نہ بنو سنوروں گی، نہ کچھ اور کر سکوں گی، یہ ماضی کی ہسٹری ہمارے پاس ہے، جن بیویوں نے کہا، اللہ نے ان کے گھر آباد رکھے۔

بیسویں چیز، شوہر پہ بے جا اعتراضات کو چھوڑ دے۔

اکیسویں چیز، بے جا شکوے شکایت چھوڑ دے۔

بائیسویں چیز، بے جا توقعات چھوڑ دے، ہم نے کافی بچیوں کو دیکھا ہے، ابھی شادی نہیں ہوئی ہوتی، جی کس طرح کا شوہر......؟ جو مجھے روزانہ شاپنگ پر لے جائے، جب پہلے ہی سوچ یہ بنائی ہوئی ہے، مرد کو صرف شاپنگ ہی نہیں اور بھی کچھ کام ہوتے ہیں، اور بھی اس کے معاملات ہوتے ہیں، جب یہ نہیں ہوتا تو بے جا توقعات کو بھی چھوڑ دیں۔ ان شاء اللہ العزیز اللہ آپ کی جائز توقعات کو پورا کرے گا۔

تیسویں چیز، کفایت شعاری سے کام لیں اور چادر کے مطاق قدم کھولیں، یہ نہیں کہ شوہر کی چادر تو چھوٹی ہے، قدم زیادہ کھلوائیں، آپ اس کو بھی ننگا کر دیں گے، خود کو بھی کر دیں گے،

پس یاد کر لیجئے!

میری بہن اس بات کو اگر تو کفایت شعاری میں رہے گی تو تیرا جھونپڑا بھی ......

اللہ کی قسم!

تیرے لیے شاہی محل سے بہتر ہے، تجھے سکون دے جائے گا، اگر تو شاہی محلوں میں بھی چلی گئی، تیرا شوہر راضی نہیں ہے تو وہ شاہی محل تیرے لیے ایک جھونپڑے سے بھی بدتر ہے، اس لیے اس بات کو سمجھ۔

اور چوبیسویں چیز شکرگزاری والا رویہ، میرے محبوب ﷺ نے قیامت کے دن والا جو منظر پیش کیا، کہا میں نے جہنم دیکھی، مجھے سب سے زیادہ عورتیں نظر آئیں، عورتیں ناراض ہو جاتی ہیں کہ محبوب ﷺ ہمیں کو کہتے ہیں کہ جہنمی ہیں، وجہ؟

محبوب ﷺ نے کہا: لوگوں نے پوچھا، آپ ﷺ نے کہا، جہنم میں، میں نے سب سے زیادہ عورتیں دیکھیں، کہا کس لیے؟ کہا،

((تکفرون باللّٰہ وتکفرون العشیر وتکفرون الاحسان))

تین بیماریاں ہیں، تمہارے اندر، تم رب کی ناشکری کرتی ہو، جتنا مرضی ملا ہو، پھر بھی پتہ نہیں، اللہ نے ہم میں کیا دیکھ لیا ہے، بیماری آئی تو پتہ نہیں، ہمارے گھر یہ ہے، بچہ بیمار ہوا تو پتہ نہیں کیا، ہمیں ہی پکڑ رکھا ہے، اور

((وتکفرون العشیر وتکفرون الاحسان))

جتنی مرضی کوئی نیکی کرے، احسان اور یہ میں نہیں کہہ رہا، میرے محبوب ﷺ نے کہا، کہ شوہر ساری زندگی جو ہے وہ ہاتھوں سے کھلاتا رہے، پلاتا رہے، ایک دن کمی بیشی ہو جائے، عورت کی زبان یہ ہوتی ہے، تیرے گھر میں تو میں نے کبھی خیر دیکھی ہی نہیں،

میں جب سے آئی ہوں، میں بھوکی، کبھی دودھ ہی نہیں ملا، کبھی دو ٹائم کی پوری روٹی نہیں ملی، مجھے کبھی خوشی اور آرام نہیں ملا، مجھے کبھی چین نہیں ملا ہے، تو یہ بھی ایک سبب ہے، گھروں کو برباد کرنے کا،

تو یہاں اس شوہر کو لے لیجئے، کہ دو میاں بیوی لڑتے آئے ہیں، ایک بزرگ کے پاس، عالم کے پاس، گھر کے اندر سے اس نے کہا، کہ آپ کی لڑائی بعد سنتا ہے، پہلے اپنی خدمت کروائیے، آواز دی بیوی کو، مہمان آئے ہیں، کچھ بھیجئے!

عورت نے اندر سے تربوز بھیج دیا، اس کو دیکھ کے شوہر نے پھر اندر کو پردے سے بھیج دیا کہ یہ صحیح نہیں ہے، کوئی اور بھیجئے، بیوی نے پھر وہی بھیج دیا، پھر کہا پھر، سات مرتبہ یوں ہوا، تو آخر وہ میاں بیوی بول پڑے کہ جناب یہ معاملہ کیا ہے، یہ کیا ہو رہا ہے؟

کہا، تمہیں سمجھایا جا رہا ہے، اگر بیوی کوئی اور ہوتی، مجھے بول پڑتی کہ بیٹھ کے مہمانوں میں نمبر ٹانک رہے ہو، گھر میں نکھٹو لائے کیا ہو، اس تربوز کے علاوہ ہے کیا، میں نے سات مرتبہ اندر بھیجا، اس نے میری بھی عزت رکھی، اپنی بھی رکھی، اس نے پھر سے وہی وہ واپس کر دیا، اور خاموشی کے ساتھ، اگر اس طرح اپنے پردے رکھنے والی بن جائے، شوہر کے، اللہ اس کے گھر میں ان دونوں کو سمجھ آ گئی، اٹھ کر کے چلے گئے۔

اور پچیسویں چیز، شوہر پر اگر مشکل آ جائے تو بیوی شانہ بشانہ ساتھ اپنے والی بنے، دل توڑنے والی نہ بنے، آپ نے دیکھا ہوگا، اکثر کوئی لڑائی ہو جائے، ایکسیڈنٹ ہو جائے، جھگڑا ہو جائے، پھڈہ ہو جائے، سر پھٹ جائے، بیوی آتے ہوئے پہلے کیا کہہ رہی ہوتی ہے، اور بڈ و، میں نے کہا نہیں، نہ بیٹھا کرو، ان کے ساتھ، میں روکتی نہیں تھی، یہ نہ کیا کرو، آپ کو یہ کہتی تھی۔

میرے بھائیو!

پیغمبر ﷺ آئے ہیں، ڈرے ہوئے آئے ہیں، گھبرائے ہوئے آئے ہیں، بدن پہ کپکپی طاری ہے، آپ کہہ رہے ہیں:

((زملونی، زملونی))

مجھے میری جان کا خطرہ ہے، ڈر لگ رہا ہے، مجھے چادر اڑا دو، بیوی کا رول کیا ہے، یہ ہونا چاہیے، کہنے لگی، واللہ! مجھے میرے رب کی قسم، تیرا رب تجھے کبھی ضائع نہیں کرے گا،

کیوں آپ ﷺ کے اندر یہ بھی خوبی، یہ بھی خوبی، یہ بھی خوبی، یہ بھی خوبی،
کہتی تو کہہ سکتی تھی، میں کہتی نہیں تھی، اور جا جا کے علیحدہ غاروں میں بیٹھ اور چلے کاٹو اور ہمیں چھوڑ کے جاؤ، اور صوفی بنو، اور عبادت گزار بنو، نہیں بیوی نے مثبت چیزیں لے کر کے ان کو ہائی لائٹ کیا، آپ ﷺ غریبوں کا ساتھ دیتے ہیں،
آپ ﷺ جو ہیں، بیواؤں کے لیے سہارا ہے، آپ ﷺ یتیموں کا ملجا و ماویٰ ہیں، اللہ آپ ﷺ جیسے آدمی کو کبھی ضائع نہیں کرے گا۔

اور ستائیسویں چیز، شوہر پہ بے جا شک جو ہیں، اس کو چھوڑ یئے، اعتماد قائم کیجئے، شوہر کے آرام کا خیال رکھیے، میں اس گھر کو ہمیشہ آباد دیکھا ہے، اللہ اکبر، کہ جس کے ہاں بی بی اپنے سر پر اپنی نیند قربان کر کے بیوی بچوں کو سنبھال لیتی ہے کہ شوہر باہر سے آیا ہے، تھکا ہوا آیا ہے، اس کے آرام کا پورا خیال رکھتی ہے۔

یقین کیجئے!

یہ اس کی قربانی تو بہت بڑی ہے، لیکن اس قربانی کا اللہ اسے صلہ بھی بہت دیتے ہیں، لیکن اگر معاملہ برعکس ہے، تو پھر گھروں کو ہم نے ٹوٹتے دیکھا۔

اٹھیسویں چیز، عفت اور عزت کی محافظ عورت کو ہونا چاہیے، میرے محبوب ﷺ نے کہا تھا، جو عورت نماز پڑھے، روزے رکھے اور جو ہے، باقی دین کے معاملات کے ساتھ وہ اپنی عزت کی محافظ بن جائیے، شوہر کی موجودگی اور عدم موجودگی میں، اللہ رب العزت اس کو کہیں گے کہ جنت میں جس دروازے سے چاہے داخل ہو جا۔

اور یاد رہے کہ یہاں مت بھولے!

((لا طاعة لمخلوق فی معصية الخالق))

اس کی دنیا بھی سنورے گی، آخرت بھی سنور جائے گی۔

اور تیسویں چیز، کہ وہ حقوق اللہ کا بھی ساتھ خیال رکھے، اس میں، روزے، نماز، حج، زکوٰۃ، اگر یہ دونوں چیزیں اس نے کرلیں، روزے کا بھی خیال، دین کا بھی خیال، اور شوہر کا

بھی، تو ان شاء اللہ العزیز اس کی دنیا بھی جنت اور آخرت بھی جنت۔

یہ چیزیں گھر میں اپنی بہو، بیٹیوں، بچیوں کو دیجئے، اللہ ہمارے گھروں کو سنوار دے، وما توفیق الا باللّٰہ۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

وفات النبی ﷺ

﴿بَلِّغْ مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ﴾ (المائدہ:٦٧)

کہ جو کچھ ہم نے اتارا ہے، اس کو میرے بندوں تک پہنچا دیجئے،

﴿وَ اِنْ لَّمْ تَفْعَلْ﴾ (المائدہ:٦٧)

اور اگر آپ نے ایسے نہ کیا،

﴿فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهٗ﴾ (المائدہ:٦٧)

تو پھر آپ ﷺ نے اللہ کی دی ہوئی رسالت کا حق ادا نہیں کیا ہے، ادھر اعلان ہوا، ادھر جو اللہ نے اتارا، حجۃ الوداع کے موقع پر، آسمان سے یہ اعلان کر دیا گیا،

﴿اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَ اَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَ رَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا﴾ (المائدہ:٣)

کہ جس چیز کو ہم نے آدم علیہ السلام سے اتارنا شروع کیا تھا، اے خادم آج اسے ہم آپ ﷺ کے اوپر مکمل کرتے ہیں،

نبی کریم ﷺ ایک لاکھ سے زیادہ متجاوز جم غفیر ان سے پوچھتے ہیں، لوگو! کیا میں نے اللہ کی دی ہوئی امانت کو پہنچا دیا؟ سب کے سب بیک زبان ہو کر کے کہتے ہیں، ہاں اللہ کے رسول ﷺ! آپ ﷺ نے امانت کو پہنچا دیا، محبوب ﷺ آسمان سے اپنے رب کو مخاطب ہو کر کہتے ہیں، اللہ میں نے امانت پہنچا دیا، لوگوں نے گواہی دی ہے،

((اَللّٰهُمَّ اشْهَدْ))

میرے رب! اس بات کے اوپر تو بھی گواہ بن جا۔

حضرات!

پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہمارا عقیدہ یہ ہے، اہلحدیث کا کہ ایک ذرہ کے برابر بھی کوئی ایسی چیز جو دین ہو سکتی تھی، شریعت ہو سکتی تھی، اللہ کی وحی تھی، رب کا حکم تھا، مولا کا نظام تھا، مالک کا کلام تھا، ایک لفظ تو دور کی بات ہے، ایک حرف کے برابر بھی مالک الملک کے دیئے ہوئے اور عطا کیے ہوئے اس دی میں سے محبوب ﷺ نے اس میں کمی نہیں چھوڑی، وہ ہم تک پہنچا دیا ہے، جو دے دیا، وہ دین ہے، جو نہیں دیا، وہ دی نہیں۔

حضرات!

آج محفل جمتی ہے، ربیع الاول کا یہ مہینہ کہ جس میں ابتدا سے لے کر کے بارہ تلک آپ مسلمانوں کا جوش وخروش، ان کی محبت، ان کا پیار، اس کے انداز کو اپنی آنکھوں سے دیکھتے ہیں، اور مشاہدہ کرتے ہیں، اگر پوچھ لیا جائے، تو جواب ملتا ہے، آقا علیہ السلام سے پیار محبوب ﷺ سے محبت، یہ اس وجہ سے سب کچھ ہے،

دیکھئے!

یہ محبت کتنی اچھی کہ گلیاں سج جاتی ہیں، یہ محبت ہے کہ جھنڈیاں لہرانے لگتی ہیں، یہ محبت ہے، کہ لوگ سینوں کے اوپر، سروں کے اوپر، گھروں کے اندر، چھتوں کے اوپر، محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام سے محبت کے ساتھ تعلق کے ساتھ، پیار کے ساتھ، ان چیزوں کا اظہار کرتے ہیں،

لیکن حضرات!

اس کے ساتھ ساتھ کچھ ہمارے بھائی جو چند ایک ہیں، جو بولتے ہیں تو تولتے نہیں، جو زبان سے کلمے نکلتے ہیں، ان کے اوپر ان کا غور نہیں ہوتا، میں مثال دینا چاہتا ہوں،

میرے بھائیو!

آپ نے بھی پڑھا، دیکھا ہوگا، بینرز لگے، عبارت تحریر کی گئی، شیر بنایا گیا،

توجہ کیجئے اور میرے ساتھ ذرا پڑھیے، اعلان یہ دیا گیا، پیغام یہ دیا گیا کہ......

نثار تیری چہل پہل پہ ہزاروں عیدیں ربیع الاول

سوائے ابلیس کے جہاں میں سبھی تو خوشیاں منا رہے ہیں،

حضرات!

لکھنے والے نے لکھا، قلم ہاتھ میں لیا، اس سے پہلے سوچا، کاغذ پر تحریر کیا، پینٹر کے پاس گیا، بینر کا کپڑا لیا گیا، اس کے اوپر لکھا گیا، مارکیٹ میں لایا گیا، گلیوں، بازاروں میں باندھا گیا، انصاف کا ترازو آپ کے ہاتھ میں، تولنا ہوگا کہ یہ کہنے والے نے جو کہا ہے کہ اس کی زد میں کون کون آتا ہے؟

سوائے ابلیس کے جہاں میں

یعنی جو خوشی منا رہا ہے، وہ ابلیس نہیں ہے اور جو اس طرح سے خوشیاں نہیں منا رہا، جھنڈیاں نہیں لگا رہا، جھنڈے نہیں لہرا رہا، بینر نہیں بنا رہا، اور اس طرح دل اور سینے سے نہیں لگا رہا،

حضرات!

اسے خوشی نہیں، اور جسے خوشی نہیں، وہ ابلیس ہے۔

سوائے ابلیس کے جہاں میں سبھی تو خوشیاں منا رہے ہیں،

آیئے!

ذرا جگر کو تھام کے ایک طرف یہ اعلان کیا جاتا ہے کہ آقا علی جنابہ الصلوٰۃ والسلام آپ ﷺ کی اللہ نے ساری مخلوق سے پہلے بنایا، سب سے پہلے بنایا، ابھی آدم علیہ السلام نہیں بنے تھے، اللہ نے محبوب ﷺ کو بنا دیا۔

بھائیو!

اگر بات یہ ہے کہ آقا علیہ السلام اللہ نے ان کو زندگی، وجود، اور ان کے نور کو سب سے پہلے بنایا تھا،

تو حضرات!

اگر ان سے محبت کا یہی تقاضہ ہے کہ اس طرح سے پیار پورا ہوتا ہے تو پھر سب سے پہلے آدم علیہ السلام کو اپنے محبوب ﷺ کا میلا منانا چاہیے تھا،

توجہ کیجئے!

آدم علیہ السلام آئے، نوح علیہ السلام آئے، یحییٰ علیہ السلام کو بھیجا اللہ نے، یوسف علیہ السلام کو پیغمبر بنایا، یونس علیہ السلام آئے، یعقوب علیہ السلام اترے، ایوب علیہ السلام آئے، لوط علیہ السلام اور ابراہیم علیہ السلام آئے، شعیب علیہ السلام اور اسحاق علیہ السلام آئے، زکریا علیہ السلام اور یحییٰ علیہ السلام آئے۔ ہود علیہ السلام اور صالح علیہ السلام آئے، الیاس علیہ السلام اور داؤد علیہ السلام آئے، سلیمان ذالنون آئے، سیّدنا موسیٰ علیہ السلام وہارون علیہ السلام آئے، او یارو! عیسیٰ علیہ السلام آئے، کیا ان کو اپنے محبوب ﷺ سے پیار نہیں تھا؟

جایئے!

سوائے ابلیس کے جہاں میں سبھی تو خوشیاں منا رہے ہیں،

یہ اللہ کے پیغمبر جن کا نام مالک نے قرآن میں لیا ہے، بھائی صبح کا بھولا شام کو گھر آ جائے، بھولا ہوا نہیں کہتے، غلطی ہوئی ہے، اصلاح کیجئے، ایک طرف اللہ نے سب سے پہلے بنایا، اگر پہلے بنایا اور پھر اس طرح سے محبت کا اظہار ہی دین تھا، تو پھر یہ انبیاء کرام اس طرح سے انہوں نے جس طرح تو آج کر رہا ہے، خوشیوں کا اظہار نہیں کیا،

اور ذرا سوچ تو سہی!

تو نے کتنا بڑا بول بولا ہے کتنا بڑا ظلم کیا ہے،

سوائے ابلیس کے جہاں میں سبھی تو خوشیاں منا رہے ہیں،

ذرا بتا، ان سارے انبیاء کو تو نے کیا کہہ دیا،

((معاذ اللّٰه، استغفر اللّٰه، لا حول ولا قوة الا باللّٰه))

جذبات میں آ کے اگر کوئی شخص بیوی کو ماں کہہ دے، تو پوچھتا ہے کہ حضرت میں بیوی کو ماں کہہ بیٹھا ہوں، میرے نکاح باقی ہے کہ نہیں؟

او ظالم! تو نے غلطی میں نہیں، عقیدت کے نام پہ، محبت کے نام پہ، جان بوجھ کر کے انبیاء کرام کی پوری جماعت کو تو نے ابلیس کے ساتھ ملا دیا، او ظالم! تجھے ایمان کا ڈر نہیں، ذرا غور کر!

سوائے ابلیس کے جہاں میں سبھی تو خوشیاں منا رہے ہیں،

حضرات!

کتابوں میں لکھا ہے، بچوں کو پڑھایا جاتا ہے، آقا علیہ السلام کی عمر مبارک تریسٹھ برس تھی، آپ ﷺ کی زندگی میں یہ دن ساٹھ اور تین تریسٹھ مرتبہ آیا،

اور یارو!

اگر یہ دین تھا، یہ شریعت تھی، یہ اللہ کا حکم تھا، رب کا نظام تھا، مالک کا پیغام تھا، تو محبوب ﷺ نے پوری زندگی تریسٹھ برس میں ایک مرتبہ بھی اپنی ولادت کے حوالے سے یہ حکم دیا ہو کہ میرے ماننے والو، اس طرح سے جلوس نکلیں، اس طرح سے جھنڈے لگے، اس طرح سے؟

کیا اس وقت گدھے نہیں تھے، اونٹ نہیں تھے، گھوڑے نہیں تھے، ریڑھیاں نہیں تھیں، کپڑے نہیں تھے، بینر نہیں بن سکتے تھے؟

او یارو!

ایک عدد صحیح روایت، ایک عدد صحیح حدیث کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کا صحیح قول تو پیش کیا جائے،

او یارو!

دنیا میں ماں بیٹے سے ماں کو کیسی محبت ہوتی ہے؟ آیئے!

سوائے ابلیس کے جہاں میں سبھی تو خوشیاں منا رہے ہیں،

سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا محبوب ﷺ کی والدہ آپ ﷺ کی والدہ،

حضرات!

محبت نہیں تھی، چھ مرتبہ ان کی زندگی میں محبوب ﷺ کی ولادت کا دن آیا، انہوں نے اس طرح کیا؟ اگر کیا ہے، بھائی تجھے تیرا دین مبارک، ایمان مبارک، عقیدہ مبارک، یہ سب کچھ مبارک، جا ایک روایت تو ڈھونڈ، تاریخ میں ملتی ہو کہ سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا نے محبت کا اظہار

ایسے کیا ہو، جس طرح تو کرتا ہے، اگر کوئی کرے تو وہ مسلمان ہے، اگر وہ ایسے نہ کرے تو میلاد کا منکر کافر ہوتا ہے، آہ......

سوائے ابلیس کے جہاں میں سبھی تو خوشیاں منا رہے ہیں

تو نے محبوب ﷺ کی والدہ کو کیا کہہ دیا؟

آگے بڑھیے! حضرات!

دادا عبدالمطلب ان کی زندگی میں آقا کی ولادت کا دن آٹھ مرتبہ آیا، چچا ابا طالب کی زندگی میں یہ دن آٹھ، نہیں بلکہ دس مرتبہ آیا، آپ ﷺ کے چچا سیدنا حمزہ ؓ ابن عبد المطلب، ان کی زندگی میں آقا کی ولادت کا دن پچپن مرتبہ آیا، آپ ﷺ کے چچا عباس ؓ کی زندگی میں یہ دن پچاس مرتبہ آیا،

حضرات!

آپ ﷺ کے چچا سیدنا زبیر ؓ کی جو ہے عمر کے اندر یہ چونتیس مرتبہ دن آیا، کیا انکو آقا علیہ السلام سے محبت نہیں تھی، پیار نہیں تھا؟

او جاؤ، دادا سے، چچاؤں سے ایک روایت جو سند میں صحیح ہو، یہ شریعت کہہ رہی ہو کہ انہوں نے اس طرح محبت کی ہے، جس طرح آج گوجرانوالہ کا ایک مسلمان اور کلمہ گو کر رہا ہے، تو نے آئیے، اگر نہیں ملتی تو کیا مانا،

سوائے ابلیس کے جہاں میں سبھی تو خوشیاں منا رہے ہیں

تو نے پیغمبر ﷺ کے دادا کو بھی نہیں چھوڑا اور چچاؤں کو بھی نہیں چھوڑا۔

آگے بڑھیئے!

رسول اللہ ﷺ، آپ ﷺ کی ازواج مطہرات، محبت سے بولیے، ہماری، ہماری، ہماری، ہماری مائیں ہیں،

او یارو!

ماؤں کو بھی نہیں چھوڑا، گنیے، سیدہ خدیجہ ؓ ان کی زندگی میں شادی کے بعد آقا علیہ السلام

کی ولادت کا دن،

توجہ کیجئے!

پچیس مرتبہ آیا، کتنی مرتبہ؟ یارو حساب رکھو حسب، طالب علم بنو، عالم بنو، سکالر بنو، تاریخ اور ہسٹری سامنے رکھو، ذرا پڑھیے، پچیس مرتبہ سیدہ خدیجہ ﷞ کی زندگی میں اور سیدہ عائشہ ﷞ کی زندگی میں یہ دن انسٹھ مرتبہ آیا،

سیدہ حفصہ ﷞ کی زندگی میں یہ دن بیالیس مرتبہ آیا، سیدہ زینب بنت جحش ﷞ کی عمر میں یہ دن سترہ مرتبہ آیا، سیدہ سودہ ﷞ کی زندگی میں یہ دن اٹھاون مرتبہ آیا، کیا انہوں نے اس طرح جلوس نکالے؟ جھنڈیاں لگائیں، اس طرح انداز اپنایا؟

او یارو!

اگر ملے تو ذرا ایک دن مدینے کے اندر ایک جلوس تو ایسا دکھا دے، اگر نہیں ہے تو کیا ان کو محبوب ﷺ سے محبت نہیں ہے، عقیدت نہیں تھی، پیار نہیں تھا، تعلق نہیں تھا، ان کا ایمان نہیں تھا، یا پھر اس وقت اس طرح کی یہ عید یا کوئی ایسا دین نہیں تھا۔

سوائے ابلیس کے جہاں میں سبھی تو خوشیاں منا رہے ہیں،

افسوس کہ تو نے مسلمان کی ماؤں کو بھی ابلیس کہہ ڈالا، شیم، شرم آتی ہے، کہ محبت میں آ کے کس کس کو روندھا گیا، محبوب ﷺ کی بیٹیاں سیدہ زینب ﷞، ان کی عمر میں آقا ﷺ کی ولادت کا دن تیس مرتبہ آیا، سیدہ رقیہ ﷞ کی زندگی میں بائیس مرتبہ آیا، سیدہ ام کلثوم ﷞ کی زندگی میں پچیس مرتبہ آیا،

سیدہ فاطمہ ﷞، او یارو!، وہ فاطمہ ﷞ جنت والی عورتوں کی سردار، فاطمہ ﷞، حسنین ﷟ کی اماں جان، فاطمہ ﷞، سیدنا علی ﷜ کی زوجہ اور اہلیہ فاطمہ ﷞، او یارو! محبوب ﷺ کی لخت جگر فاطمہ ﷞، تیئیس مرتبہ ان کی زندگی میں، محبوب ﷺ کی ولادت کا دن آیا، کیا انہوں نے اس طرح سے منایا، اس طرح سے اظہار کیا، اگر کوئی ملے تو،

ایک صحیح سند سے روایت لے آ، جو صحیح لگتی ہو کہ انہوں نے ایسے کیا، اگر نہیں کیا تو غور

کر! تو نے تو نبی ﷺ کی بیٹیوں کو بھی معاف نہیں کیا۔

سوائے ابلیس کے جہاں میں سبھی تو خوشیاں منا رہے ہیں،

حسن رضی اللہ عنہ و حسین رضی اللہ عنہ کی زندگی آئی، جناب حسن رضی اللہ عنہ چھپن مرتبہ یہ دن آتا ہے، سیدنا حسین رضی اللہ عنہ ان کی زندگی میں یہ دن ستاون مرتبہ آتا ہے لیکن وہ اس طرح نہیں کرتے، ان کو آقا علیہ السلام سے پیار نہیں تھا، پھر سوچ!

سوائے ابلیس کے جہاں میں سبھی تو خوشیاں منا رہے ہیں،

تو نے نبی ﷺ کے نواسوں کو بھی معاف نہیں کیا،

حضرات!

خلفائے اربعہ، اللہ نے حکومت دی، عزت دی، مرتبہ دیا، دین پھیلا، دنیا کے افراد کو اپنے نام کیا،

سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی زندگی میں یہ دن پچیس مرتبہ آیا، عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی زندگی میں یہ دن اسلام قبول کرنے کے بعد انتیس مرتبہ آیا، عثمان رضی اللہ عنہ کی زندگی میں یہ دن چھتیس مرتبہ اسلام قبول کرنے کے بعد یہ دن آیا، علی حیدر کرار رضی اللہ عنہ،

او یارو!

ان کی زندگی میں کل ترپن مرتبہ یہ دن آتا ہے، خلفائے اربعہ ے اپنی حکومت کے اندر کوئی ایک جلوس؟ گدھے نہیں تھے مدینہ میں، گدھے نہیں تھے، گھوڑے نہیں تھے، اونٹ نہیں تھے؟

دوستو!

کپڑا نہیں تھا کہ جھنڈے نہیں بن سکتے تھے، کاغذ نہیں تھا کہ یہ چیزیں چھپ سکتی تھیں، لوگ نہیں تھے کہ جلوس نہیں نکل سکتا تھا، لیکن انہوں نے ایک مرتبہ بھی ایسے نہیں کیا، کیوں؟ محبوب ﷺ سے محبت نہیں تھی، محبت نہیں تھی، میلاد کا منکر کافر......

سوائے ابلیس کے جہاں میں سبھی تو خوشیاں منا رہے ہیں،

او یارو!

سوچ، اگر تیرے ایمان میں، تیری محبت میں، تیرے عقیدے میں، تیرے اشعار میں، تیرے بازار میں، تیری دوکان میں، تیرے ایمان میں، یہ بات ہے کہ جو خوشی نہیں مناتا، جس طرح ہم نے منائی ہے، وہ ابلیس ہے، انبیاء بھی نہ بچے،

او ظالم!

پھر آقا کے والد نہ بچے، والدہ نہ بچی، دادا نہ بچے، چچا نہ بچے، بیٹیاں نہ بچیں، نواسے نہ بچے، خلفائے اربعہ نہ بچے، عشرہ مبشرہ نہ بچے، بدری صحابی نہ بچے، انصار نہ بچے، مہاجرین نہ بچے، پھر رہ کون گیا؟ تو پھر کون ہے، اگر اگر وہ سب کے سب خوشی نہ مناتے اس طرح سے جس طرح تو نے منائی، تیرا یہ شعر کس کس کو لے گیا؟

توبہ کر لے، میری دعوت ہے، آج بھی وہ مسلک لے لے جو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا تھا، جو عشرہ مبشرہ کا تھا، جو انصار و مہاجرین کا تھا، جو خلفائے اربعہ کا تھا، جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے نواسوں کا تھا، جو آقا علیہ السلام کی بیٹیوں کا تھا، جو محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویوں کا تھا، جو خود محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کا تھا، اللہ تیری توبہ کو قبول کر لے۔

حضرات! آگے بڑھتے ہیں!

ان باتوں کے بعد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا دور گزرا، تابعین اللہ ان پر رحمت فرمائے، وہ آئے، سعید بن مسعید رضی اللہ عنہ آئے، حسن بصری رحمہ اللہ آئے، سیدنا عکرمہ آئے، جناب حماد آئے، بڑے بڑے نام آئے، ایک جلوس تو تابعین کے دور کا ایسا دکھا دے، ایک دن تو اس طرح ولادت کو منانے کا دکھا دے اور کون حماد، جناب ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے استاد تھے، حماد تو نے کیا کہا!

سوائے ابلیس کے جہاں میں سبھی تو خوشیاں منا رہے ہیں،

تابعین بھی اس کی زد میں آ گئے، فقہائے اربعہ کو لیجئے، امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی زندگی میں، یہ دن ستر مرتبہ آیا، امام مالک کی زندگی میں یہ دن چھپن مرتبہ آیا، امام احمد رحمہ اللہ کی

زندگی میں یہ دن ستر مرتبہ آیا، ایک جلوس تو دکھا، ایک کسی کے گھر پہ لگی ہوئی یہ جھنڈی، یہ نعلین مبارک عین جو ہے، ان کا یہ نقش،

اس طرح کی چیز اپنے ایمان سے ایک صحیح سند کے ساتھ، ایک صحیح قول تو دکھا دے، تجھے مبارک ہو، اگر نہیں ملتا تو، تو نے تو اپنے ایمان کو بھی معاف نہیں کیا۔

سوائے ابلیس کے جہاں میں سبھی تو خوشیاں منا رہے ہیں،

حضرات!

دنیا کے سارے مدارس میں، کوئی بھی مسلک ہو، صحیح بخاری کو پڑھایا جاتا ہے، دنیا کا اجماع ہے، امام بخاری ﷫ کی زندگی میں پچپن مرتبہ، امام داؤد کی زندگی میں یہ دن تہتر مرتبہ امام ترمذی ﷫ کی زندگی میں اناسی مرتبہ، امام نسائی ﷫ کی زندگی میں اٹھاسی مرتبہ، ابن ماجہ ﷫ کی زندگی میں چونسٹھ مرتبہ، ابن ابی شیبہ ﷫ کی زندگی میں پچاسی مرتبہ، امام ذہبی ﷫ کی زندگی میں چہتر مرتبہ، یہ دن آتا ہے،

ایک روایت تو لے کے آ کہ انہوں نے اپنی زندگی میں اس طرح کے جلوسوں کی قیادت کی ہو، یہ انداز اپنائے ہوں، جو آج تیرے ہیں، انہوں نے تو ایسے نہیں کیا، آقا علیہ السلام سے محبت ہیں تھی، محبوب ﷺ سے پیار نہیں تھا، یا پھر اس وقت یہ دین نہیں تھا، جسے دین بنا دیا گیا،

سوائے ابلیس کے جہاں میں سبھی تو خوشیاں منا رہے ہیں،

غور کر!

تو نے تو محدثین کو بھی معاف نہیں کیا،

بھائیو! آگے بڑھتے ہیں!

اب آئیں اس طرف کہ یہ ربیع الاول کے مبارک دن، ان دنوں میں میرے اور آپ کے علاقے میں کیا ہوتا ہے، اور میرے اور آپ کے محبوب ﷺ کے شہر مدینے میں کیا ہو رہا ہے،

بھائیو!

محبت اور ایمان سے ذرا تڑپ کے بیٹھئے گا، ان شاء اللہ، وہ نقشہ کھینچنا چاہتا ہوں، جو نقشہ محدثین حضرات نے صحیح روایات میں صحیح اسناد کے ساتھ اپنی اپنی کتابوں کے زینت بنایا، سب سے پہلے سنئیے!

نو ذوالحجہ ہے، سن دس ہجری ہے، جمعہ کا دن ہے، میدان عرفات ہے، اللہ نے تکمیل اسلام کا اعلان کر دیا،

﴿اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ﴾ (المائدہ:٣)

سورۃ المائدہ کی جب آیت نمبر تین اتری، جناب عمر رونے لگے، رضی اللہ عنہ، لوگوں نے کہا، اللہ نے خوشی کا موقع دکھایا ہے، دین کی تکمیل ہو رہی ہے، اور آپ رو رہے ہیں، کہتے ہیں، ہاں، جب کوئی چیز مکمل ہو جاتی ہے، تو ہر کمال کے بعد زوال ہوتا ہے، نقص ہوتا ہے، اس دین کو رب نے مکمل کرنا تھا، جب وہ مکمل ہو گیا، تو لگتا ہے اللہ اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو واپس بلانے والے ہیں، کہا ہر بات میں اشارہ،

آگے بڑھتے ہیں، حضرات!

ایک یہودی امیر المؤمنین جناب عمر رضی اللہ عنہ کے دور حکومت میں آیا، کہنے لگا، عمر آپ رضی اللہ عنہ لوگوں کی کتاب میں ایک آیت امیر المؤمنین آیت:

((فی کتابکم تقرعونہٗ))

جسے تم پڑھتے ہو،

((لو علینا یمعشر الیھود))

اگر یہ ہمارے اوپر اتری ہوتی،

مالک نے اتاری ہوتی،

ہم اس دن کو عید بنا لیتے، آپ رضی اللہ عنہ نے پوچھا، کون سی آیت، کہنے لگا:

﴿اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ﴾ (المائدہ:٣)

جناب عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، ہاں

((قد عرفنا ذلك اليوم))

ہمیں اس دن کا پتہ ہے،

((والمكان الذی انزلت فی))

اور ہمیں اس جگہ کا بھی علم ہے، جہاں یہ آیت اتری۔

((عن النبی ﷺ))

ہمارے آقا علیہ السلام پر

((وهو قائمه فی عرفا))

آپ رضی اللہ عنہ میدان عرفات میں کھڑے تھے۔

((یوم الجمعه))

جمعہ کا دن تھا۔

صحیح بخاری کی حدیث ہے، ایک روایت میں ہے، جناب عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، ہاں میں جانتا ہوں، کہاں نازل ہوئی، کس مقام پر ہوئی، اور محبوب ﷺ کہاں تھے،

حضرات! اب آگے سنیے!

اس حدیث سے ہمیں ملتا کیا ہے؟ یہودی نے عقیدت بیان کی، یہودی نے، کہ آج دین مکمل ہوا ہے، اسے عید بنالیا جائے، عقیدت بولی عید بنالی جائے، امیر المؤمنین نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے محبوب ﷺ کے صحابی نے آپ ﷺ کی تربیت میں پلے اور بڑھے ہوئے، نے یہودی کی بات پر کوئی توجہ دی، بار خاطر میں نہیں لایا،

اگر کوئی آج کا ہوتا تو کہتا کہ بھئی زبردست غیر مسلم ہو کر کے آ کر کہہ رہا ہے، مجھے اتنی خوشی ہوئی ہے تو تم مناؤ، کیوں نہ اس دن عید منالی جاتی، نہیں اگلی بات حدیث کا قاعدہ کہ اسلام میں کوئی کام بغیر شرعی دلیل کے نہیں کیا جائے گا،

نمبر تین: کوئی شخص چاہے، کتنے بڑے عہدے پر ہو، اور مقام پر فائز ہو، وہ اپنے

جذبات کے پیش نظر یہ نہیں ں کر سکتا، کہ کسی معاملے کو دین بنا دے کہ جس کو محبوب ﷺ نے دین نہیں بنایا، وگرنہ سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ عید بنا دیتے، اس دن اور اگر اسلام کا مزاج چوتھی چیز صرف محبت اور عقیدت اور جذبات کے تابع ہوتا تو مسلمان اس دن کو عید بنا لیتے۔
نو ذوالحجہ کو، دس ذوالحجہ کے ساتھ ملا کر کے عید کے دو دن کر دیئے جاتے،

حضرات! توجہ!
اگر دلیل شرعی اور نص شرعی کی روشنی میں آج تلک شروع سے لے کر آج تلک ایک بھی مسلمان ایسا نہیں کہ جنہوں نے یہ فتویٰ دیا ہو کہ نو ذوالحجہ جو عرفہ کا دن ہے، اس دن عید ہوتی ہے، مسلمان کیا کرتے ہیں، ہر سال اس دن روزہ رکھتے ہیں،
((صیام یوم عرفه))
عرفہ کے دن کا روزہ رکھا جاتا ہے۔ دلیل ہے تو عید ہے، دلیل نہیں تو ایک دن پہلے ساتھ ملا کر کے اس کو بھی عید بنایا؟
آگے بڑھتے ہیں حضرات!
سیّدنا جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا، اللہ اپنے محبوب ﷺ کو واپس بلانے کے اشارے کر رہے ہیں، آپ ﷺ مقام جمرات کو کنکریاں مار رہے ہیں،
توجہ کیجئے!
محبوب ﷺ کہتے ہیں،
((لتاخذوا عنی مناسککم))
میرے صحابہ رضی اللہ عنہم مجھ سے اپنے دین کے اور حج کے مناسک اور طریقے سیکھ لو،
((وان لا حج بعد عامی هذا))
شاید کہ اس سال کے بعد میں اگلے سال تمہیں یہاں نہ ملوں، میں حج نہ کروں، کنکریاں مارنے والے ہوں گے، لیکن مصطفیٰ ﷺ نہیں ہوں گے، اللہ اکبر،
صحیح مسلم کی حدیث ہے، علامہ ابن عبدالبر تمہید کی ساتویں جلد میں لے کے آئے ہیں،

صفحہ دوسو بہتر ہے، رسول اللہ ﷺ نے اپنی بیٹی سے بھی کہا، یہ بھی اس دنیا سے کوچ فرمانے کا اشارہ ہے، بیٹی!

((وا جبرائیل کان یعود فی مخاکل سنة قرة))

کہ جبرائیل میرے ساتھ ہر سال قرآن کا ایک مرتبہ دور کرتے تھے،

((وانه عرضنی به الا من مرتین))

اس سال جو ہے، دو مرتبہ دور کیا ہے،

((والا الاه الا خضراجل))

بیٹی مجھے یوں لگتا ہے کہ میری جو ہے، موت قریب آ گئی ہے، حوالہ نوٹ کر، صحیح بخاری ہے، کتاب المناقب ہے، باب المنات النبوی ﷺ ہے، حدیث نمبر تین ہزار چھ سو چوبیس ہے، اسی حدیث کو امام بخاری، کتاب فضائل القرآن میں لے کے آئے ہیں، باب نمبر سات ہے،

آگے بڑھیے!

سیدنا معاویہ ﷛ کہتے ہیں، آقا ؑ نے فرمایا،

((ایها الناس))

اے لوگو!

((عن عبد امن عباد اللّٰه))

اللہ کے بندوں میں سے ایک بندے کی،

((خیره اللّٰه بین الدنیا و بی ما عند اللّٰه))

اللہ نے اختیار دیا ہے کہ دنیا ہے تو تیری مرضی اپنے رب کے ہاں آنا ہے تو تیری مرضی،

((عند اللّٰه))

اس نے دنیا کو نہیں چنا، اللہ کی جو ہے، پڑوس کو چنا ہے،

((فافهما ابوبكر))

ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اس جملے کو سمجھا،

((من بين الناس فابقاء))

رونے لگے،

((فقال))

کہتے ہیں،

((بل فدينا بي انفسنا وابنائنا واموالينا))

آقا علیہ السلام ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس دنیا سے یوں ہی جانے دیں گے، ہمارے جان ہماری جانیں ہماری مال، ہمارا سب کچھ اولادیں، یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پہ فدا ہیں،

((فقال النبي صلی اللہ علیہ وسلم علي يا رسلك ابو بكر رضی اللہ عنہ))

محبوب صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا، ابوبکر رضی اللہ عنہ ذرا تحمل سے کام لیجئے، امام طبرانی نے موجب الکبیر کے اندر اس روایت کو نقل کیا ہے، جناب ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں،

((كان رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم يا اعتكف في كل شهر الرمضان عشرة رهامه))

محبوب پر رمضان میں جو ہے، دس مرتبہ اعتکاف کرتے،

((فلماكان من عاصر توفيت في))

جس سال آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی،

((اعتكف عشرين يوم))

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیس دن اعتکاف کیا، صحیح بخاری، باب الاعتکاف میں حدیث ہے، امام ابن داؤد، ترمذی، ابن ماجہ اور امام دارمی بھی اپنی کتابوں میں لائے ہیں،

حضرات!

خلاصہ نوٹ کیجئے، یہ ربیع الاول کے مہینے سے پہلے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام سن دس ہجری کو ح

کر کے واپس لوٹ آتے ہیں، ذوالحجہ گزر جاتا ہے، محرم کا مہینہ گزر جاتا ہے، صفر جو ہے، یہ چلتے چلتے اختتام پہ آتا ہے۔ ستائیس صفر کو محبوب ﷺ جنازے کے ساتھ بقیع میں جاتے ہیں، ستائیس صفر، سوموار کا دن، محبوب ﷺ بقیع میں گئے، جنازہ پڑھا، اور جب واپس لوٹے تو آپ ﷺ کے سر میں درد شروع ہو گیا، تاریخ نوٹ کیجئے، ستائیس صفر ہے، گیارہ ہجری ہے، سوموار کا دن ہے، آپ ﷺ کی بیماری کا آغاز ہوتا ہے، آپ ﷺ بقیع سے واپس آتے ہیں،

ستائیس، اٹھائیس اور انتیس یعنی سوموار، منگل اور بدھ کے دن، تین دن، آقا ﷺ کے سر میں درد رہتا ہے، اور اس کے بعد پھر آقا ﷺ یکم ربیع الاول سے لے کر کے آٹھ ربیع الاول تلک گیارہ دن آٹھ یہ اور تین پہلے ان آٹھ دنوں میں آقا ﷺ کو بخار ہوتا ہے، گیارہ دن محبوب ﷺ بیماری کے باوجود جماعت کے ساتھ مسجد میں نماز ادا کرواتے رہے اور امامت کرواتے رہے،

آٹھ ربیع الاول کو جمعرات کے دن آپ ﷺ نے مغرب کی نماز پڑھائی،

﴿وَالْمُرْسَلٰتِ عُرْفًا﴾

پڑھا، اور پھر تو اب یہ آٹھ کا دن گزر گیا ہے، نو کی رات شروع ہے، آقا ﷺ عشاء کے وقت جو ہے، غشی طاری ہو جاتی ہے، عشاء کی نماز کے لیے جو ہے، مسجد میں نہیں آ سکتے، یہ نو کی رات اور نو کا دن، دس کا دن، اور اس کی رات اور اسی طرح گیارہ کی رات آقا ﷺ، یہ جو سترہ نمازیں ہیں، یہ مسجد میں آ کر کے نہیں پڑھ سکتے ہیں،

اور بارہ کی فجر کو یعنی بارہ ربیع الاول سن گیارہ ہجری بروز سوموار رسول اللہ ﷺ اپنے حجرہ کا پردہ اٹھا کے صحابہ رضی اللہ عنہم کا نظارہ کرتے ہیں، پردہ گرا دیتے ہیں، پھر آپ ﷺ پر کسی نماز کا ٹائم نہیں آیا، یہ ربیع الاول کے دنوں کی اختصار کے ساتھ کہانی ہے۔

اب ذرا تفصیل کو جانیے!

ایمان کے ساتھ، پورے شعور کے ساتھ، کہ حضرت میں نے جو شعر شروع میں پڑھا تھا،

قیامت ہم نے دیکھی ہے قیامت سے بہت پہلے
کیا مل کے بچھڑ جانا قیامت اور کیا ہو گی

یہ کیسے وفا ہوئی آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام جناب ابو محیبہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے صحابی ہیں، کہتے ہیں،

((خرج رسول الله ﷺ البقيع))

آپ ﷺ بقیع کی طرف گئے، ایک جنازہ تھا،

((ونتلقتم))

اور میں بھی ساتھ گیا، آپ ﷺ نے قبرستان میں جا کر کے کہا،

((السلام عليكم يا اهل مقابر))

اے قبروں والو! شہر خاموشاں کے باسیو! تم پر اللہ کی سلامتیاں ہوں،

((ما اضهتم فيه مما اصبه الناس فى))

میں تمہیں مبارک دیتا ہوں کہ تم وقت پر اس شہر خاموشاں میں آ کر آباد ہو گئے ہو، کیوں تمہارے پیچھے:

((قبل فى الفتم كقطع الليل المظلمة))

فتنے زندہ لوگوں میں ایسے آ رہے ہیں، جس طرح اندھیری رات کے اندھیرے آتے ہیں،

یہ ایک دوسرے کو پے در پے لیتے ہیں۔

جناب ابو معیہہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، پھر محبوب ﷺ نے میری طرف توجہ کی اور کہا:

اے میرے صحابی! ابو مہیلہ رضی اللہ عنہ!

مجھے اللہ نے دنیا کے خزانے کی چابیاں دیں،

((والخلد فيها))

اور اس کے اندر ہمیشہ رہنے کا اختیار دیا،

((ثم الجنة))

کہ پھر تمہیں جنت ملے گی، ایک آپشن یہ ہے، کہ یا اس دنیا کے خزانے لے لو، اس میں ہمیشہ کی زندگی لے لو، اور اس کے بعد جنت لے لو، یا اس کے ساتھ اللہ نے مجھ جو کہا،

((لقد اخترت لقاء ربی والجنة))

رب سے ملاقات ہو، پھر جنت مل جائے،

جناب ابومعہیہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، میں نے کہا، آقا علیہ السلام

((یا ابی انت وامی))

آپ ﷺ پر اپنے ماں اور باپ کو نچھاور کر دوں،

((اعطیتها خزائن))

آپ ﷺ ایسے کیجئے، دنیا کے خزانوں کی چابیاں لے لیجئے اور اس میں ہمیشگی لیجئے،

((ثم الجنة))

اور پھر جنت کو چن لیجئے،

آقا علیہ السلام نے کہا، توجہ کیجئے! فرمایا:

((واللّٰه یا ابا معیمعیة))

اے ابومعیہبہ رضی اللہ عنہ، مجھے رب کی قسم!

((لقد اخترت لقاء ربی والجنة))

میں نے تو دوسرے آپشن کو چنا ہے کہ میں رب سے ملاقات کر کے جنت میں جانا چاہتا ہوں، اب مجھے دنیا میں رہنے کی تمنا نہیں ہے۔

بھائیو! آگے بڑھتے ہیں!

اس کے بعد آپ ﷺ نے بقیع والوں کے لیے مغفرت فرمائی، دعا کی،

((ثم انصرف))

پھر چلے گئے،

((فبداء برسول الله وجعله الذی قبضه الله فیه))

پھر آپ ﷺ کو وہ درد شروع ہو گیا جس کے بعد آپ ﷺ کی روح کو اللہ نے قبض کرلیا۔ اللہ نے آپ ﷺ کی روح کو قبض فرمالیا۔

بھائیو!

امام دارمی، اپنی سنن کے مقدمے میں باب و وفات النبی ﷺ حدیث نمبر اناسی کے تحت یہ روایت لے کے آئے ہیں، امام طبرانی نے موجب الکبیر میں اور امام احمد اپنی مسند میں اس حدیث کو لے کر کے آئے ہیں،

آگے بڑھیے، ستائیس صفر ہے، توجہ کیجئے، ستائیس صفر ہے، گیارہ ہجری ہے، سوموار کا دن ہے، بقیع سے واپسی ہے، درد سر ہے، سیدہ عائشہ ؓ کے سر میں بھی تکلیف ہو رہی ہے، آج سیدہ عائشہ ؓ کی باری نہیں ہے، یہ اپنے حجرے کے پاس بیٹھی ہوئی ہیں، سر پہ پٹی باندھی ہوئی ہے، محبوب ﷺ کو دیکھا، کبھی جاتے ہیں، کبھی آتے ہیں، تو انہوں ے آواز بلند کر کے کہا،

((واراسھا))

آج میرے سر میں کتنا درد ہے؟ محبوب ﷺ واپس لوٹے، اور کہنے لگے،

((بل انا واللہ یا عائشہ واراسھا))

عائشہ ؓ تجھے پتہ چل جائے کہ آج تیرے محبوب ﷺ کے سر میں کتنا درد ہے تو اپنے سر کا درد بھول جائے، مجھے بہت درد ہو رہا ہے، پھر آپ ﷺ نے سیدہ کو یہ فرمایا،

((ما ضرك لو مت قبلی))

اے عائشہ ؓ! کیا نقصان ہوگا کہ مجھ سے پہلے جو ہے تو وفات پائے،

میں محمد ﷺ اپنے ہاتھوں سے تجھ کو غسل دوں،

تجھ کو کفن بھی دوں،

اور تیرے اور نماز جنازہ بھی پڑھوں،

اور تجھ کو دفن بھی کروں، سیدہ فرماتی ہیں،

((واللّٰہ انی لا احسن لو کان ذالك))

محبوب ﷺ! اگر ایسے ہی ہوا،

((لقد خلوت ببعض نساء ك فی بیتی من اخر النهاده))

تو آپ ﷺ مجھے دفنانے کے بعد آپ ﷺ اپنی کسی اور بیوی کے ساتھ ہوں گے،

((فضعك رسول اللّٰہ))

محبوب ﷺ مسکرا پڑے،

((ثم تزادو صعه))

محبوب ﷺ کی درد اور بڑھ گئی،

((ثم بدعة بوجعه الذی مات فیه))

اور وہ درد شروع ہو گئی، جس سے محبوب ﷺ کی وفات ہو گئی،

مسند احمد کی حدیث چھبیس ہزار چھ سو انسٹھ نمبر ہے، روز بروز طبیعت کا بوجھل ہونا شروع ہوا اور محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام سیدہ عائشہ ؓ فرماتی ہیں،

((کان بسئل فی مرضه الذی مات فیه))

جو مرض آپ ﷺ کو شروع ہوا، آپ ﷺ روزانہ پوچھتے تھے،

((این انا غده))

میری باری کل کہاں ہے، میری باری کل کہاں ہے،

((یرید یوم عائشة))

آپ ﷺ سیدہ عائشہ ؓ کا دن پوچھ رہے تھے، آپ ﷺ کی جو ہے، ازواج مطہرات نے آپ ﷺ کو اجازت دے دی،

((ان یکون حیث یشاء))

کہ محبوب ﷺ کا جہاں دل کرے، وہاں رہیں،

((وکان فی بیت عائشة))

محبوب ﷺ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرے میں لائے گئے،

((حتی مات عند هاه))

وہی وفات ہوئی،

بخاری کی حدیث ہے، کتاب المغازی ہے، باب المرض النبی ﷺ ہے، حدیث نمبر چار ہزار چار سو پچاس ہے، صحیح مسلم کے اندر چھ ہزار چار سو پینتالیس نمبر ہے،

حضرات!

محبوب ﷺ کیسے آئے، کتنے بیمار تھے، آپ ﷺ نے بیویوں سے اجازت لی، متفق فیصلہ کے بعد آپ ﷺ کو سیّدنا علی رضی اللہ عنہ اور فضل ابن عباس رضی اللہ عنہ نے اپنے کندھوں پر اٹھایا ہوا ہے، محبوب ﷺ کے قدم مبارک زمین پر کھسک رہے ہیں، بیماری اتنی زیادہ ہے، آپ ﷺ ہوش نہیں کر رہے ہیں، سر پر پٹی باندھی ہوئی ہے، اور یوں بیماری کے باقی ایام محبوب ﷺ نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس گزارے ہیں،

آگے بڑھتے ہیں، بیماری کے احوال سنیئے!

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں،

((کان رسول الله اذا الشبلیٰ))

جب محبوب ﷺ بھی بیمار ہوتے تھے،

((نضت علی نفسه بالمعو ذات))

محبوب ﷺ جو ہیں،

﴿قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ﴾ (الفلق: ۱)

اور

﴿قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ﴾ (الناس: ۱)

پڑھ کے اپنے ہاتھوں پر پھونک مار کے پورے جسم پر مل لیا کرتے تھے، لیکن جب یہ

بیماری لگی، محبوب ﷺ اس میں یہ ہمت نہیں ہوتی تھی، غشیاں طاری ہوتی تھی تو میں آپ ﷺ کے ہاتھوں یہ معوذتین پڑھ کے پھونک مارتی اور دم کرتی اور آپ ﷺ کے جو ہاتھ مبارک ہیں، ان کے کولے کے آپ ﷺ کے جسم پر پھیرتی،

حضرات!

یہ بھی صحیح بخاری، صحیح مسلم کی صحیح حدیث ہے، وفات سے پانچ دن پہلے آٹھ ربیع الاول جمعرات کا دن آجاتا ہے، محبوب ﷺ کی بیماری شدت اختیار کر جاتی ہے، ٹمپریچر بہت زیادہ ہو جاتا ہے، بخار پورے عروج پر چلا جاتا ہے، آقا علیہ السلام کہتے ہیں، کہ مجھ کو نہلایا جائے، نہانے کا مطالبہ کیا،

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں،

((ان رسول الله دخل بيتی))

محبوب ﷺ میرے گھر میں آئے،

((فاشئد وجعك))

درد بہت بڑھ گیا،

((قال احرقوا علی من كرب لم تفتح لهن به))

کہ مجھ کو سات مشکیزے پانی لا کر کے نہلایا جائے کہ جن کا ابھی منہ نہیں کھولا گیا ہو،

صحیح بخاری کی حدیث نمبر ایک سو اٹھانوے ہیں، آٹھ ربیع الاول ہے، جمعرات کا دن ہے، جناب ایوب ابن معسر کہتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے کہا،

((اضبقوا علی من سبع قرب من سبع ابيار لشئی))

سات مختلف کنوؤں سے سات مشکیزے بھر کے لاؤ، میرے اوپر ڈالو، ایسے ہی کیا گیا، سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کے ٹب کے اندر محبوب ﷺ کو بٹھایا گیا، آقا علیہ السلام پر پانی ڈالا گیا، اتنا پانی ڈالا گیا، یہاں تک کہ محبوب ﷺ بس بس کرنے لگے،

بخاری کی حدیث اور مسند احمد کی حدیث ہے، آٹھ ربیع الاول ہے، ابھی جمعرات کا

دن ہے، محبوب ﷺ نہاتے ہیں، آقا علیہ السلام کو افاقہ ہوا ہے، طبیعت سنبھلی ہے، مسجد میں گئے، آپ ﷺ نے مسجد میں ممبر لگوایا ہے، وہاں پہ خطبہ دیا ہے، جناب ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں،

((خرج النبی ﷺ فی مرضه الذی مات فیه))

کہ آپ ﷺ اپنی اس مرض میں نکلے، جس میں آپ ﷺ کی وفات آئی۔

((عائبا راسه))

سر پہ پٹی باندھی ہوئی ہے،

((بخرقة))

کے کپڑے کے ساتھ،

((وذالك یوم الخمس))

جمعرات کا دن ہے،

((بخمسة ایام قبل وفاته))

آپ ﷺ اپنی وفات سے پانچ دن پہلے،

((فاجتمع الناس))

لوگ اکٹھے ہو گئے،

((فقال))

پھر محبوب ﷺ نے کہا،

((لعن اللّٰه الیهود والنصاریٰ))

اللہ لعنت بھیجے، یہودیوں پر اور نصرانیوں پر،

((اتخذوا قبور انبیاء بهم ماجده))

اشارہ کر دیا، میرے صحابہ میں بھی جا رہا ہوں، پہلے انبیاء بھی چلے گئے، بعد میں آنے والوں نے انبیاء کی قبروں کو عبادت گاہ بنا لیا، سجدہ گاہ بنا لیا، پوجا پاٹ کی جگہ بنا لیا، لعنت بھیجے، اللہ ان پر، پھر آپ ﷺ نے کہا، لوگو، شاید میں اس جگہ پر بعد میں تم کو نہ ملوں،

آپ ﷺ نے کہا، لوگو!

اگر میں نے زندگی میں کبھی کسی کو کوئی کوڑا مارا ہو،

یہ میری پیٹھ ہے، یہ میری کمر ہے،

وہ آج محمد ﷺ سے بدلہ لے لیں،

اگر میں نے کسی سے کوئی مال، پیسہ لیا ہے، تو وہ ایسے کرے، وہ آج مجھ سے لے لے،

وہ آج لے لے،

اگر میں نے کسی کو برا بھلا کہا،

اس کی عزت پہ بات آئی ہے،

یہ میری عزت کا معاملہ ہے، وہ مجھ سے بدلہ لے لے،

حضرات!

آٹھ ربیع الاول ہے، جمعرات کا دن ہے، ظہر سے پہلے کا وقت ہے، آقا علیہ السلام نے خطبہ دیا ہے، وصیت فرمائی ہے، خطبے کے بعد آپ ﷺ ممبر سے نیچے تشریف لائے ہیں، ظہر کی نماز پڑھائی ہے، ایک شخص نے تین درہم کا مطالبہ کیا، آپ ﷺ نے فضل بن عیاض رضی اللہ عنہ کو کہا، انہوں نے پورا کر دیا،

پھر انصار کے بارے میں نصیحت فرمائی، لوگو! وہ میرے قلب وجگر ہیں، انہوں نے ذمہ داریوں کو پورا کر دیا، ان کے حقوق ابھی باقی ہیں، ان کا جو اچھا ہے، ان کو قبول کرنا، اگر ان میں کمی وبیشی ہو تو ان سے درگزر کرنا، یہ مسند احمد کی حدیث نمبر سولہ ہزار پانچ سو ایک ہے۔

آٹھ ربیع الاول ہے، جمعرات کا دن ہے، جناب عباس کہتے ہیں، اسی دن محبوب ﷺ نے تین وصیتیں فرمائیں، ایک یہ تھی کہ مشرکین کو جزیرہ عرب سے نکال دیا جائے، دوسری یہ تھی کہ یہود کے ساتھ وہ معاملہ کیا جائے، جو میں نے کیا، تیسری صحابی رضی اللہ عنہ کہتے ہی کہ مجھے بھول گئی، یا تو یہ تھی کہ قرآن وسنت کو پوری قوت سے تھامنا یا یہ تھی کہ اسامہ رضی اللہ عنہ کو جس طرح میں نے روانہ کیا ہے، ایسے روانہ کر دینا،

صحیح بخاری کی حدیث ہے، ایک سو چودہ اور اسی طرح تین ہزار ترپن، تین ہزار ایک سو اڑسٹھ، چار ہزار چار سو اکتیس، چار ہزار چار سو بتیس، کتاب میں حدیث موجود ہے، آٹھ ربیع الاول ہے، جمرات کا دن ہے، مغرب کی نماز آقا نے پڑھائی، شدت مرض کے باوجود آقا مسجد میں آئے ہیں اور مغرب کی نماز میں

﴿وَالْمُرْسَلٰتِ عُرْفًا﴾

پڑھا ہے، سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، ایک دن میں نے یہ سورہ پڑھی تو ام فضل کہنے لگے، بیٹا تم نے تو مجھے وہ دن یاد کرا دیا، وہ لمحات یاد کرا دیئے،

((یٰبُنَیَّ لقد زکرتنی بقراءِتك هذه اسورةِ انها لاخر سورةِ ما سمعت من رسول اللّٰه))

یہ وہ آخری سورت ہے، جو میرے محبوب ﷺ کی زبان مبارک سے سنی تھی،

((یقرء بها فی المغرب))

آپ ﷺ مغرب میں پڑھ رہے تھے،

((وکان اخِرُ صلاة صلّٰی فَلَمْ یُصَلِّ بقدها))

یہ وہ آخری نماز تھی، جو آپ ﷺ نے جماعت کرائی، اس کے بعد نہیں،

حضرات!

صحیح بخاری، مسلم، موطا، اور موجب الکبیر، امام طبرانی کی کتاب میں یہ حدیث موجود ہے، اگلا دن آجاتا ہے، یہ دن آپ کو پتہ ہے، مغرب آٹھ تاریخ گزر گئی، نو ربیع الاول نماز عشاء کا ٹائم رسول اللہ ﷺ جب خطبہ دے کے مسجد اور بعد میں مغرب پڑھ کے گھر گئے، آقا علیہ السلام کی طبیعت پھر بگڑ گئی، بیماری شدت اختیار کر گئی،

عشاء کے وقت اتنی شدت آئی کہ مسجد میں جانے کی ہمت نہ رہی، محبوب ﷺ کو جب ہوش آئی تو پوچھتے، لوگوں نے نماز پڑھ لی ہے، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کہتے ہیں، نہیں، وہ آپ ﷺ کا انتظار کر رہے ہیں، آپ ﷺ نے کہا، مجھے غسل دیا جائے، محبوب علیہ الصلوۃ والسلام کو

غسل دیا گیا، طبیعت نہ سنبھلی، پھر آپ ﷺ پر غشی طاری ہوگئی، جب ہوش آئی، تو پوچھا،
((اَصَلُّوْا))

لوگوں نے نماز پڑھ لی ہے، کہا نہیں، وہ آپ ﷺ کا انتظار کر رہے ہیں، محبوب ﷺ پھر بے ہوش ہو گئے، پھر ہوش آئی، جناب بلال رضی اللہ عنہ کھڑے ہیں، پوچھا، بلال رضی اللہ عنہ لوگوں نے نماز پڑھ لی ہے، کتنی فکر ہے، موت کے لمحات ہیں، آقا علیہ السلام پوچھتے ہیں، نماز پڑھ لی ہے، کہا نہیں، آقا علیہ السلام آپ ﷺ کا انتظار کر رہے ہیں،

محبوب ﷺ کہتے ہیں:
((مُرُوْا اَبَا بکر فَلْیُصَلِّ بالنَّاس))

جاؤ، ابو بکر رضی اللہ عنہ سے کہو، وہ نماز پڑھائیں، لوگوں میرے اندر آج ہمت نہیں ہے، اس کے بعد سترہ نمازیں جناب ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کی زندگی میں آپ ﷺ کے مصلی امامت پر پڑھائیں،

بخاری کی حدیث نمبر چھے سو چونسٹھ ہے، حضرات، نو اور دس ربیع الاول جمعہ اور ہفتہ کا دن بڑی شدت کے ساتھ بیماری کے ساتھ گزرتا ہے، آپ ﷺ مسجد میں تشریف نہیں لا سکتے ہیں، گیارہ ربیع الاول ہے، اتوار کا دن ہے، آپ ﷺ کی طبیعت میں کچھ بہتری آئی ہے، مرض میں تخفیف محسوس ہوئی، دو آدمیوں کے کندھوں کے سہارے پہ چل کے آپ ﷺ پھر مسجد میں تشریف لائے ہیں۔

جناب ابو بکر رضی اللہ عنہ نماز پڑھا رہے ہیں، ظہر کا وقت ہے، وہ پیچھے ہٹنے لگے، محبوب ﷺ نے اشارہ کیا کہ رکیے، ہٹیے نہیں،
((وَجَلَسَ عَنْ یَسَارِ))
آپ ﷺ جناب ابو بکر رضی اللہ عنہ کے دائیں طرف بیٹھ گئے،
((وکان ابو بکر یَصَلِّیْ قائمًا))
اور جناب ابو بکر رضی اللہ عنہ کھڑے ہو کے نماز پڑھا رہے تھے۔

صحیح بخاری کی حدیث نمبر سات سو بارہ اور سات سو تیرہ ہے، گیارہ ربیع الاول ہے، اتوار کا دن ہے، اسی دن آپ ﷺ نے اپنے تمام غلام آزاد کر دیئے، آپ ﷺ کے پاس سات دینار تھے، ان کا صدقہ کر دیا، اپنے ہتھیار مسلمانوں کو وداع کر دیئے، کیونکہ انبیاء کرام ﷩ درہم و دینار نہیں چھوڑا کرتے،

رات کو چراغ جو ہے، سیدہ عائشہ ﷞ نے اس میں تیل ڈالنے کے لیے اپنی پڑوسن سے ادھار لیا، جب محبوب ﷺ کی وفات ہوئی، آقا ﷤ کی ایک ذرہ ایک یہودی کے پاس تیس جو کے بدلے میں رہن پڑی ہوئی تھی،

((اَخذَہُ طعَامًا لِاھله))

وہ جو آپ ﷺ نے اپنے اہل خانہ کے کھانے کے لیے لیے تھے،

صحیح بخاری اور مسند احمد کی بخاری ہے،

حضرات!

گیارہ ہجری ہے، بارہ ربیع الاول سوموار کا دن آ چڑھتا ہے، وہ دن کہ جس دن خوشیاں منائی جاتی ہیں، صبح کا وقت ہے، مسلمان ابو بکر ﷜ کی امامت میں جماعت کے ساتھ نماز پڑھ رہے ہیں، آپ ﷺ نے سیدہ عائشہ ﷞ کے حجرہ کا پردہ اٹھایا ہے، صحابہ ﷢ کی صفوں پر نظر ڈالی ہے، تبسم فرمایا ہے، مسکرائے ہیں،

جناب ابوبکر ﷜ کو محسوس ہوا کہ محبوب ﷺ نے پردہ اٹھایا ہے، پیچھے ہٹنے لگے، صحابہ کرام ﷢ جو کہ کئی دنوں سے دیکھ رہے تھے، محبوب ﷺ کی طبیعت نہیں سنبھل رہی، کئی صحابہ بیمار پرسی کے لیے نماز چھوڑ کے آپ ﷺ کی طرف لپک پڑے، آپ ﷺ نے ہاتھ سے اشارہ کیا، اور کہا کہ نماز کو مکمل کیا جائے،

پھر آپ ﷺ نے پردہ گرا لیا، اور اپنے حجرے میں چلے گئے، اس کے بعد میرے اور آپ کے محبوب ﷺ پر کسی نماز کا ٹائم نہیں آیا۔

صحیح بخاری کی حدیث نمبر چھ سو اسی ہے۔

حضرات!

بارہ ربیع الاول ہے، سوموار کا دن ہے، سیّدنا انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں،

((حتی اذا کان یوم الاثنین))

جب یہ حنین کا دن تھا،

((وَهُمْ صُفُوْفٌ فِی الصَّلَاةِ))

صفیں بندھی ہوئی ہیں، وہی حدیث جو میں نے ابھی پڑھی ہے،

((فکشف النبی ﷺ سِتْرَ الْحُجْرَةِ ینظر الینا وهو قائمٌ کَأَنَّ وَجْهَهُ وَرَقَةُ الْمُصْحَفِ))

آقا علیہ السلام کا چہرہ یوں لگ رہا تھا، جیسے قرآن کا ورق ہے، اللہ اکبر،

بخاری کی اس حدیث کے بعد آگے بڑھیے!

بارہ ربیع الاول کا دن ہے، آقا ﷺ نے بیٹی فاطمہ رضی اللہ عنہا کو بلایا، ان سے محو گفتگو ہوئے، پھر آپ ﷺ نے حسن رضی اللہ عنہ و حسین رضی اللہ عنہ کو بلایا، ان کو بلا کر کے چوما اور ان کے بارے میں وصیت فرمائی، ازواج مطہرات کو جمع کر لیا، آپ ﷺ نے ان کو بھی واعظ فرمائی،

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

((اِجْتَمَعَ نِسَاءُ النَّبِیِّ عِنْدَهُ لم یُغَادِرْ مِنْهُنَّ اِمْرَاَةً))

کوئی بھی پیچھے نہیں رہی،

((فَجَاءَتْ فَاطِمَةُ))

اسی اثناء میں سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا آ گئی،

((فقال مَرْحَبًا یا بِنْتِی))

مبارک ہو میری بیٹی کا آنا،

((فَقَصَدَهَا ثُمَّ اَسَرَّهَا))

آپ ﷺ نے پاس بٹھایا اور ان کے ساتھ کوئی بات کی، وہ رونے لگے، پھر

محبوب ﷺ نے کوئی بات کی، وہ مسکرانے لگی، سیدہ فرماتی ہیں، میں نے پوچھا، مسکرائی کس لیے، روئی کس لیے؟ کہنے لگی کہ میرے محبوب ﷺ نے کہا تھا، بیٹی اسی سال فرشتہ جرائیل نے دو مرتبہ میرے ساتھ قرآن کا دور کیا ہے، مجھے لگتا ہے، میری موت قریب آ گئی ہے، میں رو پڑی۔

پھر محبوب ﷺ نے مجھے تسلی دی اور کہا، یاد رکھ!

تو جنتی عورتوں کی خاتون ہے، سب سے پہلے تو مجھ کو ملے گی، صحیح مسلم کی حدیث ہے، سیدہ فرماتی ہیں، میں مسکرا پری، بارہ ربیع الاول ہے، آپ ﷺ کے پاس آپ ﷺ کی بیویاں بیٹھی ہوئی ہیں، بیٹی بھی تشریف فرما ہے، نواسے بھی موجود ہیں، غشیاں پھر طاری ہو جاتی ہیں، آپ ﷺ کی حالت زار دیکھ کے آپ ﷺ کی بیٹی فاطمہ رضی اللہ عنہا جو ہے، ان سے وہ کرب کا منظر، وہ جو ہے، برداشت نہیں ہوا۔

سیدنا انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، بخاری کی حدیث ہے،

((لَمَّا ثَقُلَ النَّبِيُّ جَعَلَ يَتَخَشّٰى))

آپ ﷺ کی طبیعت بوجھل ہونے لگی، غشیاں آنے لگیں،

((فقالت فاطمة رضی اللہ عنہا))

اور ڈھول بجانے والے بھائی! او بارہ ربیع الاول کے دن جھوم کے ناچنے والے بھائی! جھوم جھوم کے گانے والے بھائی! ذرا دیکھ بارہ ربیع الاول کے دن نبی ﷺ کی بیٹی کی حالت کیا ہو رہی ہے، محبوب ﷺ کی حالت کیا ہو رہی ہے، غشیاں کیسے طاری ہو رہی ہیں، بیٹی کہتی ہیں،

ہائے آج میرے ابو کو کتنی تکلیف ہے، کاش تیرا باپ گھر میں تکلیف میں ہو، دکھ میں ہو، میں باہر شور کرتا گزروں، جلوس لے کے گزروں اور عقیدت سے نکالتا گزروں، بڑے ڈھول جو ہیں، دھماکوں سے گزاروں، تجھے پھر محسوس ہو گا، باہر نکل کے کہے گا، ابو دل کے مریض ہیں، آواز ذرا آہستہ کرلو، نہیں، نبی ﷺ کی بیٹی جو ہے، وہ کہہ رہی ہے،

((وَاكَرْبِ اَبَاه))

محبوب ﷺ کو جو ہوش آئی، بیٹی کی تڑپ سنی، کہنے لگے،

((لَيْسَ عَلٰى اَبِيْكِ كَرَبٌ بَعْدَ الْيَوْمِ))

بیٹی آج کے بعد تیرے بابل کو کوئی دکھڑا نہیں آئے گا،

صحیح بخاری کی حدیث ہے، حدیث نمبر چار ہزار چھ سو بیالیس ہے، اللہ تجھے پڑھنے کی توفیق دے، کبھی اپنے ممبر ومحراب میں، کبھی اپنے ڈائس کے اوپر، کبھی اپنے اسٹیج کے اوپر اپنے ماننے والوں کو یہ بھی بتایا ہے، یہ بھی دین ہے، یہ بھی دن ہے، یہ بھی کیفیت ہے، یہ بھی حالت ہے، آقا علیہ السلام کی بیماری ہے، محبوب ﷺ کا ربیع الاول ہے، یہ دن اور ایام ہے، کتنی سختیاں ہیں، کتنی تکلیف ہے،

محبوب ﷺ نے پھر دلاسہ دینے کے لیے کہا، سنو، انسان کو جو تکلیف دی جاتی ہے، اس میں سب سے پہلے نمبر پر انبیاء ہوتے ہیں،

((ثم الصالحين))

پھر نیک،

((ثُمَّ الْاَمْثَلَ فَالْاَمْثَلُ))

پھر تیر بائی تیر انسان کو اس کے دین کے مطابق اللہ آزمائش میں ڈالتے ہیں، اگر اس کا دین مضبوط ہے، اللہ آزمائشیں سخت کر دیتے ہیں،

سنن ابن موجب الکبیر میں روایت ہے،

حضرات!

آخری دن ہے، تکلیف لحہ بہ لحہ بڑھ رہی ہے، سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں، میرے محبوب ﷺ کو جب ہوش آئی، مجھ سے کہتے، عائشہ رضی اللہ عنہا!

میں جو بدستور کھانے کی تکلیف محسوس کر رہا ہوں،

جو خیبر میں مجھ کو کھلایا گیا، اور اس میں زہر ڈالی گئی،

عائشہ ﷝! اس زہر نے میری آنتوں کو کاٹ کے رکھ دیا ہے۔

بخاری کی حدیث ہے، میری رگ جان کٹی جا رہی ہے، پھر آپ ﷺ صحابہ کرام ﷡ کو سیدہ ام سلمہ ﷝ کہتی ہیں، محبوب ﷺ جب ہوش میں آتے تو آواز لگاتے۔

((اَلصَّلَاةُ اَلصَّلَاةُ وَمَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ))

میں جا رہا ہوں، میرے جانے کے بعد نماز کا دھیان رکھنا، نماز کا دھیان رکھنا،

محبوب ﷺ کی سیدہ ام حفصہ ﷝ فرماتی ہیں،

((حَتّٰى جَعَلَ النَّبِيُّ يُلَجْلِجُهٗ مَا فِيْ صَدْرِهٖ))

محبوب ﷺ سینے میں یہ الفاظ دہراتے رہے،

((فَمَا يُضِلْدُ بِهَا بِلِسَانِهٖ عَلٰى لِسَانِهٖ))

لیکن زبان پہ یہ جملے جاری نہیں ہو رہے تھے، مسند احمد کی حدیث ہے،

حضرات!

شدت بیماری ہے، آخری دن ہے، سیّدنا ابو سعید خدری ﷜ فرماتے ہیں، میں نے اپنا ہاتھ محبوب ﷺ پر رکھا، لیکن میں نہ رکھ سکا، میں نے کہا، محبوب ﷺ آپ ﷺ کو کتنی تکلیف ہے، میں نے اپنا ہاتھ آپ ﷺ کے وجود پر نہیں رکھ پا رہا ہوں، رسول اللہ ﷺ نے کہا،

((اِنَّ مَعْشَرَ الْاَنْبِيَاءِ))

ہم انبیاء کی جماعت جو ہوتے ہیں، اللہ ہماری تکلیفوں کو بڑھا دیتے ہیں، جیسے ہمارے اجر کو بڑھاتے ہیں،

مسند احمد کی حدیث ہے، سیدہ عائشہ ﷝ فرماتی ہیں،

سوچ میرے بھائی! خوشیاں منانے والے بھائی!

((مَا رَاَيْتُ وَجَعَ اَحَدٍ اَشَدُّ مِنْهُ))

میں نے بڑے بڑے لوگوں کو مرتے وقت تکلیف میں دیکھا، لیکن اپنے محبوب ﷺ

سے بڑھ کر تکلیف کسی کی نہیں دیکھی،

((علی رسول اللہ ﷺ))

سنن ترمذی اور مسند احمد کی روایت ہے، آخری دن ہے، شدت بیماری کے بعد نزع کا عالم طاری ہو جاتا ہے، بارہ ربیع الاول ہے، گیارہ ہجری ہے، اور سوموار کا دن ہے، سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں، محبوب ﷺ کو ہوش آتی ہے، تو پڑھتے:

((مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِنَ النَّبِيِّيْنَ وَالصِّدِّقِيْنَ وَاشهداء))

اس کے بعد آپ ﷺ کو کھانسی شروع ہوگئی،

((اَخذَتْ بُهَّةٌ شَدِيدًا لِمَعْتُهٖ لَيقُوْلَ))

میں نے دیکھا، رسول اللہ ﷺ اپنے رب سے رفیق الاعلیٰ کہہ رہے ہیں،

((نَعلِمْتُ اَنَّهٗ خُيِّرَا))

مجھے لگا، محبوب ﷺ میرے پاس نہیں رہیں گے،

بخاری کی حدیث ہے، سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں، غشیاں بڑھ رہیں تھیں، تکلیف بڑھ رہی تھی، پانی کا پیالہ پاس پڑا ہوا ہے، آپ ﷺ اپنے ہاتھ ڈال کر اپنے چہرہ مبارک پر پھیرتے ہیں، جامع ترمذی کی حدیث ہے،

اولوگوسنو!

تڑپ تڑپ کے محبوب ﷺ کہتے ہیں،

((اَللّٰهُمَّ اَعِنِّىْ عَلٰى سَكَرَاتِ الْمَوْتِ))

اے محمد ﷺ کے رب! تیرے محمد ﷺ پر تیرے محبوب ﷺ پر آج موت کی بڑی تلخیاں ہیں، بڑی سختیاں ہیں، بڑی تکلیفیں ہیں، اے میرے اللہ! تو اپنے محمد ﷺ کی مدد فرما، مدد فرما،

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں، اس کے بعد میں نے محبوب ﷺ کو سنا، محبوب ﷺ میرے سینے سے ٹیک لگا کے بیٹھے ہوئے تھے، میری ٹھوڑی کے نیچے محبوب ﷺ کا سر تھا،

میری گود میں آپ ﷺ موجود تھے، اور آپ ﷺ کہہ رہے تھے،

((اللھم اغفر لی))

اے اللہ! اپنے محبوب ﷺ کو معاف فرمادے،

((وارحمنی))

میرے پر رحم فرمادے، اللہ،

((وَالْحِقْنِیْ بالرَّفِیق الاعْلیٰ))

مجھے اپنا اعلیٰ ساتھ دے دے۔

صحیح مسلم کی حدیث ہے، آخری دن ہے، نزع کا عالم طاری ہو جاتا ہے، سیدہ محبوب ﷺ کو سینے سے لگا لیتی ہیں، ٹیک لگا کے محبوب ﷺ بیٹھ جاتے ہیں، سیدہ فرماتی ہیں،

((اِنَّ مِنْ نعمت اللّٰہ عَلَیَّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہُ))

اللہ کی یہ میرے اوپر نعمت تھی کہ محبوب ﷺ جب فوت ہوئے،

((تُوُفِّیْ فِیْ یَوْمِیْ))

وہ دن میری باری کا دن تھا،

((وفی بیتی))

گھر میرا تھا، وہ حجرہ میرا تھا،

((وَبَیْنَ سَحُرِیْ وَنَحْرِیْ))

وہ سینہ اور گردن میرا تھا، جہاں محبوب ﷺ نے ٹیک لگائی تھی،

((وَاِنَّ اللّٰہَ جَمَعَ بَیْنَ رِیْقِیْ وَ رِیْقِہٖ عِنْدَ الْموتِ مب))

محبوب ﷺ کو موت آنے لگی تو اللہ نے میرے اور میرے محبوب ﷺ کے تھوک کو اکٹھا کر دیا، آپ ﷺ کے بھائی آئے، سیدہ عائشہ ﷞ کے ان کے ہاتھ میں مسواک تھی، محبوب ﷺ دیکھتے ہیں، سوالیہ نظروں سے آپ ﷺ ان سے مسواک لیتی ہیں، اپنے منہ میں چبا کے محبوب ﷺ کو دیتی ہیں، محبوب ﷺ مسواک کر کے موت کی تیاری کرتے ہیں،

پھر پیالے میں ہاتھ ڈالتے ہیں، اپنے چہرے پر پھیرتے ہیں، اور کیا کہتے ہیں:

((لا الہ الا اللّٰہ))

اللہ کے عالوہ الٰہی کوئی نہیں،

((اِنَّ الْمَوْتِ سَکَرَاتٌ))

موت کی سختیاں کتنی تلخ ہیں،

موجب الکبیر طبرانی کی روایت ہے، پھر محبوب ﷺ نے اپنی نظر آسمان کی طرف اٹھائی، اور کہا،

((اللھم باالرفیق الاعلیٰ))

بایاں ہاتھ اوپر کیا، آسمان کی طرف نظر اٹھائی اور کہا،

((فَضَاخَتْ نَفْسُہُ))

سیدہ فرماتی ہیں،

((فَضَاضَتْ نَفْسُہُ))

اسی کے ساتھ محبوب ﷺ کی روح پرواز کر گئی،

((انا للّٰہ وانا الیہ راجعون))

محبوب ﷺ کا ہاتھ آہستہ آہستہ نیچے آ گیا،

مستدرک حاکم کی روایت ہے، میرے بھائی، آخری دن ہے، اسی حالت سے پہلے جناب مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ آتے ہیں، محبوب ﷺ پر غشیاں تھیں، کہتے ہیں،

آقا علیہ السلام پہ آج کتنی غشیاں ہیں؟ کتنی شدید غشی ہے،

((مَا اَشَدُّ غَشْیَ رَسُوْلِ اللّٰہُ))

محبوب ﷺ کی غشیاں کتنی سخت ہیں،

مسند احمد کی حدیث ہے، آخری دن ہے، سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی نظر بھی پھر ادھر کو لوٹ گئی،

حضرات!

یہ تو تھا، بارہ ربیع الاول تلک یکم ربیع الاول سے لے کے محبوب ﷺ کی زندگی کے احوال کے آخری دن، عمر کتنی تھی، ذرا یہ بھی سن لو،

((اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ تُوُفِّيَ وَهُوَ ابْنُ ثَلَاثٌ وَسِتُّوْنَ سَنَةً))

صحیح بخاری اور مسلم کی حدیث ہے، جب محبوب ﷺ اس دنیا سے گئے، تو عمر تریسٹھ سال تھی، تو کہے، کہ محبوب ﷺ فوت ہی نہیں ہوئے، اتنے صحابہ ﷢ جھوٹ بول رہے ہیں، اتنی آپ ﷺ کی بیویاں، آپ ﷺ کی بیٹیاں، یہ سارے لوگ کیا کہہ رہے ہیں، ذرا توجہ تو کر!

اور آخر میں ان شاء اللہ تیرے اپنے امام اعلیٰ حضرت بریلوی کے احوال بھی ذکر کر کے جاؤں گا، ان شاء اللہ،

سیدہ عائشہ ﷵ فرماتی ہیں، رسول اللہ ﷺ جب فوت ہوئے، اتنی خوشبو پیاری آئی کہ آج تک ایسی خوشبو نہیں دیکھی تھی،

مسند احمد کی حدیث ہے، سیّدنا عمر ﷛ کو جب پتہ چلا، سیدنا مغیرہ بن شعبہ ﷛ کے ساتھ آئے تو آ کر کے ایک تلوار تھامی، لوگوں میں کہنے لگے کہ جس نے یہ کہا کہ محمد ﷺ فوت ہو گئے ہیں، میں گردن اتار دوں گا، واقع مشہور ہے،

مسجد کے اندر جناب ابو بکر صدیق ﷛ گھوڑے پر چڑھ کہ آئے، مسجد کے اندر آ کر کے دیکھا، صحابہ کرام ﷢ پہ غشیاں طاری ہیں اور سیّدنا عمر ﷛ ان کو ڈانٹ رہے ہیں، آپ ﷛ وہی سے جو ہیں، اپنی بیٹی کے حجرے میں آئے، اجازت مانگی، محبوب ﷺ کے چہرے سے کپڑا اتارا، آپ ﷺ کے ماتھے کو چوما، آپ ﷺ کے ہاتھ چومنے اور لپٹے اور آنسو بہائے اور رونے لگے، اور کہنے لگے،

((وَاللّٰهِ طِبْتَ حَيًّا وَمَيِّتًا))

میرے محبوب ﷺ آپ زندہ تھے، تو پاکیزہ تھے، رب کے پاس چلے گئے تو پاکیزہ

ہیں، پھر جناب مسجد میں آئے، اللہ کی حمد و ثناء بیان کی اور کہنے لگے کہ لوگو! سن لیجئے،

((اَنَّكُمْ مَنْ كَانَ مِنْكُمْ يَعْبُدُ مُحَمَّدًا فَاِنَّ مُحَمَّدًا قَدْ مَاتَ))

جو محمد ﷺ کی پوجا کرتا تھا، اس کا الٰہی مر گیا ہے، محمد ﷺ وفات پا گئے ہیں، اور جو اللہ کی پوجا کرتا تھا،

((فَاِنَّ اللّٰهَ حَيٌّ لَا يَمُوْتُ))

اللہ زندہ ہیں، مرنے والوں میں سے نہیں ہیں، اس کے بعد یہ دلیل دیتے ہیں،

﴿اِنَّكَ مَيِّتٌ وَّاِنَّهُمْ مَّيِّتُوْنَ﴾ (الزمر: ۳۹)

محبوب ﷺ تم کو بھی مرنا ہے اور ان کو بھی موت آنی ہے، سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ نے جب یہ سنا،

سنیے توجہ کیجئے!

خوشیاں منانے والے بھائی، دیکھ مدینے کی حالت کیا ہے؟

((وَلَمَّا سَمِعَ عُمَرُ ذَالِكَ اَقَرَّ اُجْرُهُ))

جو مرضی پڑھیے، رسول اللہ ﷺ کے صحابی جناب عمر رضی اللہ عنہ نے جب یہ سنا، ان کے پاؤں جواب دینے لگے، یوں لگتا تھا، ساتھ ہی نہیں ہیں، اور ٹانگیں اٹھا نہیں رہی ہیں، یہ گر گئے، اور غشی کھا کے زمین پہ گر گئے، جناب عمر رضی اللہ عنہ پر غشیاں طاری ہیں، تجھے ڈھول بجانے کی سوجھی ہے، رسول اللہ ﷺ کو غسل دیا گیا، یہ بھی ذکر کر دوں، اس کے بعد آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو تین یمنی چادروں میں دفنایا گیا، جنازہ محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کا پہلے بنو ہاشم رضی اللہ عنہم پھر مہاجرین و انصار مرد اور عورت پھر بچوں نے، ابن ماجہ کی روایت ہے، پڑھا پھر رسول اللہ ﷺ کو دفن دیا گیا،

اب ذرا آگے بڑھ، ذرا سن!

تو خوشیاں مان، تجھے کوئی روک نہیں سکتا، اگر تیرے ضمیر کی عدالت زندہ نہ ہو، سیّدنا انس رضی اللہ عنہ کے خادم فرماتے ہیں، جب رسول اللہ ﷺ کی روح قبض ہوئی،

((اَنَّ اُمَّ اَيْمَنَ بَكَتَاهُ))

ام ایمن رضی اللہ عنہا رونے لگی،
تو کیوں رو رہی ہے، کہنے لگی، میں رو رہی ہوں، اس بات کے اوپر،
ہمارے پاس آسمان سے وحی تازہ خبریں لے کر آتی تھی، ہر دن اور رات آتی تھی،
وہ آج منقطع ہوگئی ہے، میں اس پر رو رہی ہوں، آ دیکھ ام ایمن رضی اللہ عنہا رو رہی ہیں، سیّدنا انس رضی اللہ عنہ ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، رضی اللہ عنہ،

حضرات! میں آپ ہر ساتھی سے جہاں جہاں آواز پہنچ رہی ہے، کوئی بیگانہ نہیں، ہر مسلمان تو یہاں میں کسی کا دل نہیں دکھا رہا، لیکن محبوب ﷺ کا دل ان کے قریبیوں کا دل کیسے دکھ رہا ہوگا، سیّدنا انس اور ابوسعید خدری رضی اللہ عنہما کہتے ہیں،

آ ذرا مقابلہ کر!

محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کا مدینہ بارہ ربیع الاول کے دن کیسا تھا؟

((لَمَّا دَخَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ الْمَدِيْنَةَ كُلَّ شَیْءٍ)).

کہتے ہیں، جب آپ ﷺ مدینے میں آئے تو ہر طرف روشنیاں تھیں، جب آپ ﷺ مدینے میں آئے تو ہر طرف روشنیاں تھیں، بارہ ربیع الاول ہے، سوموار کا دن ہے، گیارہ ہجری ہے،

((فَلَمَّا كَانَ يَوْمُ الَّذِیْ اَضَاه))

جب وہ دن تھا، جب محبوب ﷺ کی وفات ہوئی،

((مَاتَ فِيْهِ))

مدینے کی ہر چیز پہ اندھیرا چھا گیا،

((اَظْلَمَ مِنْهَا كُلَّ شَیْءٍ))

مدینے میں اندھیرا ہی اندھیرا ہوگیا۔

((حَتّٰى لَا يَنْظُرْ بَعْضُنَا اِلٰى بِعْضٍ))

ہمیں ایک دوسرا شخص دکھائی نہیں دے رہا،

((وَكَانَ اَحَدُنَا يَبْسُطُ يَدَيْهِ فَلْ يَرَاهَا))

ہم اپنے ہاتھ آگے بڑھا کے دیکھنا چاہتے تھے، اندھیرا تا تھا، شدت غم اتنی تھی، آنکھوں میں آنسو اتنے تھے کہ کسی کو اپنا ہاتھ بھی دکھائی نہیں دیتا تھا، تو دیکھ، تیری چراغاں ہیں، تیرے کم زمرے ہیں، تیری لائٹیں ہیں، تیرا سب کچھ ہے، یہ اتنا کچھ ہے کہ اس کے بغیر تیری خوشی نہیں، دیکھ اللہ نہ کرے، تیرے گھر میں میت ہو، تیرے سامنے پڑوس والے تیرے ہمسائے تیرے رشتے دار چراغاں کریں، خوشیاں کریں، ڈھول کی تھاپ پر ناچیں، پہاڑیاں بنائیں، گانے لگائیں،

کعبہ کے رب کی قسم!

کل فیصل آباد کے شہر کے اندر اپنی ان آنکھوں سے دیکھا، کانوں سے سنا، نبی ﷺ کی بیٹیاں جو نبی ﷺ پردہ کروانے آیا تھا، بارہ ربیع الاول ہے، محبوب ﷺ اس دنیا میں مان لیا، اگر آئے بھی ہیں، کیا یہ کروانے آئے تھے، پہاڑیاں بنی ہوئی اور جوان بچیاں باہر نکلی ہوئیں، سروں سے کپڑے دوپٹے اتارتے ہوئے، فیشن کیے ہوئے، بالوں میں پھول سجائے ہوئے اور دور ڈسکو دور ڈسکو لگا ہو، معاذ اللہ ثم معاذ اللہ۔

کل اس چیز کا دیکھ کر بارہ ربیع الاول کو جناب مصطفیٰ ﷺ پہ کیا بیت رہی ہے، خادم رسول ﷺ پہ کیا بیت رہی ہے، ہاتھ کو ہاتھ دکھائی نہیں دیتا، آدمی کو آدمی دکھائی نہیں دیتا، یہ شدت غم ہے، آ، اور نہیں تو نبی ﷺ کی بیٹیوں کی باتیں ہی سن لے۔

صحیح بخاری کی حدیث ہے، سیدہ جب آپ ﷺ فوت ہو گئے، تو کہنے لگیں،

((وَابَتَا وَابَتَا))

بھائیو! ذرا پیار سے کہہ دیجئے!

((اَجَابَ رَبًّا دَعَائه))

یہ بات میرے بھائیوں تک پہنچ جائے، سیدہ فرماتی ہیں، یہ بارہ ربیع الاول محبوب ﷺ کی وفات کا دن اوکھی سوچ کبھی یہ بھی پڑھ کے سنا دیا کر، سیدہ فاطمہ ؓ کی کیا حالت ہے،

کہتی ہیں،

((یَا اَبَتَاہ))

اے ابو جان!

((اَجَابَ رَبَّ دَعَاہُ))

وہ ابو جب رب نے بلایا، تم ہمیں چھوڑ کے اپنے رب کے پاس چلے گئے۔

((یَا اَبَتَا مَنْ جَنَّۃُ الْفِرْدَوْسِ جَاوَاہُ))

اے میرے ابو جو ہمیں دنیا میں چھوڑ کے جنت الفردوس میں چلے گئے،

((یَا اَبَتَاہُ))

اے میرے ابو جان!

((اِلٰی جِبْرِیْلَ نَنْعَاہُ))

آج ہم جبرائیل کو اطلاع دیتے ہیں،

((اِلٰی جِبْرِیْلَ نَنْعَاہُ))

آج جبرائیل کو خبردار کرتے ہیں،

((اِلٰی جِبْرِیْلَ نَنْعَاہُ))

آج جبرائیل کو پیغام دیتے ہیں، آج کے بعد مدینے میں نہ اترنا، مدینے میں اتر کے جس کے پاس تو آیا کرتا تھا، وہ اب یہاں نہیں رہا،

((اِلٰی جِبْرِیْلَ نَنْعَاہُ))

آج ہم جبرائیل کو خبر دیتے ہیں، اس حجرے میں نہ آنا، اس حجرے میں نہ آنا، جہاں تو آیا کرتا تھا، جس سے تو ملنے آتا تھا، وہ اب یہاں پر نہیں ہیں،

بھائیو!

اس کے بعد اب تیری مرضی کہ تو دیکھ مدینے میں کس طرح صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی حالت تھی، یا پھر تو کہہ دے کہ محبوب ﷺ اس دنیا میں زندہ ہیں، وہ تو فوت ہی نہیں ہوئے،

بھائیو!

یہ آخری بات ہے، سوال یہ ہے کہ جب بارہ ربیع الاول کے دن پورے دنوں کی تفصیلات بیماری کی کیفیت اور حالت سب کے سامنے ہے، کتابوں میں موجود ہے، احادیث میں مطالعہ بھی ہے، علماء بھی ہیں، معتقدین بھی ہیں، مفکرین بھی ہیں، محدثین بھی ہیں، پھر یہ باتیں لوگوں میں کیوں نہیں رکھی جاتیں، اور اس طرح سے وہ انداز جو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور آقا علیہ الصلوۃ والسلام کے قریبیوں نے رشتے داروں نے اختیار کیے، ہم کیوں نہیں کرتے؟

اصل میں اس کے پیچھے عقیدہ یہ ہے کہ پیغمبر ﷺ تو فوت ہی نہیں ہوئے،

بھائیو!

اس وقت میں جو کچھ آپ کے سامنے رکھ رہا ہوں، یہ باتیں میری نہیں، جناب امام اعلیٰ، اعلیٰ حضرت بریلوی کی ہیں، کنز الایمان قرآن مجید کا ترجمہ کیا ہے، چند آیتیں حوالے کے طور پر آپ کے سامنے رکھنا چاہتا ہوں، تاکہ پتہ چل جائے کہ جب سچا آدمی بولتا ہے تو وہ ایک ہی بات بولتا ہے،

توجہ کیجئے!

﴿كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ﴾ (القصص:۸۸)

قرآن مجید کی آیت اعلیٰ حضرت ترجمہ کرتے ہیں کہ دنیا کی ہر چیز فانی ہے، سوا اس ذات کے، اسی کا حکم ہے، اور اسی کی طرف پھیرے جاؤ گے،

﴿كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ إِلَّا وَجْهَهُ﴾ (القصص:۸۸)

اعلیٰ حضرت کا لکھا ہوا یہ ترجمہ ہے اور لاہور پبلی کیشنز میں لاہور سے شائع کیا ہے، صفحہ نمبر سات سو تیرہ ہے۔

دوسری آیت:

﴿كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ ۝ وَيَبْقَى وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ﴾ (الرحمٰن:۲۶-۲۷)

ترجمہ کرتے ہیں،

''زمین پر جتنے ہیں سب کو فنا ہے، اور باقی ہے، تمہارے رب کی ذات عظمت اور بزرگی والا۔''

تیسری آیت:

﴿وَ مَا جَعَلْنَا لِبَشَرٍ مِّنْ قَبْلِكَ الْخُلْدَ اَفَائِنْ مِّتَّ فَهُمُ الْخٰلِدُوْنَ﴾

(الانبیاء:٣٤)

ترجمہ کرتے ہیں،

''اور ہم نے تم سے پہلے کسی آدمی کے لیے دنیا میں ہمیشگی نہیں بنائی، تو کیا اگر تم انتقال فرماؤ تو یہ ہمیشہ رہیں گے؟''

کون کہہ رہے ہیں؟ جن کے نام کے اوپر محبوب ﷺ کی وفات کا انکار اور اس دن اس موت کے عقیدے پر پردہ ڈالنے کے لیے اتنا کچھ کیا جاتا ہے۔ اگر پڑھ لیا جاتا،

﴿اَفَائِنْ مِّتَّ فَهُمُ الْخٰلِدُوْنَ﴾

یہ آیت قرآن میں تین جگہ پر موجود ہے، مکی سورہ العنکبوت میں، مکی سورۃ الانبیاء میں اور مدنی سورت آل عمران میں،

جب یہ گزرتے ہیں تو دو جگہ پر ترجمہ کرتے ہیں، ہر جان کو موت چکھنی ہے، اور ایک جگہ ترجمہ کرتے ہیں، ہر جان کو موت کا مزہ چکھنا ہے۔

حضرات! اس کے بعد......

﴿وَ مَا كَانَ لِنَفْسٍ اَنْ تَمُوْتَ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ﴾ (آل عمران:١٤٥)

ترجمہ کرتے ہیں، آل عمران کی آیت نمبر ایک سو پینتالیس......

''اور کوئی جان بحکم خدا مر نہیں سکتی، سب کا وقت لکھ رکھا ہے۔''

پھر بھائی نہیں، جب اللہ نے رسول ﷺ کی بات کی،

﴿وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ﴾ (آل عمران:١٤٤)

تو ترجمہ کرتے ہیں،

''اور محمد ﷺ تو ایک رسول ہیں۔''

﴿قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ﴾ (آل عمران:١٤٤)

''ان سے پہلے اور رسول ہو چکے۔''

﴿اَفَائِنْ مَّاتَ اَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلٰى اَعْقَابِكُمْ﴾ (آل عمران:١٤٤)

''تو کیا اگر وہ انتقال کر، اگر وہ انتقال فرمائیں (یا شہید ہوں) تو تم الٹے پاؤں پھر جاؤ گے؟''

حضرات!

یہاں لفظ انتقال سے شاید کوئی کہہ دے کہ جناب انتقال کا معنیٰ ہے، پردہ فرما گئے، یا ادھر سے ادھر ہو گئے، بس جو ہے، یہ چہرہ بدلا ہے، پردہ فرمایا ہے،

آیئے! وہ آیت جس کو جناب ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے دلیل بنایا،

﴿اِنَّكَ مَيِّتٌ وَّاِنَّهُمْ مَّيِّتُوْنَ﴾ (الزمر:٣٠)

یہ سورۃ زمر مکی کی آیت ہے، ترجمہ کرتے ہیں،

''بے شک تمہیں انتقال فرمانا ہے۔''

محبوب ﷺ تمہیں انتقال کون کر رہے ہیں؟ ترجمہ اعلیٰ حضرت بریلوی اور ان کو مرنا ہے، پھر چل کے آگے یارو! کہاں تک کوئی بھاگے گا، جب یہ آیت آئی، مکی سورۃ الانعام کی، ایک سو باسٹھ،

﴿قُلْ اِنَّ صَلَاتِيْ وَنُسُكِيْ وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِيْ لِلّٰهِ﴾ (الانعام:١٦٢)

تم فرماؤ، کون کہہ رہے ہیں، اعلیٰ حضرت، سنو بھائیو! کم از کم اپنے ایمان تو پڑھ لیجئے، تم فرماؤ، بے شک میری نماز اور میری قربانیاں اور میرا جینا اور میرا مرنا، میرا مرنا، یہ مرنے کا عقیدہ صرف وہابیوں کا نہیں، یہ رسول اللہ ﷺ کے صحابیوں کا بھی ہے، اور تیرے امام اعلیٰ حضرت کا بھی ہے۔

صحابی کیا کہتے ہیں، سیّدنا جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، بخاری کی حدیث:
((مَاتَ النَّبِیُّ))
رسول اللہ ﷺ فوت ہو گئے، سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں،
((مَاتَ النَّبِیُّ))
بخاری کے لفظ، سیّدنا انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں،
((مَاتَ النَّبِیُّ))
بخاری کی حدیث سیّدہ ام ایمن رضی اللہ عنہا کہتی ہیں،
((مَاتَ النَّبِیُّ))
مسند احمد کی حدیث سیّدہ سلمٰی رضی اللہ عنہا کہتی ہیں،
((مَاتَ النَّبِیُّ))
مسند احمد کی حدیث سیّدنا جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں،
((مَاتَ النَّبِیُّ))
مسند ابن شعبہ رضی اللہ عنہ کی حدیث، ابن شعبہ کی سیّدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ، عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو کہتے ہیں،
((فَاِنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ قَدْ مَاتَ))
مسند ابن شعبہ کی روایت، اسی طرح سیّدنا ابوقتادہ کہتے ہیں،
((مَاتَ رَسُوْلُ اللّٰہِ))

سیّدنا سعید بن مغیر رضی اللہ عنہ ذکر کرتے ہیں، جناب بلال رضی اللہ عنہ کا کہ یہ اذان دیتے تھے، جب اذان دیتے تھے، رسول اللہ ﷺ فوت ہو گئے، کہنے لگے، مجھے شام جانے دیا جائے، سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، نہیں، شام نہیں جاؤ گے، یہیں رہو گے، کہتے ہیں کہ نہیں مجھے اگر آپ ﷺ اپنے اللہ کے لیے آزاد کیا ہے اور جانے دیجیے،
اگر اپنے لیے کیا ہے، تو یہی رہنے دیں، کیوں کہ جب میں

((اشهد ان محمد رسول اللہ ﷺ))

کہتا ہوں تو محمد ﷺ کا چہرہ نظر نہیں آتا، یہ صحابہ تھے،

((مَاتَ النَّبِیُّ))

سیّدنا سالم بن خبیب ارت،

((مَاتَ رسول اللہ ﷺ))

اورسی طرح سیدہ فرماتیں،

((مَاتَ رسول اللہ ﷺ))

ابن عباس ﷠ کہیں،

((مَاتَ رسول اللہ ﷺ))

اور سیدہ عائشہ ﷞ جو ہیں، وہ کہیں،

((مَاتَ رسول اللہ ﷺ))

یہ اتنے صحابی ﷠ کہیں، سیّدنا معاویہ ﷠ کہیں،

((مَاتَ رسول اللہ ﷺ وَهُوَ ابْنُ ثَلاثٍ وَسِتِّيْنَ))

صحابہ کرام ﷢ کا یہ عقیدہ تھا، جس پر شاید تو نے پردہ ڈالنے کے لے اسی دن پیدائش رک لی کہ جس دن محبوب ﷺ کی وفات تھی، اور اگر پیدائش اور وفات مل بھی جائیں، خوشی سالگرہ اور وفات مل جائیں،

آپ نے بیٹے کی سالگرہ رکھی ہو، باپ فوت ہو جائے تو کیا باپ کی میت کو لیٹ کیا جائے گا یا بیٹے کی شادی کی سالگرہ لیٹ کردی جائے گی۔

او یارو!

خوشیوں پر غمیاں غالب آ جاتی ہیں، مان بھی لیا، ادھر محرم سے شروع ہوتے ہیں، محبوب ﷺ کے نواسے نے شہادت پائی،

حضرات!

محرم پورا مہینہ اور اس کے بعد دس دن چھوڑ کے پہلے یہ بیس دن محرم کے پھر اس دس اگلے اور دس دن، صفر کے ملا کے چالیسویں تلک جو ہے، تیرا محرم ختم نہیں ہوتا ہے، وہاں پر تجھے افسوس ہوتا ہے، دکھ ہوتا ہے، ٹھیک سات دن کے بعد سیدنا حسن وحسین رضی اللہ عنہما کے نانا جان بیمار ہو جاتے ہیں، اور اسی بیماری کے عالم میں بارہ ربیع الاول کو اس دنیا سے رخصت ہو جاتے ہیں، لیکن اب تجھے خوشیوں کی سوجھی ہے،

کیوں اس طرح سے تو کرے گا، اگر عقیدہ موت کے اوپر پردہ ڈالے گا، تو تم سے پردہ نہیں ڈلے گا، کیونکہ خود اعلیٰ حضرت بریلوی نے جب یہ آیت ترجمہ کیا،

﴿أَمْ كُنتُمْ شُهَدَآءَ﴾ (البقرہ: ۱۳۳)

لوگو! تم گواہ ہو کہ جب جناب یعقوب علیہ السلام کو موت آئی، موت، وہ بھی نبی ہے، موت آئی، ادھر کہا جاتا ہے، کہ انبیاء کو موت نہیں آتی،

﴿فَأَمَاتَهُ اللّٰهُ مِائَةَ عَامٍ﴾ (البقرہ: ۲۵۹)

حضرت عزیر علیہ السلام کا ذکر آیا، اس آیت کا ترجمہ کیا کہ اللہ نے سو سال کے لیے مردہ کر دیا،

کہتے ہیں، کہ وہابی ان کو مردہ سمجھتے ہیں، تیرے اپنے امام کا ترجمہ ہے، اس آیت کے ترجمہ کو پڑھ کے دیکھ، ان شاء اللہ تجھے سمجھ آ جائے گی،

آخر میں کہتا ہوں، میری عادت نہیں زخموں پہ نمک پانے کی، کیا کروں اگر یہ زخم نہ دکھاؤں تجھ کو، میں نے یہ قصہ کہا ہے، کس لیے مجبور ہو کر، جو تیرا فرض ہے، وہ یاد دلاؤں تجھ کو۔

وما توفیق الا باللہ۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اللہ ہی مشکل کشا

ہاتھ کی لکیروں پہ نہ جا اے غالب
نصیب ان کے بھی ہوتے ہیں جن کے ہاتھ نہیں ہوتے

بورے والا کہ زندہ دل بزرگو! شیر دل نوجوان بھائیو! پھول دل ننھے منے ساتھیو!
ممتا سے لبریز نرم دل اسلامی ماؤں بہنو!

اس وقت جہاں ہم رہ رہے ہیں، یہ دنیا ہے، اور دنیا مشکلوں کی آماجگاہ ہے، دکھ بھی ہیں، الم بھی ہے، تکلیف بھی ہے، پریشانیاں بھی ہیں، جب دکھ آجائے، آدمی دکھی ہو جائے، مشکل پڑ جائے، تو اسے سنبھلنا پڑتا ہے، اس چیز سے کسی کی کو انکار نہیں، پریشانیاں اپنی اپنی قسم کی ہوتی ہیں،

کہتے ہیں کہ دنیا میں خوش وہی ہے جسے آپ نے کبھی پوچھا نہیں، اور جسے پوچھ لیا، پھر وہ خوش نہیں، پریشانیاں بھر مار ہے ان کی، دکھ درد بے شمار ہیں، وہ انعام اور مصائب ان گنت ہیں، وہ لیکن بندہ ایسی صورت میں کرے کیا، کیا کریں،

حضرات!

ایک صورت تو یہ ہے کہ پریشانی کی نوعیت کو بھانپا جائے اور صبر کرلیا جائے، لیکن کچھ پریشانیاں ایسی ہوتی ہیں، دکھ ایسے ہوتے ہیں، مشکلیں ایسی ہوتی ہیں، کہ صبر چاہنے کے باوجود آتا نہیں،

حضرات!

آپ مجھ سے پہلے اسلام کی سچی دعوت کو علمائے ربانی کی زبانی سن رہے تھے، آئیں! اپنے ماضی کے دکھ لے کے بیٹھ جاتے ہیں، آج، انسان کی زندگی تو کہیں بیماری سے تنجیر

ہے، کسی کو پیر میں درد، کسی کا جگر خراب، کسی کا دل بے چین، کسی کو درد الم اور غم یہ لے کے بیٹھے ہوئے ہیں،

حضرات!

کسی کو ہم دیکھ رہے ہیں، کہ بیٹا داغ بے وفائی دے گیا، جدائی دے گیا، باپ نے آنسو بہا بہا کے آنکھیں سفید کر لیں،

﴿وَ ابْيَضَّتْ عَيْنٰهُ﴾ (یوسف : ۸٤)

آنکھیں سفید ہو چکی ہیں، اور کسی کو ہم دیکھتے ہیں کہ دنیا کے اندر ایسی مشکل میں پھنسا ہے کہ اسے وہ چہرہ نظر نہیں آتا کہ جس چہرے کو دیکھ کر وہ ابو کہہ سکے، باپ بول سکے، وہ مکھڑا نظر نہیں آتا کہ جس کو دیکھ کر وہ اپنی ماں کہہ لے، اس پہ محبت کی نگاہ ڈال اور اس کو دیکھ کہ ممتا کے ساتھ چمٹ جائے۔

حضرات!

یہ ہمارے دکھ ہیں، کسی کو اس کا پیار نہیں ملتا، کسی کو اس کا مطلب نہیں ملتا، کسی کو اس کا مطلوبہ رزق نہیں ملتا، کسی کو کوئی غم، کسی کو کوئی الم، کسی کو کوئی دکھ، کسی کو کوئی پریشانی، علاج ڈھونڈا ہم نے جب بیماری ہے، تو علاج ڈھونڈا جائے گا، جب مشکل ہے تو اس سے نکلنے کے لیے راستہ ڈھونڈا جائے گا۔

ہم نے جو راستے ڈھونڈیں ہیں، کچھ ایسے ہیں، فٹ پاتھ پہ چلے گئے اور ایسے بزرگ کے پاس چلے گئے کہ جس نے اپنے تینوں طرف بورڈ لکھ کے لگائے ہوئے ہیں، کہ آپ کی مشکلوں کو آسان کرنے والا، آپ کی ہر مشکل کا حل بتانے والا، آپ کو کل کی خبر دینے والا، محبوب کو آپ کے قدموں میں لا کے گرانے والا،

گھر سے بھاگے ہوئے بیٹے کو واپس لے کے آنے والا، آپ کی چوری شدہ رقم آپ تک پہنچانے والا، آپ کے دشمن کو مات اور زیر کرنے والا، آپ کی کنڈلیاں ملانے والا، آپ کے کل کے بارے میں سمجھانے والا، اور ہم نے حل یہ ڈھونڈھا،

اخبار خریدیئے،اس میں ہوگا، آج کیسے گزرے گا، ڈائجسٹ خریدیئے، اس میں ہوگا، آپ کا ہفتہ کیسا گزرے گا، اسی طرح ناول خریدیئے، اس میں ہوگا، آپ کا یہ مہینہ کیسے گزرے گا، ہاتھ آگے بڑھائیے، لکیریں دیکھ کے ہم بتائیں گے، آپ کی زندگی کیسے گزرے گی، اس میں غمیاں، پریشانیاں، دکھ اور تکلیفیں حل کیسے ہوں گی؟

حضرات!

یہ ہم نے حل ڈھونڈنے ہیں، سوال یہ ہے ہم یہ کر بیٹھے، دنیا کر رہی ہے، ہو رہا ہے لیکن کیا یہی اس کا علاج ہے، آج کی کانفرنس اسی سوال کا جواب ہے۔

حضرات!

آج تو نہ کچھ جوشیلی گفتگو کا ارادہ ہے اور نہ بات کو طول دینا مقصد ہے۔ اس سوال کا جواب اور پھر صحیح حل پیش کر کے ان شاء اللہ آپ سے اجازت لیتا بنوں گا۔

میرے بھائیو!

اس سوال کا ایک جواب تو آپ شعر کی صورت میں دے رہا ہوں، میں کوچہ بل چکے ہیں، جائیں ہاتھ پھیلائیں، جائیں لکیروں کو پڑھوائیں، پیش کریں، آگے کریں اور اس عقیدت سے سر جھکا کے بیٹھے کہ یہ فٹ پاتھ پہ بیٹھا، یہ آفس میں بیٹھا پروفیسر، یہ نجومی، یہ پاتھ، یہ میرے ہاتھ کی لکیریں بولیں گی، یہ مجھ کو ان کی زبان سمجھائے گا، اور مجھ کو بتائے گا، کہ میرا نصیب کیا ہے، میرا مقدر کیا ہے،

حضرات!

غالب اس موقع پر تیرے اس عقیدے کے اوپر چوٹ لگا کے بولا کہ

ہاتھ کی لکیروں پہ نہ جا اے غالب
نصیب ان کے بھی ہوتے ہیں جن کے ہاتھ نہیں ہوتے

بھائیو!

مجھے اس شعر کے بعد میرے خیال میں مزید وضاحت کی ضرورت نہیں، بیٹھ جائیں،

حل ڈھونڈا جا رہا ہے، کہ آپ اپنا نام بتائیں، والدہ کا نام بتائیں، بتا دیا گیا، آپ کی تاریخ پیدائش کیا ہے، یہ ہے، اب آپ جو ہیں، کس کھاتے میں آتے ہیں، اس کے پورشن بنا دیئے گئے، یہ اس کا ستارا فلاں ہے، اس کا فلاں ہے، اس کا یہ ہے،

اور پھر حساب کتاب لگا کے کیا بنایا، کیا سمجھایا کہ جناب آپ کا یہ ہفتہ پریشانیوں میں گزرے گا، محتاط رہیے! آپ کو ایک خوشی ملنے والی ہے، آپ کو یہ ہونے والا ہے، آپ کے راستے میں یہ پرابلم آنے والی ہے۔

حضرات!

یہ چاند ستاروں کا حساب و کتاب لگایا، شاعر تڑپ کے بولا! سنیے!

ان چاند ستاروں سے کہا پوچھوں
کب دن میرے پھرتے ہیں
یہ تو بے چارے خود ہیں بھکاری
ڈیرے ڈیرے پھرتے ہیں

حضرات!

خدا کے لیے مشکل بڑی ہے، ہاتھ دکھانا بھی صحیح نہیں، ان سے پوچھنا بھی صحیح نہیں، یہ میں اپنی طرف سے نہیں کہہ رہا، غالب کی ترجمانی کر رہا ہوں،

تو سنیے حضرات!

سید الکونین نے کہا تھا، جس ذات نے تجھے ہاتھ دیئے ہیں، اس کا شکر ادا کر، شکر ادا کر کہ تجھے ہاتھ دیا، اس ہاتھ کو پھیلانا ہے تو دینے والے کے آگے پھیلا، محبوب ﷺ نے کہا، جس شخص نے اپنے اس ہاتھ کو کسی پامسٹ، نجومی، عراف، کاہن، اس کے سامنے پھیلایا، اس نے پڑھا، اس نے بتایا، اور اس نے تصدیق کر دی، کہنے والے نے کہا، دکھانے والے نے مان لیا،

((فصدّقهُ))

اس نے تصدیق کر دی، سید الکونین فرماتے ہیں، عرش والے الٰہی کو ہاتھ دینے والے رب کو اتنا غصہ آتا ہے، اتنا غصہ آتا ہے کہ وہ ایک سجدہ کہ جس کی وجہ سے انکار کرنے پر دنیا کے مقرب ترین نام کو مقرب ترین ذات کو اللہ نے لعین بھی بنایا اور شیطان بھی بنایا، دھتکار بھی دیا، مردود بھی بنا دیا، راندھا درگاہ کر دیا، لعین بنایا، لعنتیں برسائیں، ایک سجدے کا انکار کیا، لیکن یارو، ادھر یہی شخص جس کو اللہ نے ہاتھ دیا ہے،

یہ ایک دن نہیں، دو دن نہیں، ایک ہفتہ نہیں، دو ہفتے نہیں، چالیس دن یعنی سوا مہینہ، ایک مہینہ دس دن تلک دن کے اندر پانچ مرتبہ، ایک ایک رکعت میں دو دو سجدے زمین پہ ناک کو رگڑے، پیشانی کو رگڑے، رکوع کرے، قیام کرے، ہاتھوں کو باندھیں، سجدے میں جا جا کے کہے،

((سبحان ربی الاعلیٰ))

محبوب ﷺ نے کہا ہے، اللہ کو غصہ اتنا ہے جو اس ظالم نے اپنا ہاتھ دینے والے کے سامنے نہیں پھیلایا، ایک مطلوب کے سامنے رکھ کے اس نے اس سے پوچھا، جو اس نے بتایا، اس نے تصدیق کر دی، سید الکونین کہتے ہیں، اللہ اس غصے میں اس بدبخت کی چالیس دن کی نماز کی طرف دیکھنا بھی گوارا نہیں کرتے۔

میرے بھائیو!

اس بات کی سمجھ اگر ملت اسلامیہ کو آ جائے، حنفی دیوبندی، بریلوی، شیعہ، وہابی کے مسائل اور اختلافات ختم ہو جائیں گے، یہ نہ ایک دوسرے میں مدغم ہو جائیں لیکن افسوس جس طرح آپ سن رہے تھے، ہمارے ہاں عقیدت پر عقیدہ غالب نہیں کیا جاتا بلکہ عقیدے کے اوپر عقیدت کو غالب کر دیا جاتا ہے۔

نتیجہ یہ ہے، سانپ سے ہم ڈر رہے ہیں، بچھو سے ہمیں خوف ہے، اور بابا جی بال بڑھے ہوئے، چشمہ لگا ہوا، دستار بندھی ہوئی، کلا اٹھا ہوا، ہاتھ میں تسبیح ہے، منکے پہ منکہ ہے اور دوسرے میں مسخر ہے، اور پاؤں میں اس کے ماشاء اللہ بڑے بڑے ٹل ہے، تو یہ شخص اس

سے گھبرا رہا ہے کہ پہنچی ہوئی سرکار ہے، پتہ نہیں مجھے کسی مشکل میں نہ ڈال دے، مجھے کسی مشکل میں نہ ڈال دے،

حضرات!

آج ایک بات نوٹ کر کے جائیں، جو ذات مشکلوں سے نکالتی ہے، ڈالتی بھی وہی ہے، اگر وہ ڈالنا نہ چاہے، پوری کائنات مل جائے، محمد رسول اللہ ﷺ نے کیا فرمایا، مغرب کی نماز ابھی آپ لوگوں نے پڑھی، فرمایا، جو مغرب کی نماز پڑھ کے تین مرتبہ اپنی زبان کو حرکت دے دے، اور کیا بولے؟

((بسم اللہ الذی......))

پڑھیئے بھائیو!

آپ نعرے بھی مارتے ہیں، اور بہت کچھ بولتے ہیں، لیکن آئیں، یہ پڑھیں، اب جنہوں نے نہیں پڑھی، ان کا پڑھنا ہو جائے،

((بسم اللہ الذی......))

شرمایئے، شرمایئے، ایسے لگتا ہے جیسے نکاح کا کلمہ پڑھنے لگے ہیں، ہاں ہاں جی،

((بسم اللّٰہ الذی لا یضر مع اسمہ شئی فی الارض و لا فی السماء وھو السمیع العلیم))

فرمایا، جو تین مرتبہ یہ کلمہ پڑھ لیتا ہے، یہ دعا پڑھ لیتا ہے، رات کے اندھیرے میں، رات کے لمحات میں، پوری دنیا مل کے آجائے، دشمن آجائیں، عُدُوّ آجائیں، بیگانے آجائیں، دنیا کے جانور اور درندے آجائیں، سارے مل جائیں، اگر اللہ نہ چاہے تو اس بندے کے بال کو بھی بیکا نہیں کر سکتے۔

ہم نے سیکورٹی گارڈ رکھے ہیں، گن مین رکھے ہیں، پہرے دار رکھے ہیں، لیکن راتوں کو پھر بھی نیند نہیں آتی، لیکن جس نے یہ ایمان سے پڑھ لیا، اس کا ایمان یہ ہو کہ اللہ کے علاوہ دنیا کا کوئی شخص میرا نقصان نہیں کر سکتا،

حضرات!

پھر اس کا نقصان ہوتا بھی نہیں اور فرمایا جو صبح کی نماز کے وقت تین مرتبہ یہ جملے دہرائے، سارا دن کائنات کی کوئی چیز اسے نقصان نہیں پہنچا سکتی،

بھائیو!

کائنات کے باپ بھی آ گئے، کائنات کے پیر بھی آ گئے، فقیر مرشد بھی آ گئے، ہادی رہبر راہنما بھی آ گئے، اور اس کے اندر ملنگ بھی آ گئے، دنیا کے لچے لفنگے بھی آ گئے اور اس میں ننگ فرنگ بھی آ گئے، ہر قمطہ گری کا شخص آ گیا، ہر جانور آ گیا، حیوان آ گئے،

حضرات!

حتی زہر تلک آ گئی، جناب خالد بن ولید عراق کی سرزمین پر ﷜، رستم کا ایک شخص ملا، راہب کی شکل میں آیا، پوچھا کون، کہا، میں غلام، کہا کیا کرتے ہو، بتایا، پوچھا یہ پوٹلی میں کیا باندھا ہوا ہے،

بھائیو!

ایمان ہم بھی ایمان دار ہیں، میری مائیں بہنیں بھی سنیں، بھائی بھی سنیں، نوجوان بھی سنیں، بوڑھے باب بھی سنیں، کہا، تیرے پہلو میں پوٹلی میں کیا ہے، کہا، خالد اپنے پاس زہر رکھتا ہوں، کہا، زہر کیوں رکھتے ہو، کہا، اگر آپ جیسے مسلمان مل جائیں اور وہ زبردستی کریں، زبردستی کریں یا اپنے ایمان کے اندر، اسلام کے دائرے میں داخل کرنا چاہیں، یا کوئی ایسا منظر دیکھوں جو مجھے اچھا نہیں لگتا تو میں نے یہ اپنے پاس رکھی ہوئی ہے،

یہ دنیا کی سخت ترین زہر ہے۔ تھوڑی سی منہ میں ڈال کے مر جانا بہتر ہے، لیکن اپنے من ومزاج کے خلاف بات سننی گوارا نہیں کرتا میں، اس نے اپنا ایمان دکھایا، جرأت پیش کی، جناب خالد رسول اللہ ﷺ کی تربیت میں پلنے والے صحابی، یارو، کل کا وہ صحابی جو عقیدہ رکھتا ہے اگر آج کے وہابی کے پاس وہ عقیدہ ہے، اس عقیدے کو کائنات کا کوئی شخص لے لے، میں یہ کہتا ہوں، اگر وہ وہابی نہیں بننا چاہتا نہ بنے،

کم از کم یہ سوچ لے، میرے پاس ایک صحابی کا عقیدہ ہے، کیا کہا، کہا ذرا دکھایئے، لایئے، دیکھیں، آپ کی زہر کون سی ہے، ٹکڑا پکڑا، ہاتھ پہ رکھا، اور کیا پڑھا،

((بسم اللّٰہ الذی لا یضر مع اسمه شئی فی الارض ولا فی السماء وهو السمیع العلیم)) (ابوداؤد: ۵۰۸۸، ترمذی: ۳۳۸۸، صحیح ابن حبان: ۲/ ۳۳۲)

گلے میں اتار لیا، منہ میں رکھی، راہب خوش ہوا، چلیں جی جو کام تلواروں سے نہ ہو سکا، فوجوں سے نہ ہو سکا، سپاہیوں سے نہ ہو کا، رقومات سے نہ ہو سکا، لاؤ لشکر سے نہ ہو سکا، رستم سے نہ ہو سکا، وہ آج میری ایک میری پوٹلی میں بندھی ہوئی معمولی سی چیز نے میڈیا وار نے میرے پولو نے اس پر جادر کر دیا،

یہ کھایا اور ابھی مرا، اس انتظار میں وہ دیکھنے لگا، اور اندر ہی اندر خوش ہونے لگا،

حضرات!

تاریخ گواہ ہے، تاریخ گواہ ہے، جس طرح خالد بن ولید ﷜ دنیا کی کوئی تلوار اس کو اپنی دھار کے نرغے میں نہیں لا سکی، باوجود کے ایک ایک قدم پر نو نو تلواریں ٹوٹیں،

حضرات!

اسی طرح اس شخص کی وہ تیز ترین نسخہ اور زہر جو ہے، وہ خالد بن ولید کے وجود پہ جو ہے، اثر نہیں کر سکی، ایمان یہ تھا کہ جس نے اس کو بنایا ہے، میں نے اس کا نام لے کر کھایا ہے، وہ اس کے زہر بھرے اثر کو ختم کرنے پہ قادر ہے، کیونکہ وہ ابراہیم علیہ السلام کے نعرے نمرود کے شرارت و تنازع کو ختم کرنے پر قادر جو ہے۔

جب ایمان یہ ہو، ایمان ایسے ہو، پھر دنیا کی کوئی طاقت اس کو متزلزل نہیں کر سکتی، بات چلی ہے، چاند ستارے کی ہاتھوں سے فارغ ہوئے، آج کے بعد جس بھائی کا دل چاہیے، وہ جائے تصدیق کرے، اور پوچھے جی میٹرک کا امتحان ہو رہا ہے، بچے بھاگے بھاگے جا رہے ہیں، ماں جا رہی ہے، باپ جا رہا ہے،

اینے جی امتحان دینا ہے، اینداکی بنے دا، وچارے کجھ دسوں نا،

مولانا مجھے ۱۹۹۲ء کی بات یاد آ رہی ہے، فیصل آباد لاری اڈا سے تھوڑا ہی ساتھ بابا جی نور شاہ ولی کا دربار ہے، زیارت کے لیے گیا، اور عادت بھی ہے، چلے جاتے ہیں، الحمد اللہ، عمر درباروں پہ گزری، بابا جی کے مزار کے پاس ریڑھی کھڑی ہے، ریڑھی کے اوپر تعویذ پڑے ہیں، قد آور ایک ملنگ ہے، سبز رنگ کا چولا پہنا ہوا ہے، جھرمٹ بندھا ہوا ہے اور طالب علم کھڑے ہوئے ہیں، پوچھتے ہیں،

بابا جی، اسی امتحان چ پاس او جاں دے، کہندے نیں پتر وتسی سارے جنے ریڑھی دے ادھر ادھر کھلوتے اوتسی فیل او جاؤ دے،

پہلے تعویذ مانگا، فضائل بتائے کہ یہ تعویذ امتحان میں پاس کرے، بواسیر کے موکے ختم کرے، یہ تعویذ دشمن کو مات کرے، جو جو فضائل لکھے ہوتے ہیں، وہ بتا رہے ہیں، پوچھنے لگے، بابا جی امتحان میں بھی پاس ہوں گے، کہنے لگے:

پترتسی امتحان چو فیل ہو جاؤ دے،

کہنے لگے، بابا جی او کیوں؟

کہنے لگے:

پتر وتعویذ نے تے جا کے پرچے نہیں لکھنے، اوتسی لکھے نیں، انہیں تے نمیں ناں کتابوں پڑھنیاں، اوتسی پڑھنیا نیں، نمیں پڑھو گے ایہہ تعویذ نوں پڑھ دے رہو گے، ایہہ تعویذ تاں وچ آنا کوئی فیل ہو جاؤں،

حضرات!

باب جی کے دوارے ماں چلی گئی،

میری دھی نوں طلاق ہو گئی اے تے اے کی حل اے، تے اینداا مشکل دا کوئی علاج دسو، بابے ہوری تعویذ لکھ کے دتا، کاغذ نوں زہر لائی، پانی چ پلا دے، تیرے دشمن تڑپ تڑپ کے مرن دے، تعویذ دا کمال اے، پانی چ کول کے پلانا اے،

حضرات!

یہی تعویذ جو مارنے والا ہے، میں دعویٰ سے کہتا ہوں، لاؤ، اس کو چائے میں گھول کے پلایئے، کچھ بھی نہیں، پانی میں پلاتا ہے، کلام کا اثر کالا جادو، او یارو، ایسی باتیں، یہ مومن کی مشکلیں حل ہو رہی ہیں، مشکلوں سے نکلنے کا حل ڈھونڈا جا رہا ہے، اور کبھی چاند ستارے سے،

آئیں اپنے رب کے قرآن سے پوچھیں، یہ ستارے کس لیے ہیں، رب کے قرآن نے تین ہی باتیں بتائی ہیں، کہ ہم نے سمت کے متعین کرنے کے لیے کہ سمندروں میں، صحراؤں میں، جہاں کوئی جہت ہیں، جس طرح بزرگ بتا دیا کرتے تھے کہ قطبی ستارہ ہے۔ یہ قطبی ستارہ ہے، کندھے کے برابر کرلو، مسجد کا رخ قبلہ درست ہو جائے گا

حضرات!

سمتوں کا تعین، آسمان کی زینت کے لیے، آسمان کی زینت کے لیے، شیاطین کو مارنے کے لیے، یہ اللہ نے تین باتیں بتائیں،

حضرات!

یہ عقیدہ ہے، اور عقیدت کیا ہے کہ یہ ستارہ اس وقت چونکہ گھوم کر کے یہاں پہنچ گیا ہے، اس لیے آج ہمارے ہاں بورے میں بارش نہیں ہوگی، سمندری میں ہوگی، یہ ایمان، یہ عقیدت، یہ فکر، رسول اللہ ﷺ حنین سے لوٹے، حنین سے لوٹے، کیا دیکھا؟ کہنے والوں نے کہا:

((اِجْعَلْ لَنَا ذَاتَ اَنْوَاطٍ))

اس طرح کی چیزیں ہمیں بھی بنا دیجئے، ایک اور واقعہ آیا، محمد رسول اللہ ﷺ نے کہا، لوگوں کن کو کہا، صحابہ رضی اللہ عنہم کو، آج کچھ لوگ ستاروں کی وجہ سے مومن بن گئے، اور کچھ کافر ہو گئے، ستاروں کی وجہ سے، وہ کیسے؟

جنہوں نے کہا، نا

((مُطِرْنَا بِنَوْءِ كَذَاه))

کہ یہ فلاں ستارہ فلاں مدار میں داخل ہوا، ہمیں بارش مل گئی، فرمایا، انہوں نے اللہ کا کفر کر دیا، ایمان ستارے پہ لے آئے کہ وہ فلاں مرحلے میں داخل ہو تو بارش ہوئی ہے، فرمایا، انہوں نے شرک کیا، اللہ کے ساتھ کفر کیا، اور جس نے یہ کہا کہ ستاروں، ستاروں سے بارش نہیں ہوتی، اللہ کی توفیق سے ہوتی ہے، جب اللہ اجازت دے تو ہوتی ہے، انہوں نے اللہ پہ ایمان لایا، ستاروں کا کفر کر دیا۔

حضرات!

یہ مومن کے غلط فیصلے نہیں، روایات اور احادیث کو پڑھیں، اگلی بات جو سننے والی ہے،

بھائیو!

پانچ چیزیں نوٹ کر لیں، کچھ آپ سن چکے ہیں، مزید تفصیل سن لیں، مشکل کشا ہوتا کون ہے، کوئی قاعدہ اور قانون بھی ہونا چاہیے، اگر ڈسپرین کی گولی کھائیں، سر کی درد ہٹ جائے تو مشکل کشا ہے نا وہ بھائیو، مشکل حل کیا ہے، درد ہٹی ہے، درد مشکل ہے، اس کو برداشت کرنا مشکل ہے، اس نے مشکل دور کی ہے کہ نہیں کی؟

یہ دلیلیں دے کے عوام کو بہکایا جاتا ہے،

جے چار آنے دی ڈسپرین مشکل کشا ہو سکدی اے، تے ایڈے وڈے بزرگ تے ولی نے پیر نے فقیر نے نبی نے انبیاء نے پیغمبر، ایہہ مشکل کشا نئیں ہو سکدے،

دلیل دیکھئے چار آنے کی ڈسپرین، مشکل کشا؟

مجھے پیاس لگی تھی، پیاس کو برداشت کرنا مشکل، ہے مشکل کے نہیں؟ پیاس لگی ہو، ہونٹوں چپڑیاں جمتی ہیں، صبح سے روزہ رکھا ہے، مغرب کے وقت پانی نہیں، کھجور نہیں، کچھ بھی نہیں، پانی کا گلاس ملا، پیاس مٹ گئی، پانی نے مشکل حل کر دی کہ نہیں؟

حضرات!

اسی طرح چلتے جائیں، اعلیٰ حل کیا ہے، لیکن یہ باتیں بچوں کی ہیں، مشکل کشا کون ہوتا ہے؟

بھائیو!

پہلی بات نوٹ کریں کہ مشکل کشا کے اندر یہ خوبی ہونا ضروری ہے، مختار کل میں، مشکل کشا میں کہ وہ ہر چیز بنانے پہ فی الفور قدرت رکھتا ہو۔ مشکل جس قسم کی ہو، اس کے متبادل علاج کا قادر ہو، اس وقت آپ ایک بیماری سن رہے ہیں، ہیپا ٹائٹس سی، سن رہے ہیں یا نہیں؟

بھائیو! توجہ میری طرف، میں بات سمجھانا چاہ رہا ہوں۔

ہیپا ٹائٹس سی لاہور میں، وزارت حج، حج میٹنگ کے اندر سیکرٹری حج نے یہ بات کی کہ جناب ہم باقاعدہ پاکستان ہاؤس میں ہر بیماری کی جو ہے، ویکسین رکھتے ہیں، فوری طور پر ڈاکٹر کھڑے ہو گئے، کہنے لگے، جناب آپ کو سیکرٹری حج ہونا مبارک ہو، اچھی بات ہے، لیکن ابھی تک ہیپا ٹائٹس سی جو ہے، اس کی کوئی ویکسین دنیا میں بنی ہی نہیں ہے،

بنی نہیں ہے میرے بھائیو!

ہماری آ گئی، مشکل آ گئی، اب اگر کوئی اس مشکل کو حل کرنے پہ قادر ہے، قدرت رکھتا ہے، لے کے آیئے، کون ہے، دنیا نے ہاتھ کھڑے کر دیئے، کہا، اس کا علاج نہیں، کینسر کا علاج نہیں، ہیپا ٹائٹس سی کا علاج نہیں، دنیا نے زبانوں سے بول دیا، عرش والے رب نے کہا، مصطفیٰ ﷺ نے بیان کیا،

((جاء من داعی))

مشکل کشا کا بیان سنیئے!

کہا دنیا میں جو بیماری ہے، ہم نے اس بیماری کی دوا بھی اتاری ہے، کوئی بیماری ایسی بیماری نہیں کہ جس کی دوا صالح رب نے اور اتاری نہیں،

حضرات!

دوا اتاری ہے، جو یہ دوا اتارنے پہ دوا بنانے پہ، پیش کرنے پہ قادر ہے، وہی مشکل کشا ہو سکتا ہے، کوئی دوسرا نہیں اور دنیا سے جو یہ بیان دلوایا کہ جناب ہیپا ٹائٹس سی کے بارے

میں محنت ہو رہی ہے، یا ایجادات ہو رہی ہے لیکن ہمارے پاس کوئی کٹ نہیں، کوئی لیبارٹری ایسی نہیں، کوئی ایسی لیب ہیں، کوئی ہمارے پاس ایسی چیز نہیں کہ جس سے یہ پتہ کر سکیں کہ اس کا علاج کیا ہے، حل کیا ہے؟

حضرات!

اللہ نے یہ بول بلوائے، یہ بتانے کے لیے کہ لوگو! دنیا کے بڑے بڑے سائنس دان، ٹیکنالوجی کے باوجود ترقی کے باوجود سائنس کے عروج کے باوجود بھی محتاج ہیں، یہ مشکل کشا نہیں ہیں، مشکلوں میں پڑے ہوئے ہیں، مشکل کا حل ڈھونڈتے نہیں، نہیں مل رہی، اس مشکل کا عمدہ حل کرنے والا کون ہے، وہ اللہ ہے، جس نے اس بیماری کو ڈال کے بتایا کہ مشکل دینے والا ہی مشکل کشا ہے۔

دوسری بات!

مشکل کشا خالق ہوتا ہے، مشکل کشاء، جس طرح اس نے مشکل کو پیدا کیا، وہ مخلوق نہیں ہو سکتا، کیونکہ مخلوق ہونا خود ایک مشکل ہے، مشکل کشا جنم کا، محتاج نہیں ہوتا، نوٹ کیجئے، مومنوں اپنے عقیدے کو صاف کیجئے،

بریلوی، دیوبندی، شیعہ، چھوڑیئے اس جنگ کو، آؤ اپنے دماغ کو صاف کیجئے، مشکل کشا جنم کے مرحلوں سے پاک ہوتا ہے، کیوں جنم کے مرحلے خود مشکل ہوتے ہیں، خود ایک مشکل ہیں، مشکل ہیں کہ نہیں؟

پہلے پا جی میرے تے سر چ وی بگھے دا دھما چ چ،
ابھی آج کی بات ہے، آج کی بات،
پا جی ہن تاں سارے ائی بگھے او چلے نہیں، کتے کوئی رشتہ ای کرا دیو،
مشکل ہے کہ نہیں، کیا ہے، اولاد کی تلاش ایک جنم کے مرحلے کے لیے منگنی ہو گئی،
او جی ۳۰ کو دفعہ ہو گئی تے بتیس دفعہ ٹٹ گئی، پتہ نئیں بنتا اے کسے نیں آ کوئی ویکھو نا حساب کتاب کر کے سمجھ نئیں آندی کوئی ہتھ دیکھو، جنوں وکھانا ایں، او کہندا اے دونے تین

نے سوندی کوئی نہیں،

مشکل ہوگئی، بات پکی ہوگئی، گاڑی لے کے چلے، راستے میں ٹکرا گئی، مشکل، بیاہ کے لے آئے، گھر میں لائے، بیوی اچھی نہیں نکلی، میں اچھا نہیں تھا، مشکل،

حضرات!

اللہ نے خوشخبری دے دی، یا اسے پہلے پا جی سترہ سال وہ گئے ہیں، اللہ نے دتی نئیں، پتہ نئیں اللہ نوں میرے والے کی ہو جاندا اے، منہ ادھر ادھر کر لیندا اے، کوئی دعا ای کر چھڈو نا دلوں، مینوں کوئی منڈہ نہ سہی تے کڑی ای دے چھڈے، دیوے تے سہی نا، سترہ سال ہو گئے نئی لوکی کہندے نئیں ایہہ ویکھ ویاہ کیتے نوں اوندا پہلے جیہڑا ہاتھ پھڑ دا شور پایا سی، کر دیتا اے تے ہن دوجارہ اینویں ای پھر دا اے، اب میں کیا کروں؟

مشکل ہے یا نہیں، چلیں جی اللہ نے نوید بھی دے دی، خوشخبری ہوگئی، ماشاء اللہ، جنم، جاؤ ماں سے پوچھو، نومہینے، نو مہینے کا پیریڈ اگر بچے نہ ہوتے تو وہ میں مناظر کھینچا کہ جو مشکلات اس جنم کے لینے اور دینے میں آتی ہیں،

حضرات!

آپ واقف ہیں، نو ماہ کی تکلیفیں اٹھائی ماں نے، او اندر ہسپتال پئی اے، اے باہر ٹنگیا اے،

اللہ کی قسم!

آج ایک ہسپتال کے باہر کھڑا تھا، بابا جی اور بیٹا کھڑے ہیں، بیٹا بڑا مضطرب ہے، پیو نے سیدھی سیدھی لائی، کہندا سوائے گاں پاٹے چھکے دی اوئے چپ کر خیر آ: تینوں کی ہویا اے، توں اینویں آنسو بہائی جانا اے، اللہ خیر کرے گا، آپریشن ای اے اکی ہو گیا اے،

حضرات!

مشکلیں، ہائے بچے سے پوچھ، پیدا ہوئے، وقت بچہ روتا کیوں ہے، کیوں روتا ہے؛ سوچ کبھی سوچ، اللہ نے اس کو رلا کے بتایا، اوئے کانوں کے پردے کھول کے سن، یہ اس

لیے رو رہا ہے، تجھے بتانے کے لیے کہ

﴿وَهۡنًا عَلٰى وَهۡنٍ﴾ (لقمان: ۱۴)

یہ جھٹکے جو اللہ نے رکھوائے ہیں، اور تنگ ترین راستوں سے مشکل گھاٹیوں سے گزار کے اس کا رونا انرجی ختم ہوئی ہے، اسی کو گھٹی کھلا رہی ہے، یہ بتانے کے لیے کہ یہ راستے آسان نہیں، پرابلم ہیں، مصیبت والے ہیں، مشکلوں والے ہیں، تکلیف والے ہیں،

حضرات!

جس راستے میں مشکل آئے، مشکل کشا پھر کیسا؟ جو خود مشکل میں پڑا ہو،

حضرات!

اگلی بات:

لائیں آپ دنیا کا کوئی مشکل کشا لے آئیں، مجھے اعتراض نہیں، نعت علی علی کر لیں، آپ جناب پاکپتن چلے جائیں، داتا علی ہجویری کو بلا لے آئیں، پاکپتن کے کنڈے کھڑ کا لیں، اچ شریف کے درباروں کی خاک چھان لیں، آپ اجمیر شریف چلے جائیں، بغداد شریف میں جائیں،

ہر شریف کے پاس جائیں، ایک شخص لے کے آؤ کہ جس کو مشکل کشا سمجھتے ہو، وہ جنم کی تکلیفوں کے مرحلوں سے بچا ہو،

حضرات!

زندہ اللہ کی ذات ہے، دیکھنے والی بھی وہی ہے، حی القیوم ہے، زندہ وہ ہے کہ جس کا عقیدہ زندہ ہے، زندہ وہ،

زندگی زندہ دلی کا نام ہے
مردہ دل خاک جیا کرتے ہیں

حضرات!

اگلی بات نوٹ کریں، مشکل کشا، مشکل کشا، اسے نیند تو دور کی بات، اونگھ بھی نہیں آتی،

نہیں آنی چاہیے، نیند ایک مشکل ہے،

آ دیکھو ہن آباسیاں کنے لین ڈھے نیں،

ہے مشکل کہ نہیں، کدی بجی لت چک دیا، کدی وچارہ کبھی چک دیا اے،

وقت نہیں ہے، اتنا منظر کشی کروں گا، ویسے ہے ایسی حالت نیند بڑی مشکل ہے، کہتے ہیں،

جی کنڈیاں تے آجاندی اے،

اور ڈرائیور، ڈرائیور گاڑی کے پیچھے شعر لکھا ہوتا ہے،

موت کے منہ میں خوشیاں منانے والے
حافظ خدا تمہارے چھیاسٹھ ستاسی پلانے والے

چھیاسٹھ ستاسی کو دیکھا ہوگا، ڈچکوٹ آج آپ نے خبروں میں پڑھا ہوگا، چھیاسٹھ ستاسی نیو چوہدری آپ کے ڈیرے، روز گزرا کرتی سی تھی، کیا ہوا؟ سامنے سے پیر محل سے آنے والی پیروں کے شہر سندیلیوں والی سے جنہیں لوگ مشکل کشا کہتے ہیں، وہاں کے ماننے والے گاڑی میں ہیں، دونوں آپس میں ٹکرائیں،

تیجا اللہ نے ٹرک ٹھاہ کیتا، کئی مرگئے، تے کئی وچارے، ہسپتالاں چ پے نیں،

کیا بات سمجھ آئی، کیا بات سمجھ آئی، بعد میں پتہ چلا، جی ڈرائیور صاحب سو گئے سی، اک کلاں ستا تے بہتر سیٹی گڈی سی جیڑی بہتر سیٹاں دی، زندگی نال کھیڈ گیا، وہ نہیں کھیلا، اللہ مجھے بتانا چاہتا ہے کہ مشکل کشا وہی ہوسکتا ہے جسے نیند نہ آئے، فرمایا، تعارف کروایئے،

﴿اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ اَلْحَيُّ الْقَيُّوْمُ لَا تَاْخُذُهٗ سِنَةٌ وَّلَا نَوْمٌ﴾

(البقرہ:۲۵۵)

وہ تو وہ ذات ہے، مشکل کشا وہ ذات ہے، وہ حاجت روا وہ ہے، جسے نیند تو دور کی بات، کبھی اونگھ نے بھی چھوا نہیں، لیکن کائنات کا سب سے بڑا ولی، سب سے بڑا امام، سب سے بڑا خطیب، سب سے بڑا ہادی، سب سے بڑا رہبر، سب سے بڑا رہنما، مصطفیٰ ﷺ کی

ذات ہے، کیا ہے، غزوہ سے لوٹے، کہا،

((مَنْ یُحَصِّیْنُ اللَّیْلَ))

رات کو پہرہ کون دے گا، پہرہ کون دے گا، پہرے دار کو کہا کہ جاگتے رہنا، صبح کی نماز کا وقت ہو، جگا دینا،

حضرات!

کائنات کا سب سے بڑا محبوب ﷺ سو گیا، نیند نے آ لیا، محبوب ﷺ نے جسے پہرے دار کھڑا کیا تھا، وہ بھی سو گیا، بلال رضی اللہ عنہ بھی سو گیا، بلال رضی اللہ عنہ کے آقا بھی سو گئے، صبح فجر کی نماز لیٹ ہو گئی، سورج طلوع ہوا، کرنیں، چہرہ انور پر ڈال کے جگایا، اور بتایا کہ محبوب ﷺ جسے نیند آ جائے، دنیا والوں کو پتہ چل جانا چاہیے، سلانا مقصود نہیں تھا، نماز سے لیٹ کرنا مطلب نہیں تھا، مطلب یہ تھا،

بتایا جائے کہ دنیا والو، میرے محبوب ﷺ کو بھی نیند آتی ہے، جسے محبوب ﷺ جاگنے کہے، وہ اس کے اشارے پہ یہ نہیں کہ قیامت تک جاگتا رہے، اسے بھی نیند آ جاتی ہے، لیکن میں ایک اکیلا ہوں، جسے نیند نہیں آتی، کیوں نیند نہیں، کیوں نیند نہیں، ممکن ہے، کہ کوئی مشکل میں پڑا ہو، اور مجھے کوئی آواز دے اور مشکل کشا سو رہا ہوا ہو،

دوستو!

کھری کھری کہتا ہوں، میں، آئیں، کوئی ایک شخص تو اٹھے، مجھے کسی ایک ولی کا نام بتائے، ایک ولی کا، ایک بزرگ، ولیوں کے شہر میں گزرے، کسی ایک بزرگ؟ زیادہ نہیں، زیادہ نہیں، پنجتن کا نام بڑا مشہور ہے، گیارہ بھی نہیں، پانچ راتیں اور دن میں اس کو مسلسل جگاتا ہوں، صرف پانچ دن میں جگاتا ہوں،

چھٹے دن کسی مشکل میں پڑے ہوئے کو لا کے اس کے دروازے پہ دستک دلواتا ہوں، پہلے تو وہ اٹھیں گے ای نئیں ان شاء اللہ، بیوی چاہے، جھنجھوڑ کے تھک جائے،

پتر پانویں چونڈیاں وڈی جان جسے بہتی دی گل اے تے پیر مار کے کہہ دا سون دیو،

اگے پنج راتاں ہو گئیاں جگراتا کٹیا اے سولین دیو، چپ، ابو جی کم اے، بڑا مجبور اے وچارہ تے تسی اوندے نال نا ذرا جانا اے اوتھوں کو تک، تین کو میل دا پینڈا اٹرنا اے۔

پھر دیکھتا ہے کیسے یہ اٹھتا ہے،

حضرات!

کتنی کھری اور سادہ باتیں ہیں، سمجھانے والی باتیں ہیں، یہ تین چار دن کی نیند تو دور کی بات ہے،

حضرات!

دو کی بات کر لیں، ایک دن ایک رات کی بات کر لیں، ابھی صبح کے وقت بڑے بڑے مشکل کشا ہیں، جو جب نماز کے لیے اٹھایا جاتا ہے، تو اللہ کو ہمارے ہو جاتے ہیں کیا، مشکل کشا کے لیے شرط ہے کہ اسے نیند نہ آئے

اور اگلی بات!

مشکل کشا وہ ہوتا ہے جو دے، جو مانگے، جو مانگے وہ مشکل کشا نہیں، مشکل کشا نہیں، اللہ دیتا ہے، بابا جی بھی دیتے ہیں، میں بھی دیتا ہوں، میرے سیٹھ صاحب، چوہدری صاحب بھی دیتے ہیں، ہاں دیتے ہیں، لیکن آج کوئی ایسے دے فرمایا، تیرے گھر میں صرف دس مہمان بھیج دوں، بیوی کمانے والا خاوند، پکانے والی بیوی، گھبرا کے کہے گی

نکھٹیاں دا کجھ بچیاں دا وی بنایا ای کہ نئیں، سارے پیسے اینویں یاراں دوستاں چ ائی روڑی جانے نیں، روز روز تیرے دس دس دیاں ٹولیاں لگیاں ہوندایاں نیں، کوئی رب دا خوف کھا،

اور حضرات! حضرات!

• دنیا کا سب سے بڑا سخی جس کی مثالیں آپ نے پڑھی ہیں، کون تھا، نہیں نہیں ابھی نہی، دنیا جسے کہتی ہے، کہتے ہیں حاتم طائی، حاتم طائی، اس جیسا دنیا میں پھر سخی آیا ہی نہیں، مثال کیا پوچھی، تو جواب یہ دیا، کہنے لگے کہ جناب دنیا کے ایک بادشاہ کو پتہ لگا کہ

اور گھوڑا اس کے پاس ہے جو دنیا کے کسی بادشاہ کے بھی اصطبل میں نہیں ہے، کہا، اگر وہ گھوڑا دے دے نا، گھوڑا دے دینا، پھر مانیں گے کہ وہ سخی ہے، دو شہر بھیجے، رات کو گئے، ان کو کھانا کھلایا، اور سلایا، صبح مقصد پوچھا، کہ بائی رات کو آئے کیسے آئے، کہاں سے آئے ہیں، کہا ہمیں تو فلاں بادشاہ نے بھیجا تھا،

کہ جائیں، اس کے پاس ایک گھوڑا ہے، وہ لے کے آئیں، کہنے لگے، بات سننے والی ہے، کہنے لگا،

یار تسی مینوں راتی دس دے تے میں دے دینا سی پر ہن نئیں دے سکدا، اب نہیں، اب نہیں دے سکتا، وجہ کیا ہے؟ او تے میں راتی توانوں ذبح کر کے کھوا دیتا سی، دنیا بڑی عش عش کر اٹھی، جو مانگنے جو دنیا مانگے کوئی دے نا،

وہ مہمانوں کی مہمان نوزی میں ذبح کر رہا ہے، اتنا عظیم سخی لیکن جواب کیا تھا، کہ اب میں نہیں دے سکتا، کیوں میرے پاس ہے نہیں،

حضرات!

دینے والے دیتے ہیں، نام کماتے ہیں، حاتم طائی بنتے ہیں، سخی بنتے ہیں، لیکن ایک وقت آتا ہے، کہ ہاتھ کھڑے ہو جاتے ہیں، جواب دے دیتے ہیں کہ

ہن ساڈے کول کوئی نئیں،

پورا رمضان دے دے کے، بانٹ بانٹ کے پہلے سفیروں کو لاکھ دے، ہزار دے دے کے جب آتا ہے نا، آخری عشرہ کہتا ہے، یار اب تو میں سارے دے بیٹھا ہوں، سچی بات ہے کوئی نہیں ہے، وہ کہتا ہے، چوہدری صاحب، سخی صاحب، ملیں آپ کی فیکٹریاں، آپ کی ہیں، اللہ نے اتنا دیا ہے، ہم غریب بندے ہیں،

وہ کہتا ہے، یار تمہیں کہا تو ہے کہ اب نہیں ہے، دے جو دیا ہے، دیتے ہیں، لوگ مشکل کے وقت کام آتے ہیں، نوٹ لگاتے ہیں، روپہ دیتے ہیں، لیکن اس لیکن اس جیسا کون ہوگا کہ جس اعلان ہو،

((اَوَّلُکُمْ وَاٰخِرَکُمْ))

آدم سے لے کے جتنے آج تلک پہلے لوگ مرے ہیں، سارے اٹھ آئیں، سارے زندہ ہو جائیں،

((وآخر کم))

آج سے لے کے قیامت کی دیوار تک جتنوں نے آنا ہے، وہ بھی آ جائیں،

((وجنکم وانسکم))

جن بھی اکٹھے ہو جائیں، ان کی آل اولاد بھی اکٹھی ہو جائے، انسان آ جائیں، ان کی آل اولاد اکٹھی ہو جائے، یہ سارے لوگ مل کے ایک میدان میں کھڑے ہو جائیں، اور پھر جس کے دل میں جو آئے، جس کے دل میں جو آئے، وہ مانگے، جو آئے وہ مانگے،

بھائیو!

یہاں مجھ سے پہلے بات ہو رہی تھی، تین تین چار چار کی یہاں دنیا ایک ایک کو ترستی ہے، حدیث کے لفظ ہیں، وہ ساری دنیا جہان کی حوریں مانگ لیں، اور اللہ ہر مطالبے والے کو اس کا مطالبہ دے دے، کروڑوں مانگیں، اربوں مانگیں، کھربوں مانگیں، بغیر حساب اور کتاب کے مانگیں، اللہ ان سب کے مطالبے پورے کر کے ان میں بانٹ دے،

فرمایا، میرے خزانوں میں اتنی کمی بھی نہیں آتی کہ جس طرح سوئی کو سمندر میں ڈبو کے نکالا جائے، سمندر سے سوئی اس کا کیا کم کرے گی، کہا میرے خزانے اتنے وسیع ہیں، عطا کرنے والا ہوں، دینے والا ہوں، جب سے کائنات پیدا ہوئی، دیتا جا رہا ہے، دیتا جا رہا ہوں، کھلاتا جا رہا ہے۔

حضرات!

میں حیران ہوں، تھائی لینڈ کے ایک گروپ نے مینجمنٹ کی کہ ہم نے دنیا کے جانوروں کو کھانا کھلانا ہے، ایک سال میں ایک دن مقرر کیا جاتا ہے، تھائی لینڈ کے گرد و نواح، قرب و جوار جتنے ہاتھی گھوڑے جنگل کے جانور ہیں، نکال کے کیا ہوتا ہے، جی ساٹھ

کلومیٹر لمبا دستر خوان لگایا، کتنے کلومیٹر؟ ساٹھ کلومیٹر۔

مقصد کیا ہے کہ گنیز بک میں نام آجائے، گنیز بک میں نام آجائے، اوپن دستر خوان لگایا گیا، ہر چیز رکھی گئی، جانب بڑے مزے سے جانوروں نے کھایا، کھیلے،

حضرات!

کبھی اللہ کے بارے میں بھی پتہ ہے کہ ہم کو ایک دن میں ایک دو یہ مہمان، یہ بزرگ، یہ مشکل کشا، یہ کرنی والے، یہ جن کے لنگر چلتے ہیں،

حضرات!

کھانے چلتے ہیں، یہ مجمع اٹھ کے چلا جاتا ہے، یہ گھبرا جائیں گے، لیکن اس رب کو دیکھیے، چوبیس گھنٹے ہر لمحے معلوم نہیں، اس کی مخلوق کتنی ہے، صرف ایک نیشنل جیوگرافک چینل کو دیکھ لو، انسان کی دماغ، عقل، حیرت دنگ رہ جاتی ہے کہ یہ ہو کیا رہا ہے، بن کیا رہا ہے، کیسے کس کس کو کیا دے رہا ہے،

کس کس کو کیا عطا کر رہا ہے، خلاؤں میں ہے، تو مل رہا ہے، پتھر میں ہے تو مل رہا ہے، سمندر میں ہے تو مل رہا ہے، پانیوں میں ہے تو دے رہا ہے، صحراؤں میں ہے تو نواز رہا ہے،

حضرات!

جہاں کہیں بھی ہے، وہ اس کو اس سے نواز رہا ہے، پھر بھی کہتا ہے، کہ میرے خزانے میں کمی نہیں ہے، اور کب سے یہ دستر خوان بچھایا ہوا اور اس پر کیا کچھ لگایا ہوا؟

حضرات!

یہ کون ہے دینے والا، مشکل کشا وہ ہے، جو دے، تو اس کے خزانوں میں کمی نہ آئے، اور کبھی یہ کہے کہ بابا معاف کرو، اللہ بھلا کرے، حضرت یہ مشکل کشا جسے آپ مانتے ہیں، اس کی زبان سے بھی یہ جملے نکلتے ہیں،

اگلی بات نوٹ کریں،

لیکن جسے محبوب کہا جاتا ہے، اور مشکل کشا، مختار کل کہا جاتا ہے، آئیں کبھی دیکھیں تو

سہی، کبھی جمعہ کے اندر ایک شخص آتا ہے، کہتا ہے، محبوب ﷺ بارش نہیں ہو رہی،

حضرات!

آپ نے پڑھا، وہاں صحیح بخاری میں ہاتھ کیسے اٹھے ہیں،

((فَرَفَعَ يَدَيْهِ))

آپ ﷺ نے اپنے دونوں ہاتھ اٹھا لیے،

((حَتّٰى رُئِىَ بَيَاضُ الْطِلْهِ))

آپ ﷺ کی بغلوں کی سفیدی لوگوں نے دیکھی ہے، محبوب ﷺ نے ہاتھ اٹھائے، رب نے اٹھوائے، کس کے سامنے اٹھائے، مشکل کشا کے سامنے اٹھائے، جو ہاتھ اٹھائے وہ مشکل کشا نہیں، جو مانگے وہ مشکل کشا نہیں، جو مشکل کو پیش کرے، وہ مشکل کشا نہیں، مشکل کشا وہ ہے، جو ان ہاتھوں میں ڈال دے، فرمایا، ابھی جمعہ ختم نہیں ہوا تھا،

لوگ گھروں میں نہیں گئے تھے کہ مشکل کشا نے مشکل کشائی کی بارش عطا فرمائی، سات دن تلک برستی رہی، اگلے جمعہ پھر وہ آیا اور کہا، محبوب ﷺ سارے مال بھی ہلاک ہو گئے اور مویشی بھی ہلاک ہ گئے، پہلے پانی کی کمی کی وجہ سے، اب پانی کی کثرت کی وجہ سے، اتنا ہی مشکل راستے مسجور ہو گئے۔

مسجد میں آنے کا راستہ نہیں ہے، اللہ سے دعا کیجئے، التجاء کیجئے، ہاتھ پھر اٹھے ہیں، کہہ رہے ہیں، پھر دعا کی ہے،

((اَللّٰهُمَّ حَوَالَيْنَا وَلَا عَلَيْنَا))

اللہ ہمرا گھر پورا ہو گیا، اب کسی اور کو عطا کر دے،

حضرات!

اللہ نے پھر سنی ہے، بادل چھٹ گئے ہیں، جمعہ ختم ہوا ہے، یوں لگتا ہے، آسمان صاف ہو گیا تھا، کچھ نہیں، یہ مشکل کشائی کرنے والا، یہ ہوتا ہے، مشکل کشائی کرنے والا یہ ہوتا ہے، حاجت روا، یہ ہوتا ہے بگڑی بنانے والا،

حضرات!

آج میرا ارادہ یہ تھا کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پہلے دن سے لے کے باسٹھ سال کی عمر کے آخری دن تلک فرق کرتا جاؤں، ایک ایک پوائنٹ یہ کہ مشکل کشا کون اور اس کی شرط کیا، وہ شرط رسول اللہ ﷺ میں نہیں پائی جاتی، کوئی ایک شرط مشکل کشائی کی، زندگی رہی، کبھی ذکر کروں گا، لیکن آج مشکلوں کا حل پیش کر کے ہی اجازت لینا چاہتا ہوں، مشکلیں آتی ہیں، مشکل کا حل کیا ہے، بابا جی کے جا کے گھٹنے پکڑ لیں، یہ کریں، مشکل کا حل بھی تو ہونا......!

بھائیو! کیا خیال ہے؟

اگر صبح چونی ہویں تے ملے نا، اگے جا کے نمستے نمستے کیتی جاؤ، صبح ملے دی کتا چھڈ نا پے دا پسمونی پے دی، ہاں جی اوہو جئی ہووے تے ٹیکا،

جب تک اس کے دل میں نہیں ڈالے وہ نہیں دیکھے گی کہ کون ہے۔

حضرات!

ہوتا ہے ایسا کہ نہیں؟ مشکل ہے کہ نہیں، راستے میں نکلنے میں پریشانی ہے، جی کیا کریں،

بھائیو!

محمد رسول اللہ ﷺ نے مشکلوں سے نکلنے کا طریقہ بتایا،

او ہاتھ پھیلانے والے بھائی، او ستاروں پہ یقین رکھنے والے بھائی، او ڈائجسٹ پڑھ کے اپنے ہفتے کا تعین کرنے والے بھائی، او بہن کہ جس نے یہ ساری چیزیں، یہ ناول، یہ اس طرح کی چیزیں، یہ ڈائجسٹ، یہ اخبار، یہ میگزین، یہ مجلّے،

یہ شب و روز، یہ لیل و نہار یہ تیرے ہفتے، یہ تیرے مہینے کیسے گزریں گے، تیرا کیا بنے گا،، تیرے اوپر کیا آفت آنے والی ہے، ان کو پڑھ پڑھ کے اپنی جان کو کمزور کرنے والے، اور اپنے من دھن کو کھانے والے بہن بھائی، آ مصطفیٰ ﷺ کے طریقے کو دیکھ، مشکل پڑتی ہے، مصطفیٰ ﷺ کیا کرتے تھے۔

اعلان ہوتا ہے، آپ ﷺ دو رکعت نماز پڑھتے ہیں، مشکل پڑی،

((اِذ حَزَبَهٗ اَمْرٌ فَزِعَ اِلَی الصَّلَاةِ))

جب بھی مشکل آئی، محبوب ﷺ کو جب بھی مشکل آئی،

((فَزِعَ اِلَی الصَّلَاةِ))

رب کے قرآن کی تعمیل کی،

﴿وَاسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ﴾ (البقرہ:۴۵)

مومنو! مشکل آ جائے، تو نماز پڑھ کے، صبر کے ساتھ جو ہے، اللہ سے دعا مانگا کرو، کیا ہوا، محمد مصطفیٰ ﷺ مصلے پر کھڑے ہوئے ہیں، دو رکعت نماز پڑھی ہے، دو نفل نماز پڑھنے کے بعد سلام پھیرا، الفاظ سنیے! کیا کہا،

((اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْتَخِیْرُكَ بِعِلْمِكَ))

تڑپ کے سنیئے!

مشکل کا حل ہو رہا ہے، مشکل کشا کے سامنے حاجت روائی کے لیے درخواست دی جا رہی ہے،

((اَللّٰهُمَّ))

مشکل کشا کون، جس نے کہا،

((اَللّٰهُمَّ))

وہ؟؟؟ کہا جا رہا ہے،

بھائیو!

ساجد اور ابھی جسے آپ سن رہے تھے، مسجود اور ہے، عابد اور ہے، معبود اور ہے، خالق اور ہے، مخلوق اور ہے، بندہ اور ہے، رب اور ہے، مالک اور ہے، غلام اور ہے، یہ ساری چیزوں کا فرق سمجھ آ جانا چاہیے، تو اب کیا کہا،

((اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْتَخِیْرُكَ بِعِلْمِكَ))

اللہ میں خیر کا سوالی ہوں، میں خیر کا محتاج، مجھے خیر کی ضرورت، مجھے بھلائی کی ضرورت، مجھے رہنمائی کی ضرورت، اللہ تیری رہنمائی چاہیے، تیرے علم میں رہنمائیاں ہیں،

((اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْتَخِیْرُکَ بِعِلْمِکَ))

تیرے علم کو دیکھ کے تجھ سے سوال کیا، اللہ تو اپنے علم میں بنا کے میرے لیے بھلائی کس میں ہے،

((وقدرتك))

اللہ میں تیری قدرت کا کرشمہ دیکھنا چاہتا ہوں، میں تیری قدرت کا کرشمہ دیکھنا چاہتا ہوں،

((فانك تقدر ولا اقدر))

اللہ میرا ایمان محمد مصطفیٰ ﷺ کا ایمان کیا ہے، میں مختار کل نہیں، میں ہر چیز پہ قادر نہیں، میں قادر مطلق نہیں، علی کل شئی قدیر نہیں، اللہ یہ تیرا احاطہ ہے،

((وتعلم ولا اعلم))

یہ کام جو مجھے پڑا ہے، اس کے بارے میں بھلائی کیا ہے، یہ میری قدرت میں نہیں، اللہ تیری قدرت میں ہے، تو جانتا ہے، آ محمد مصطفیٰ ﷺ کے الفاظ کو یا تو کاٹ دے، میں سامنے پڑھ رہا ہو، لکھا ہو سن لو، تحفظ ناموس رسالت کے لیے مال لٹانا پڑا، سخاوت سمجھیں گے، مومن لٹا رہے ہیں، خون بہانا پڑا، شہادت سمجھیں گے،

پیش کر رہے ہیں، وطن چھوڑنا پڑا، ہجرت سمجھیں گے، چھوڑ دیں گے، زنجیر پہننا پڑی، زینت سمجھیں گے، پہن لی ہے، جیلوں میں جانا پڑا، جنت سمجھیں گے، لیکن اگر مصطفیٰ ﷺ کا طریقہ اپنانا پڑا، No بابا تو نہیں کریں گے،

واللہ نہیں کریں گے نہیں کرتے، ہمارے پاس اپنا امام اعظم ہے، ہمارے پاس اپنا شیخ ہے، ہمارے پاس اپنا طریقہ ہے، ہمارے پاس اپنی شریعت ہے، ہمارے پاس اپنی طریقت ہے، ہمارے پاس اپنا نظام ہے، ہم اپنا ایک سسٹم رکھتے ہیں، ہمارا ایک پیر صاحب ہے، میں

نے ان کی بیعت کی ہوئی ہیں، یہ کیسے ہوسکتا ہے، نہیں مصطفیٰ ﷺ کی بات پہ یقین نہیں؟

حضرات!

آ مصطفیٰ ﷺ کی بات کو اپنے سینے سے لگا، آ اپنی آنکھوں کا سرمہ بنا، محبوب ﷺ کیا کہتے ہیں،

((وانت علام الغیوب))

اللہ اعلم الغیب تو ہے، میں نہیں، یہ کام جو مجھے پڑا ہے، میں استخارہ کر رہا ہوں، محبوب ﷺ کہہ رہے ہیں، اللہ تو بتا، تیرے علم میں ہے، میرے علم میں نہیں،

((علام الغیوب))

غیب کو جاننے والا، صرف تو ہے، پھر کیا کہا، سنیے، مشکل پڑی ہے، محبوب ﷺ کو

((اللھم ان کنت تعلم ان ھذا الامر خیر لی))

اللہ اگر تو جانتا ہے، اللہ......

توجہ بھائیو!

مووی بن جائے گی، بنتی ہے میری طرف توجہ،

اللہ اگر تو جانتا ہے کہ یہ معاملہ میرے لیے اچھا ہے، کون سا معاملہ؟ ہم نے تو راستے ہی آسان ڈھونڈ لیے ہیں، مولانا کو پانچ سو کی پرچی دی ہے، ہزار کی بھی کہ صبح استخارہ تو کر دو، میں اپنے بیٹے کی شادی ادھر کرنے لگا ہوں، کوئی بات بنے گی بھی یا نہیں، ٹھیک ہے یا نہیں؟

یہ رات کو سویا ہوا ہے، ایسے ہی صبح اٹھ کر کہے گا، یار میں نے خواب دیکھا تھا، ان دونوں کی کوئی بات نہیں بنتی، تم ایسے کرو، بھلا ہی دو، اس نے بھلا دیا، تو صبح پہنچ گیا، یار سنا ہے، تم رشتہ کر رہے ہو، وہ تمہارا جو ہے، ٹھہریں، یہ مصطفیٰ ﷺ کا طریقہ نہیں، ضرورت پڑی، کام کی میری نوکری لگے گی کہ نہیں،

ٹی وی کا ایک چینل کھلا ستارہ وہاں بھیج دیا، وہاں بیٹھے ماشاء اللہ، ہماری شریعت اور ہم

سب وہی بیٹھے گھروں میں ہے، جوان اولاد ہے، ہم اسے کب سمجھیں گے، پیش کیا جا رہا ہے، جی ایسے ہیں، وہاں پہ......

او یارو!

مصطفیٰ ﷺ کا یہ طریقہ نہیں، مصطفیٰ ﷺ کا طریقہ یہ ہے جو ضرورت پڑی ہے، وہ مصلے پہ کھڑا ہو جائے جسے ضرورت پڑی ہے، ڈائریکٹ اللہ سے کال ملائے، نماز پڑھے، بولیں یہ لفظ،

((اللھم ان کنت تعلم ان ھذا الامر خیر لی))

کہ میں یہاں ڈیوٹی پہ چلا ہوں، میں سفر پہ جانے لگا ہوں، اللہ یہ سفر میرے لیے اچھا ہے کہ نہیں، اگر تو جانتا ہے، کہ یہ سفر میرے لیے اچھا ہے،

((فقدرہ لی ویسر لی))

اللہ اس کو میرے مقدر میں کر دے، میرے لیے آسان فرما دے، مشکل کشائی کر دے، مشکل کو ٹال دے، مشکل حل کر دے، سفر کو آسان کر دے، مرحلے آسان کر دے، نوکری آسان کر دے، رشتہ آسان کر دے، کھانا آسان کر دے، کمانا آسان کر دے، معاملے آسان کر دے، اللہ تعلق کو آسان کر دے، اللہ دنیا کو آسان کر دے، منزل کو آسان کر دے،

((اللھم ان کنت تعلم ان ھذا الامر خیر لی فی دینی ومعاشی وعاقبتی امری))

کہ اللہ میرے دین کے لیے، میری دنیا کے لیے اور میری عاقبت اور آخرت کے لیے یہ کام اچھا ہے، اللہ تو جانتا ہے کہ دنیا میں اچھا ہے، دین کے لیے اچھا ہے، بعض اوقات آدمی بڑا اچھا سمجھتا ہے، دنیا بھی بڑی اچھی ہوتی ہے، لیکن دین کا بیڑا غرق ہوتا ہے، بعض اوقات دین بڑا اچھا ہوتا ہے لیکن دنیا کے معاملات ٹھیک ہو جاتے ہیں، اور کبھی دنیا میں وہ چیز بڑی اچھی اور آخرت کے اندر جو ہے، تباہی و بربادی۔

فرمایا، اللہ اگر تو جانتا ہے، کہ دنیا میں میرے لیے یہ کام اچھا، میرے دین کے لیے اچھا، میری آخرت اور انجام کے لیے اچھا، اللہ میرے مقدر میں کر دے، میرے نصیب میں لکھ دے، میرے لیے آسان کر دے،

اللہ اگر تو جانتا ہے کہ یہ کام میرے لیے شر ہے، غلط ہے، میرے لیے تباہی ہے، بربادی ہے،

((اللھم ان کنت تعلم ان ھذا الامر شر لی))

میری دنیا کے لیے، میرے دین کے لیے، میری آخرت اور میری عاقبت اور انجام کے لیے برا ہے،

((فی دینی و معاشی وعاقبة امری))

اللہ اسے میرے راستے سے ہٹا دے، اور مجھے اس کے راستے سے......

((فاصَرِفُه عنی وَاصْرِفْنِیْ))

اللہ پھر جہاں کہیں خیر ہے تو جانتا ہے، مجھے اس خیر کی طرف رہنمائی کر دے،

حضرات!

یہ مشکلوں کو آسان کرنے کا نسخہ اور حل محمد مصطفیٰ ﷺ،

حضرات!

کوئی مشکل پڑے، مثلاً چھوٹی سی مثال ہے، آپ نے جاب کرنی ہے، آپ نے دوکان کھولنی ہے، آپ نے کام کرنا ہے، آپ نے سفر پر جانا ہے، کہاں ہے، اس کا معنی کہ رات کو پڑھ کے سو گئے، اور نیند میں خواب نظر آئے کہ میں سفر پہ جاؤں گا، کہ نہ جاؤں، خواب میں نظر آئے تو ٹھیک بھائی، پھر سفر کیسا، سفر پہ جانا ہے، استخارہ کر کے تو سفر پہ نکل جا،

اگر اللہ تعالیٰ نے تیرے حصے میں خیر ہے، اس سفر میں برکت ہے، پوری دنیا روکے، ماں روکے، باپ روکے، بھائی روکیں، رشتے دار روکیں، عزیز روکیں، ہمسائے روکیں، اپنے روکیں، بیگانے روکیں، یہ کام نہ کر، نہ کر، نہ کر، ہلاکت ہے، تباہی ہے، بربادی ہے،

اللہ جانتا ہے کہ جو دنیا والے کہہ رہے ہیں، وہ صحیح نہیں، تیری اس میں خیر ہے، ساری دنیا روکنے والی ہو، تیرا بھی، اس میں دل نہ چاہتا ہو، انجام کار کیا ہوگا، وہ کام ہو جائے گا، ہو جائے گا اور اگر پوری دنیا مشورہ دے رہی ہے، کر لیں، اپنا لے، لے لے، چل سفل ہونا چاہیے، اور الہ جانتے ہیں کہ یہ کام دنیا کے لیے معیشت کے لیے، آخرت کے لیے، دین کے لیے اچھا نہیں ہے،

کبھی ایسے بھی ہوتا ہے، گھر سے نکلے، تیار ہوئے، کپڑے پہنے، کلف لگائی، ماشاء اللہ، سوٹ بوٹ پہن کے باہر نکلے، لیکن یہ سفر اچھا نہیں تھا، استخارہ کیا ہوا تھا، اللہ نے راستے میں کوئی ایسا دوست ملا دیا، کہ واپس لوٹ کے ہی نہ پائے۔

سیّدنا علی رضی اللہ عنہ یہی کہا کرتے تھے،

بڑا شیر جوان بہادر، بڑے پکے فیصلے کرتا، لیکن رب کو پہنچانا، پہلے بھی پہچانتا تھا، لیکن تب زیادہ ہی پہچان لیا، جب علی رضی اللہ عنہ کے اردوں کے درمیان اللہ کی مرضی حائل ہو جاتی تھی۔

حضرات!

آئیں، مشکل کشا ایک اللہ کو مانیں، اس کو حاجت روا مانیں، دنیا والے دیتے ضرور ہیں، دیتے بھی ہیں، لیتے بھی ہیں، عطا بھی کرتے ہیں، لیکن اللہ کی عطا یہ جو بغیر کسی شرط کے، بغیر کسی وقت کے، دنیا کی ہر زبان کو، سمجھیں، ہر مفہوم کو سمجھیں، ہر وقت سنیں، ہر لمحہ جاگیں، ہر لمحے بندے کی پکار کو سنیں،

راتوں کو اٹھ اٹھ کے کہے، ہے کوئی مانگنے والا، میں اس کو عطا کر دوں، ہے کوئی استغفار کرنے والا، اس کو معاف کر دوں، ہے کوئی گناہوں کی معافی مانگنے والا، کہ اس پہ پانی پھیر دوں، قلم پھیر دوں،

آئیں حضرات! وہی مشکل کشا، وہی جو......

﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ۞ اَللّٰهُ الصَّمَدُ ۞ لَمْ يَلِدْ ۵ وَلَمْ يُوْلَدْ﴾

(الاخلاص:۱۔۳)

وہ ماں باپ سے پاک، وہ اولاد سے پاک، ابھی آپ سن رہے تھے،

حضرات!

دنیا کی ہر تکلیف سے پاک، وہ پیٹ سے اور بے نیاز، وہ کھانے سے بے نیاز، جسے بھوک لگے، وہ مشکل کشا کیسا؟

حضرات!

نبی ﷺ ہے، بھوک لگی ہوئی ہے، پیٹ پہ پتھر بندھے ہوئے ہیں، صحابہ رضی اللہ عنہم پوچھتے ہیں، کھانے کو کچھ ہے، کہا کچھ نہیں ہے، بے بسی کی حالت میں کہا، چلو ہم روزہ رکھ لیتے ہیں،

حضرات!

وہ ذات......

﴿اَللّٰهُ الصَّمَدُ﴾ (الاخلاص: ۲)

نہ بیٹا، نہ بھوک، نہ کھانا، نہ کچھ لیکن دوسرے جتنے بھی لوگ ہیں، آپ پیر صاحب کو حاجت روا کو، مشکل کشا کو، امام کو ولی کو گھر میں بلائیں، کہیں، ہم تو آپ کا ہی کھاتے ہیں، آپ برائے مہربانی ایسا کرو، آج تین چار دن آپ تو ہمیں کھلاتے ہیں، آپ کیا کھانے آئیں ہیں، چلیں چھوڑیں آپ جو ہے اپنا کرشمہ کمال دکھائیں، نہ کھائیں۔

حضرات!

یہ مشکل کشا کا بیڑا بیٹھ جائے گا، ہاں جی، حکیم کہیں گے کہ جناب اس نے بھوکا رہ رہ کے اپنے آپ کو خراب کرلیا، جگر نے زہریلہ مادہ پھینکا ہے، رنگ پیلا ہوگیا ہے،

حضرات!

یہ حیثیت اللہ کی ہے، یہ کھاتے اللہ کے ہیں، تو بندہ اللہ کا ہے، تو مخلوق اس کی ہے، اس نے تجھے بنایا ہے، اس نے تجھ پہ مشکل نوازی ہے، اس نے یہ زمین تیرے نیچے بچھونا بچھایا ہے، آسمان کی چھت بنائی ہے، تیرے لیے یہ بیٹھنے کو فضاء بنائی ہے، یہ تیرے سانس لینے کی ہوا بنائی ہے، یہ تیرے ایک ایک اعضاء کو بنایا ہے۔

تیرے لیے ماں باپ کو بنایا، تیرے لیے اولاد کو بنایا، تیرے لیے یہ سارے رزق کے دروازے کھولے ہیں، زمین کی ہر چیز تیرے لیے ہیں، تو صرف اتنا کر کہ اس کا ہو جا، اس کو صرف ایک دن، اس کو وحدہ لاشریک مان، اس کے اندر کسی کو شریک نہ کر،

اس کی صفات میں، آداب میں، اخلاق میں اور اس کے نام میں اسماء حسنہ کے اندر کسی کو شریک نہ کر، سب کو بڑا مان، لیکن اللہ اکبر، ایک ذات کو مان تو اوروں کو عظیم مان لیکن اعظم اس ذات کو مان، ان شاء اللہ، یہ دنیا بھی تیری، اگلی دنیا بھی تیری، یہ دنیا بھی تیری، اگلی دنیا بھی تیری، لیکن اگر یہاں مشکلوں کو مارا، مارا ہی مارا اور کیا ہوا داتا دربار جا کے ساری دنیا کی مشکلیں میاں چنوں کی لڑکی نکلی،

گھبرا کے نکلی، خاوند سے طلاق لے کے نکلی، گھر سے بھاگی، مشکل کشا کے پاس گئی، جسے دنیا مشکل کشا کہتی تھی، تقدیر بدلنے والے کا ابھی آپ سن رہے تھے،

وچ لاہور دے ڈیرہ،

لاہور کے ڈیرے پہ چلی گئی،

حضرات!

مشکل کشا کے سامنے دل کے دکھڑے کھولے، لیکن مشکل کشا نے کہا، میں کچھ نہیں کر سکتا، وہاں سے ٹکٹ خریدا، خرید کر کے واپس میاں چنوں میں،

حضرات!

تین سال پہلے آپ نے یہ خبر پڑھی ہوگی کہ سترہ لڑکوں نے اس کے ساتھ کنکریٹ کر کے وہاں جی ٹی روڈ پہ ڈال کے بتا دیا کہ مشکل کشا وہ ایک ہے، یہ دنیا والے نہیں، مشکلیں بڑھا تو سکتے ہیں، لیکن کم نہیں کر سکتے۔

حضرات!

آئیں تڑپ کے اپنے ایمان پہ تھوڑا سا تو سوچیں، یہ کیا بات لے کے بیٹھ گئے، چونکہ میں بریلوی ہوں، چونکہ میں وہابی ہوں، چونکہ میں سنی ہوں، چونکہ میں شیعہ ہوں،

حضرات! یہ سب کچھ بھی نہیں، چونکہ اپنے سامنے قرآن رکھ، رب کا فرمان پڑھ، پھر دیکھ، وہ کیسا ہے، پھر کمال دیکھ کہ تیری مشکلیں حل کیسے ہوتی ہیں، آ ایک چیونٹی سے، چیونٹی سے سبق سیکھ، آ ایک چیونٹی سے سبق سیکھ، اس کا سر کتنا سا، اتنا سا سر ہے، ایک تیرے انگوٹھے کے برابر بھی نہیں،

اللہ کی قسم! اس کے ذہن میں یہ بات آ گئی کہ وقت کا نبی بھی جو ہے، وہ عالم الغیب نہیں، عالم الغیب صرف اللہ کی ذات ہے، لیکن اتنے بڑے کھوپڑی اور سر والے کو یہ بات سمجھ میں نہ آئے، پھر تیری، کتنے تعجب کی بات ہے،

یہ توحید کا نقطہ سمجھ میں تو آ سکتا ہے، نقطہ توحید سمجھ میں آ تو سکتا ہے۔

حضرات!

تیرے دماغ میں اگر بت خانہ ہو تو کیا کرے کوئی،

حضرات!

اللہ توفیق دے، اگر برا نہ مانیں، تو اگر میرے منہ سے کوئی غلط لفظ نہ نکلا ہو، جس سے آپ کا حوصلہ شکنی ہو تو رات کو آج پلیز پلیز اپنے بستر پہ لیٹنے سے پہلے ماضی میں نظر ڈالیے کہ میرا مشکل کشا ماضی میں کون تھا، کیا وہی ہے؟

بدلیے! اللہ کی قسم! یہ لال جھنڈے، یہ ساری باتیں، یہ جھنجھٹ بھول جائیں گے، تیرا رب تیرے سامنے کھڑا ہو گا، پچھلی رات کا ٹائم ہو چکا ہے، ہونے والا ہے، پھر وہ آوازیں دے رہا ہو گا، میرے بندے تیرے پچھلے گناہ معافی مانگ، میں تجھے معافی دیتا ہوں،

ساتویں آسمان سے تیرے لیے یہاں آیا ہوں، میرے بندے تو غریب ہے، آ تو مجھ سے مانگ تو اس وقت مانگ کے دیکھ کہ تیرا رب دیتا کیسے ہے؟

وما توفیق الا باللّٰہ۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حقوق مصطفیٰ ﷺ

بنتے ہو وفادار وفا کر کے دکھاؤ
کہنے کی وفا اور ہے کرنے کی وفا اور

احباب گرامی! معزز سامعین وسامعات!

انسان کو دنیا میں جس چیز سے پیار ہوتا ہے، اور انسان کی زندگی میں اس چیز کی قدر ہوتی ہے، انسان اسے سنبھال سنبھال کے رکھتا ہے، کہ کہیں وہ چیز ضائع نہیں ہو جائے، اور وہ شخص اس سے محروم نہ ہو جائے، اور یہ بات اللہ نے انسان کی فطرت میں ڈالی ہوئی ہے، ایک شخص چشمہ لگاتا ہے، جو اس کی زندگی کے لیے بہت اہمیت کا حامل ہے،

ہم دیکھتے ہیں کہ باقی چیزوں کی نسبت وہ اسے زیادہ سنبھال کے رکھے گا، اس کا زیادہ دھیان رکھے گا، کیونکہ اس کا تعلق اس کی دید سے ہے، اور آنکھ سے ہے، اور اس کی نظر سے ہے، اور بصارت سے ہے،

خواتین کو ہم دیکھتے ہیں، ان کو والدین کی طرف سے جو ملے یا ان کے گھر میں جو کچھ ہو، زیادہ اہم ہوگا، اس کا دھیان بھی زیادہ رکھا جائے گا، عورت اپنے زیور کو سنبھال سنبھال کے رکھتی ہے، پتہ ہے، قیمتی ہے، جہیز میں جو سامان ملا، اس میں شیشے کے برتنوں کی زیادہ کیئر اور حفاظت کے ساتھ رکھا جاتا ہے، کہ کہیں توٹ نہ جائیں،

مومن کے لیے اس کائنات میں سب سے قیمتی چیز اللہ رب العزت کی ذات ہے، رب سے بڑھ کے ایک مسلمان کے لیے ایک مومن کے لیے اور کوئی قیمتی سرمایہ نہیں، اگر رب مل گئے، رب خوش ہو گئے، سب ناراض ہوتے ہیں، تو انسان نے سب کچھ کما لیا، لیکن اگر سب کو خوش کرنے کے چکر میں لگا، رب ناراض کر بیٹھا، دنیا تو کبھی خوش ہونے والی نہیں، رب

بھی جاتے رہیں گے،

حضرات!

انسان کے دل کے اندر اللہ کی محبت ایک فطری امر ہے، جب اسے پتہ چلتا ہے کہ میرا خالق اللہ ہے، رازق اللہ ہے، اندھیروں میں میرا دھیان رکھنے والا، پانی کی بوندوں سے مجھ کو بنانے والا، مجھے خوبصورت صورت اور جسم عطا کرنے والا، پھر اعضاء کو بنانے والا، میری باڈی کے سارے سسٹموں کو بہترین اور مفت میں چلانے والا،

دنیا اور کائنات کو میرے لیے بنانے والا، انسان کے دل میں یقیناً اس کی محبت گھر کرتی ہے کہ اس رب کو میرے ساتھ کتنا پیار ہے، میرے ڈیمانڈ نوٹس کے بغیر اللہ نے میری دنیا میں آمد سے پہلے میرے لیے اتنا کچھ بنا دیا تو اس محبت کا اظہار انسان اپنے رب سے گاہے بگاہے کرتا رہتا ہے، اللہ تعالیٰ اس محبت کا صحیح معنوں میں فائدہ لینے کے لے اور انسانیت کو اسے مستفید کرنے کے لیے ان سے ایک بات کرتے ہیں،

﴿قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ﴾ (آل عمران:۳۱)

دنیا و مافیہا تمہیں لے لے کر کے مقابلے میں رب نے تم سے پیار مانگا ہے، محبت مانگی ہے، اگر انسان تمہیں اپنے رب سے پیار ہے،

﴿قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ﴾ (آل عمران:۳۱)

اگر تم اپنے رب سے محبت کرتے ہو اور آپ کے دل و جان کے اندر اللہ سے محبت ہے،

﴿فَاتَّبِعُوْنِيْ﴾ (آل عمران:۳۱)

تو اللہ سے محبت کا تقاضا یہ ہے، اللہ سے محبت اس کے دنیا میں ظاہر آثار یہ ہیں،

﴿فَاتَّبِعُوْنِيْ﴾ (آل عمران:۳۱)

کہ اللہ کے محبوب محمد رسول اللہ ﷺ کی اتباع کی جائے، اللہ سے محبت فطری امر اور اللہ سے محبت کی دلیل محمد رسول اللہ ﷺ کی اتباع ہے،

اور بھائیو یاد رہے!

کائنات کے امام علی جناب محمد ﷺ نے بڑے کھلے لفظوں میں یہ بات کہہ دی کہ لوگو، اگر کوئی مومن بننا چاہتا ہے، ایمان دار کہلوانا چاہتا ہے، اور اسلام کی نعمت سے مالا مال ہونا چاہتا ہے،اپنے رب سے ان تمام فوائد کو حاصل کرنا چاہتا ہے، جو اسے اللہ سے مل سکتے ہیں،تو اس کے لے یہ بات یاد رکھی جائے،

((لا یومن احدکم))

تم لاکھ کوششیں کر لو، ایمان دار نہیں بن سکتے، انسان ہزاروں دعوے کرے، ایمان ایمان کر لے،مومن کہلوانے لگے،

((لا یومن احدکم))

لیکن حقیقی ایمان دار نہیں ہو سکتا، حقیقی مومن نہیں ہو سکتا،

((حتی اکون احب الیہ من والدہ وولدہ والناس اجمعین))

جب تلک اس کے سینے میں، اس کے دل میں، میری محبت، ماں باپ سے بڑھ کے نہیں ہو جاتی، میری محبت آل اولاد سے زیادہ نہیں ہو جاتی، میری محبت کل کائنات سے بڑھ کر نہیں ہو جاتی، انسان مومن ہو ہی نہیں سکتا،

((لا یومن احدکم حتی اکون احب الیہ من والدہ وولدہ والناس إجمعین))

حضرات!

جب محبت رسول ﷺ جو ہے، یہ ایمان کی علامت ٹھہری ہے، تو پھر اس محبت کے تقاضے ہیں، یہ محبت صرف نام کی نہیں، یہ محبت دعوؤں کی حد تک نہیں، یہ محبت عارضی نہیں، محبت رسول ﷺ یہ زندگی کا وہ عظیم سرمایہ ہے، اگر کوئی انسان اپنی زندگی میں چینج لانا چاہتا ہے، وہ محمد رسول اللہ ﷺ کے تقاضوں کو جب تک پورا نہیں کرے گا، اس کی زندگی میں

تبدیلی آنے والی نہیں،

اگر وہ چاہتا ہے کہ میرے اندر انقلاب آئے اور پھر محمد رسول اللہ ﷺ کی محبت کے تقاضوں کو پورا نہ کرے، اس کا یہ خیال ایک خیال رہ سکتا ہے، یہ وہم کی حد تلک ہو سکتا ہے، لیکن کبھی اس کو جامع عملی پہنا نہیں سکتا، اگر کوئی انسان چاہتا ہے، میرے معاشرے کی خرابیاں دور ہو جائیں، حالات درست ہو جائیں، لوگوں میں انقلاب آ جائے، کفر ایمان میں بدل جائے، اور شرک توحید میں بدل جائے،

بدعات سنتوں میں بدل جائے، اللہ رب العزت سے دوری اور مالک سے بغاوت اللہ کی اطاعت اور اتباع اور رب کی قربتوں میں بدل جائے، تو اس انسان کو محمد رسول اللہ ﷺ کی ذات سے بھی اور آپ ﷺ کی بات محبت کرنا ہو گی، صرف محبت نہیں، محبت کے تقاضوں کو پورا کرنا ہو گا،

محبت کا پہلا تقاضا میرے بھائیو!

ادب ہے، احترام ہے، وقار ہے، ماننا ہے، جاننا ہے، اعتراف ہے، تسلیم ہے، اگر یہ بات حقیقت ہے تو محمد رسول اللہ ﷺ کا ادب کیا ہے، آقا علیہ السلام کے حقوق کیا ہیں، حقوق مصطفیٰ ﷺ کیا ہیں، ہماری ذمہ داریاں کیا ہیں، نبی کریم ﷺ کی سیرت، کل کائنات بیان کر رہی ہے، آپ ﷺ کی اس سیرت کو پڑھ لینے کے بعد، جان لینے کے بعد، لے لینے کے بعد اس کے حوالے سے ہمارے اوپر کیا فرائض ہیں؟

آج ہماری ملاقات کا یہی عنوان ہے، اور یہی موضوع ہے، جب تلک انسان نے محبت رسول ﷺ کے تقاضے پورے نہ کیے اور حقوق مصطفیٰ ﷺ کی تمام صورتیں مکمل نہ کیں، وہ انسان اس دنیا میں مومن نہیں ہو سکتا،

حضرات!

محبت رسول ﷺ سے محبت کا پہلا تقاضا، کوئی بھی انسان جو آپ ﷺ سے پیار کرتا ہے، محبت کرتا ہے، اس کو جان لینا چاہیے، میری محبت اس وقت تک ناقص ہے، جب تک

میں یہ نہ جان لوں اور اس پر ایمان نہ لے آؤں، اور عملی طور پر اظہار نہ کروں، کہ اس کائنات کے اندر دنیا کا سب سے حسین وجمیل شخص، اگر کوئی اللہ نے بنایا ہے، تو وہ محمد رسول اللہ ﷺ ہیں،

میرے بھائیو!

یہ حسن پاؤں کے ناخنوں سے لے کر سر کے بالوں تلک ہے، نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے جسم کا ہر حصہ اللہ نے متناسب بنایا، متناسب بنایا، جانچ تول کے بنایا، اور اللہ نے اپنی مرضیوں سے اس انداز سے بنا دیا،

((واحسن منك لم ترقط عيني))

اگر کوئی آنکھ تلاش کرنے کے لیے نکلے، حسن مصطفیٰ ﷺ سے بڑھ کر کے کوئی حسن وہ تلاش نہیں سکتی ہے، ڈھونڈ نہیں سکتی ہے، اور اگر کوئی ماں چاہے کہ میں ان جیسے بچے کو جنم دے لوں،

((واجمل منك لم تلد النساء))

ماں ماضی میں جن سکی، نہ حال میں کوئی جن رہی ہے، اور نہ کوئی قیامت کی دیواروں تک ایسے بچے کو جنم سکتی ہے، جو حسن میں محمد رسول اللہ ﷺ سے بڑھ کر کے ہو،

((خلقت مبرا من كل عيب))

اللہ نے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اندر کوئی جسمانی عیب نہیں رکھا ہے، حسین وجمیل بنایا، خوبصورت بنایا، حسن کا منبہ بنایا،

((كانك قد خلقت كما تشاء))

یوں لگتا ہے کہ جیسے آرڈر کے اوپر اس چیز کو تیار کیا گیا ہے،

حضرات!

اتنا ہی محبت میں کہہ دینا کافی نہیں، اگر ہم سچے ہیں، ہم مومن ہیں، ہم اپنے دعوے کے پکے ہیں، جو بات کہہ رہے ہیں، وہ صرف زبانی نہیں، وہ دل سے نکل رہی ہے،

تو حضرات!

پھر ذمے داری ہے، ہماری کہ جو کائنات کا سب سے خوبصورت چہرہ ہے، ہمارا چہرہ بھی اس چہرے جیسا ہو جائے، وگرنہ ہمارا صرف یہ کلامی دعویٰ ہو گا، حقیقت پر مبنی بات نہیں ہو گی، اگر زلفیں خوبصورت ہیں، اس پہ ہم نے گزشتہ سے پیوستہ جمعہ کے اندر اللہ کی توفیق سے بڑی تفصیل کے ساتھ بات کی تھی،

کہ اگر محمد ﷺ رسول اللہ ﷺ کے اعضاء انتہائی متناسب مناسک، خوبصورت، بہترین کائنات میں ان کا مقابلہ کوئی نہیں، حسن و جمال کے اندر، ان کا مدمقابل کوئی نہیں،

تو پھر بھائیو!

وجہ کیا ہے، میں آقا علیہ السلام سے محبت بھی کروں، اس کا دعویٰ بھی کروں، مجھے محبوب ﷺ سے پیار بھی ہو، عشق کی باتیں ہوں، آقا علیہ السلام کا نام بھی لوں، میں ان کے تذکرے بھی کروں، وجود اور آپ ﷺ کے اعضاء مبارکہ کو بیان بھی کروں، میں کتاب میں رکھوں، تقریر اور بیان میں بھی لاؤں، لیکن جب عمل کی باری آئے، تو پھر میری محبت جو ہے، پھوکی نکلے، خالی نکلے، دعویٰ جو ہے، بغیر دلیل کے نکلے،

بھائیو!

اگر میں سچا ہوں، کائنات کے امام علیٰ جنابہ الصلوٰۃ والسلام دنیا کے سب سے خوبصورت انسان ہیں، تو پاؤ سے لے کر کے سر تلک میرا بھی انداز وہ ہونا چاہیے جو محمد کریم ﷺ کا تھا، کیونکہ وہ کائنات کا سب سے خوبصورت وجود تھا، اگر مانتا ہوں، آقا کا چہرہ خوبصورت پھر میں چہرے پہ داڑھی نہیں رکھتا،

حضرات!

میرا دعویٰ جو ہے، یہ خالی ہے، دلیل پر مبنی نہیں ہے، اگر میں سمجھتا ہوں، محمد رسول اللہ ﷺ کے ہاتھ مبارک ایسے، تو جہاں جہاں محبوب ﷺ کے ہاتھ چلے اٹھے، وہاں پر میرے ہاتھوں کو اٹھنا چاہیے، جہاں محبوب ﷺ کے قدم لگے، وہاں میرے قدم لگنے چاہیے،

صرف حسن کی حد تلک نہیں ہونا چاہیے، بلکہ آپ ﷺ کے نقش قدم پر جو مومن چلے گا، وہ آپ ﷺ کی محبت کے دعویٰ کو پورا کرے گا، اور یہی حق مصطفیٰ ﷺ ہے، اور یہی آپ ﷺ سے محبت کا پہلا تقاضا ہے،

حضرات!

محبوب ﷺ سے محبت کا دوسرا تقاضا کہ آپ ﷺ کو بشر مانا جائے، آج بڑی دنیا محبوب ﷺ سے پیار کا دعویٰ کرے گی، آپ ﷺ سے جو ہے، نسبتیں جوڑے گی، محمدی ﷺ کہلوائے گی، مصطفیٰ ﷺ بھی نام رکھے گی، آقا علی صلاۃ وسلام کو پیر مانے گی، مرشد مانے گی، سیدی کہے گی، سردار کہے گی،

لیکن حضرات!

جب بات آپ ﷺ کی محبت کے تقاضے کو پورا کرنے کی آئے گی، عملی میدان میں اترنے کو آئے گی، وہی لوگ جو دعوؤں میں ہیرو ہوتے ہیں، ہم پھر یہاں زیرو کیوں ہو جاتے ہیں، محمد رسول اللہ ﷺ کا ادب یہ ہے، ادب کا تقاضا یہ ہے، حق مصطفیٰ ﷺ یہ ہے، آپ ﷺ سے پیار یہ ہے، آقا علیہ السلام سے عشق یہ ہے، آقا علیہ السلام سے تعلق یہ ہے،
محبوب ﷺ سے مودت یہ ہے، آپ ﷺ سے محبت یہ ہے کہ آپ ﷺ کو اس دنیا کا سب سے بہترین بشیر مانا جائے،

بھائیو! یاد رہے!

اللہ رب العزت کے بعد میں سے کوئی بنا نہیں اور اگر محمد رسول اللہ ﷺ کے بارے میں کوئی یہ لفظ کہتا ہے، میرا وہ بھائی لاعلم ہے، نادان ہے، اسے پہچان نہیں، محبوب علی صلاۃ وسلام کی اس سے بڑھ کر کے گستاخی کوئی اور ہے ہی نہیں کہ تیئس سالہ دور نبوت میں جس عقیدے کے اس بات پہ محمد رسول اللہ ﷺ نے ماریں کھائیں، گالیاں سنیں، باتیں سنیں، وطن چھوڑا، ہجرتیں کیں، جنگیں لڑیں، جہاد کیا، لاشیں تڑپوائے،
حضرات! اسی عقیدے کو محمد رسول اللہ ﷺ کے ام سے اس کے پرخچے اڑا دیئے

جائیں اور اللہ کی توحید کے اندر خلل لایا جائے، تو پھر میری محمد رسول اللہ ﷺ سے محبت کیسی محبت ہے۔

حضرات!

اللہ وحدہ لاشریک ہے، وہ لا الہ الا اللہ ہے، اللہ کے وجود سے کچھ اور بنا نہیں ہے، وہ اکیلا ہے،

﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ﴾ (الاخلاص:۱)

ہے،

﴿وَ اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ﴾ (البقرہ:۱۶۳)

ہے، وہ

﴿اَللّٰهُ الصَّمَدُ﴾

ہے، وہ

﴿لَمْ يَلِدْ﴾

ہے، وہ

﴿وَلَمْ يُوْلَدْ﴾

ہے۔

﴿وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ﴾ (الاخلاص:۴)

ہے، اللہ کے وجود اللہ کے نور سے محبوب ﷺ نہیں بنے، اور نہ کوئی اور ذات بنی ہے، جس میں آپ ﷺ کو نور من نور اللہ کہنا، یہ محبوب ﷺ کی گستاخیوں میں سے بڑی گستاخی ہے، اور اللہ کے ساتھ یہ توحید کے اندر شرک کی آمیزش ہے۔

اور بھائیو! میں حیران ہوتا ہوں، دنیا کیا کرے گی، کیا کہے گی، متضاد باتیں، متضاد رائے، متضاد کلام ایک طرف، اللہ کا نور ہے، اور دوسری طرف آپ ﷺ کی میلاد بھی ہے،

بھائیو!

اللہ کا نور پیدا کس نے کیا، اللہ، اللہ ہے، اسے کسی نے پیدا نہیں کیا، وہ مخلوق نہیں، جو پیدا ہوتا ہے، اس کی خلق ہوتی ہے، جس کی خلق ہو، وہ مخلوق ہوتا ہے،

حضرات!

جو مخلوق ہے، اس کا ایک خالق ہے، ایک طرف رب کا نور ہے، ایک طرف مخلوق ہے، ایک طرف اللہ کا نور ہے، ایک طرف میلاد ہے، ایک طرف اللہ کا نور ہے، ایک جنم ہے، ایک طرف رب کا نور ہے، اللہ کی ابتدا اور انتہاء نہیں ہے، ایک طرف آپ ﷺ کی ولادت کا آغاز بارہ ربیع الاول کے ساتھ، ہم اس کی تائید کر دیں، پھر ہماری عقل کام نہیں کر رہی، محمد رسول اللہ ﷺ،

حضرات!

اللہ کی مخلوق ہے اور مخلوق میں سب سے اعلیٰ اللہ کی مخلوق بشر ہے،

یاد رکھا جائے، کائنات میں سب سے اعلیٰ مخلوق اللہ کی بشر ہے، محمد رسول اللہ ﷺ، سید ولد آدم علیہ السلام، ہیں آدم علیہ السلام بشر ہیں، ابو بشریت ہیں، بشریت کے باپ ہیں، مجھے حیرانی ہوتی ہے، ویسے کہا جاتا ہے،

((انا سید ولد آدم علیہ السلام))

بیان یہ روایات میرے بھائی کرتے ہیں، میں آدم علیہ السلام کی پوری اولاد کا سردار ہوں،

حضرات!

بیٹے آدم علیہ السلام کے پوتے، آدم علیہ السلام کے دوہتے، آدم علیہ السلام کے، آدم علیہ السلام کے بچے ہیں، آدم علیہ السلام بشر ہیں،

حضرات!

حیرانی ہے کہ باپ دانا ہو، بیٹا آدائی نکلے، باپ بشر ہے، بیٹا نور نکلے، اس بات کو سمجھنا تو مشکل نہیں، لیکن اگر محبت ہو، صحیح معنوں میں محبت ہو تو بات سمجھ میں آ جاتی ہے، کہ کائنات کی سب سے افضل مخلوق میں سے محمد رسول اللہ ﷺ کو چنا گیا اور وہ بشر تھے،

اور بھائیو!

میں کھلے لفظوں میں کہہ دوں، محبوب ﷺ کو محبت سے، ایمان سے، اور محبت کے تقاضوں سے، اسلام سے، دین سے، رب کے قرآن سے، دلائل کے ساتھ جو ایک دفعہ آپ ﷺ کو بشر کہتا ہے، میرا ایمان یہ ہے، رب کا قرآن یہ ہے، آقا علیہ السلام کا فرمان یہ ہے کہ جو قرآن کے ایک حرف کو پڑھتا ہے، دس نیکیاں لکھی جاتیں ہیں،

﴿قُلْ إِنَّمَآ أَنَا بَشَرٌ﴾ (الکھف:۱۱۰)

محبوب ﷺ کو بشر کہنے سے، اللہ انسان کے نامہ اعمال میں تیس نیکیاں لکھ دیتے ہیں، محبت کا اظہار بھی، عقیدے کی تصیح بھی، اور معاملات کی درستگی بھی نسبت کی جو ہے، وہ بھی تصیح اور انسان کا وہ تقاضا بھی پورا ہوتا ہے، جو محبت رسول ﷺ کے حوالے سے ہے، نیسری بات رسول اللہ ﷺ سے محبت کا تقاضا یہ ہے کہ آپ ﷺ کو رسول ﷺ مانا جائے،

حضرات!

آج دنیا محبوب ﷺ کو محبوب کہتی ہے، آقا کہتی ہے، مرشد کہتی ہے، رہبر کہتی ہے، راہنما کہتی ہے، سیدی کہتی ہے، سردار کہتی ہے، بڑے بڑے نام رکھے ہوئے ہیں، لیکن اگر نہیں مان رہی تو رب کا رسول ﷺ نہیں مان رہی، آج کا مومن کلمہ پڑھے گا۔

((لا اله الا اللّٰه محمد رسول اللّٰه ﷺ))

بھائیو!

رسول ﷺ ہوتے کیا ہیں، رسول یہ ہے کہ وہ اللہ کی طرف سے بھیجا ہوا، اللہ کے دین کی خبر، اللہ کے احکام کی خبر لے کے آنے والا، یہ پیغمبر اور رسول ہے، جو بتاتا ہے کہ لوگو! تمہارا رب کیسا ہے، اللہ کیا ہے، اللہ کی حقیقت کیا ہے، اللہ رب العزت کی معیت کیا ہے، اللہ کے نام کیا ہیں، اس کی حسنیٰ کیا ہے؟

اس کی صفات کیا ہیں اس کے جو ہیں، تصورات کیا ہیں، اس کی توحید کیا ہیں، اس کی محبوبیت کیا ہے، اس کی الفیت کیا ہے، اللہ کا کرتین کیا ہے، اللہ کا نظام کیا ہے، رب کا نظام

کیسا ہے، ہم نے اپنی زندگی کیسے گزارنی ہے، ہماری زندگی کسی ہونی چاہیے؟ ہمارا قیام کیسا ہو، ہمارا بیٹھنا کیا ہو، ہمارا لیٹنا کیسا ہو؟

ہمارا ملنا کیسا ہو؟ ہمارے معاملات کیسے ہوں، ہماری دنیا کیسی ہو، ہماری قبر کیسی ہو، ہمارا حشر کیسا ہو، ہماری آخرت کیسی ہو؟

حضرات! یہ ساری چیزیں اللہ سے اللہ کا رسول ﷺ اور نمائندہ بتاتا ہے، اگر ہم اس کو سن کر کے ویسے کریں، جیسے پیغمبر ﷺ نے بتایا،

تو پھر بھائیو!

ہم نے رسول ﷺ کی عزت کی، اس کے آنے کی قدر کی، اگر ہم ان کو سن کر کے اس کان سے سنیں، اس سے نکال دیں، تو پھر ہم نے محمد رسول اللہ ﷺ کو رسول ﷺ مانا ہی نہیں، اگر رسول ﷺ مانا ہوتا، آج میری اور آپ کی جماعت ویسی ہوتی، جیسے آسمان والے چاہتے تھے، اگر رسول مانا ہوتا، میری اور آپ کی تجارت ویسی ہوتی جیسے اللہ چاہتے تھے۔

اگر میں نے اور آپ نے آقا علیہ السلام کو رسول مانا ہوتا، محبت کے تقاضے پورے کیے ہوئے ہوتے،

حضرات!

میرا اور آپ کا جو ہے، یہ رشتہ داریوں کا سلسلہ ویسا ہوتا، جس طرح ہمارا رب چاہتا ہے، اگر میں نے اور آپ نے محبوب ﷺ کو رسول مانا ہوتا، میری اور آپ کی دوکان داری ویسی ہوتی، جس طرح محمد رسول اللہ ﷺ چاہتے ہیں، عرش والا رب چاہتا ہے، اگر میں نے اور آپ نے محبوب ﷺ کو محبوب نہیں بلکہ رسول ﷺ مانا ہوتا،

کعبہ کے رب کی قسم!

میری اور آپ کی سیرت، میرا اور آپ کا چلنا جو ہے، یہ چال چلن، معاملات رویے اور طریقے دنیا سے ڈیل ویسی ہوتی جس طرح محمد رسول اللہ ﷺ نے بنایا ہے، اور جس طرح آسمان والا رب چاہتا ہے، لیکن ہوا یہ ہے کہ آپ نے محبوب، محبوب تو کہا ہے لیکن

آپ ﷺ کی ہر خبر جو آسمان والے کی طرف سے آپ ﷺ نے دی ہے، ہم نے ہمیشہ اس کو جھٹلایا ہے،

اگر جھٹلایا نہ ہوتا، آج سود نہ ہوتا، اگر ہم نے آقا علیہ السلام کی رسالت کو جھٹلایا نہ ہوتا، آج دنیا میں جھوٹ نہ ہوتا، اگر ہم نے آپ ﷺ کی رسالت کو رد نہ کیا ہوتا، آج دنیا میں دنگا نہ ہوتا، اگر محبوب ﷺ کو ہم نے رسول مانا ہوتا، آج قتل و غارت نہ ہوتی، اگر ہم نے آقا علیہ السلام کو رسول ﷺ مانا ہوتا، آج دنیا کے اندر بے انصافی نہ ہوتی،

اگر ہم نے آقا علیہ السلام کو صحیح معنوں میں رسول مانا ہوتا، آج دنیا میں تفریق نہ ہوتی، اگر دنیا کے اندر اہل دنیا نے اور محمد رسول اللہ ﷺ کو ماننے والوں نے آپ ﷺ کو رسول مانا ہوتا،

تو حضرات!

آج وہ بے رخی نہ ہوتی، جو میرے اور آپ کے معاشرے میں نظر آ رہی ہے، وجہ یہ ہے کہ ہم آپ ﷺ کو صرف شوکیس میں سجا کر کے ایک دنیا کے سامنے ماڈل کے طور پر تو پیش کر سکتے ہین، لیکن آپ ﷺ کی صورت جیسی صورت نہیں بنا سکتے، آپ ﷺ کی سیرت جیسی سیرت نہیں بنا سکتے،

محبت کا دعویٰ تو کر سکتے ہیں، لیکن محبوب ﷺ کوئی کام کہہ دیں تو وہ کر نہیں سکتے، اس بچے کی طرح کہ باپ سے پیار بڑا ہے، باپ آواز دے کے پانی کا گلاس مانگے لیکن بچہ دینے کو تیار نہ ہو، بس وہی پر ناچنا شروع کر دیں کہ مجھے ابا جان سے پیار ہے اور ابو جان کا ڈے منانا شروع کر دے۔

حضرات!

اس بیوی کی طرح، شوہر سے محبت کی جو ہے، وہ دعوے تو بڑا کرتی ہے، لیکن وہ جس بات سے روکے، اس سے رکتی نہیں ہے، آج امت محمدیہ ﷺ کی حالت وہی ہے جو میں نے ان دو مثالوں میں ذکر کی،

حضرات!

محمد رسول اللہ ﷺ سے محبت کا ایک اور تقاضا یہ ہے، آپ ﷺ کو ختم النبیین مانا جائے، رسول ہی نہیں، بلکہ ختم النبیین ﷺ مانا جائے، آپ ﷺ کے بعد اللہ نے نبوت کے دو بند کر دیئے اور کوئی نبی نہیں آئے گا، اگر کوئی کسی کو نبی مانے گا، وہ نبی دو نمبر ہوگا، وہ نبی جعلی ہوگا، وہ نبی کم ذات ہوگا، وہ مسیلمہ ہوگا، وہ قادیانی ہوگا، وہ کوئی اور ہوسکتا ہے، اللہ کا برحق اور سچا نبی نہیں ہوسکتا،

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَآ أَحَدٍ مِّن رِّجَالِكُمْ وَلَٰكِن رَّسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ﴾ (الاحزاب: ۴۰)

اگر میں محبت رسول ﷺ میں پکا ہوں، اور سچا ہوں تو سورۃ الاحزاب کی آیت نمبر چالیس کو سامنے رکھ کے میری پوری زندگی کا لایا ہوا یہ عمل بن جائے، میری دعوت یہ بن جائے، میرا مشن یہ بن جائے، میرا پیغام یہ ہو جائے، دیا کے اندر میرا رکھ دکھاؤ جو ہے، وہ ایک طرف لیکن میرا دین، میرا عمل، میرا عقیدہ یہ ہو کہ کائنات میں محمد رسول اللہ ﷺ ختم النبیین ﷺ ہیں،

خاتم النبیین ﷺ کا معنی کیا ہے، کہ آپ ﷺ کا ہر عمل جو ہے، وہ آخری عمل اور آپ ﷺ کا ہر قول آخری قول، آپ ﷺ کا ہر فعل آخری فعل، آپ ﷺ کا ہر فیصلہ آخری فیصلہ، آپ ﷺ کی ہر بات جو ہے، وہ حتمی بات ہے،

محمد رسول اللہ ﷺ پہ جا کے فیصلے ختم ہو جائیں گے، محبوب ﷺ کے ہوتے ہوئے اگر کوئی اور نبی نہیں بن سکتا ہے تو محبوب ﷺ کے مدمقابل کوئی امام کھڑا نہیں کروں گا، کوئی اور جو ہے، میں پیر کھڑا نہیں کروں گا، کوئی اپنا ولی قطب ابدال آقا کے مقابلے میں نہیں لاؤں گا، میں کوئی قول نہیں لاؤں گا، کوئی فعل نہیں لاؤں گا۔

محبوب ﷺ کے عمل کے مقابلے میں کوئی عمل نہیں لاؤں گا، آقا علیہ السلام کی ذات کے اوپر

ذاتیں ختم اور محبوب ﷺ کی بات کے اوپر باتیں ختم، نبی ﷺ کی رسالت پر رسالت ختم، اگر میرا عقیدہ ہو جائے،

اللہ کی قسم!

پوری امت مسلمہ جو ہے، یہ محمد یہ بن جائے، اور ان کا عمل وہ ہو جائے، جو محمد رسول اللہ ﷺ کا ہوگا، محبت بڑی چیز ہے، شرط یہ ہے کہ اس کے تقاضے ہوں،

حضرات!

ان تقاضوں میں سے پانچواں تقاضا یہ ہے، محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اسوہ مانا جائے، ماڈل مانا جائے، اول مانا جائے، اور اس کو سپریم کر یکڑ کے طور پہ اپنے سامنے رکھ کر کے لیا جائے، تا کہ میری زندگی سنور جائے۔

حضرات!

یہ اشارہ کردوں، اگر میں یہ سمجھتا ہوں کہ محمد رسول اللہ ﷺ سے بڑھ کر کے دنیا میں کوئی خوبصورت ماڈل نہیں ہے، نمونہ نہیں ہے، عمل نہیں ہے، کردار نہیں ہے، آپ ﷺ جیسی گفتار نہیں ہے، اللہ نے بنایا نہیں ہے، آسمان سے اتارا نہیں ہے، دنیا میں بھیجا نہیں ہے،

تو پھر میں در در کی خاک کیوں چھانتا ہوں، کبھی کسی کے ہاتھ پہ بیعت، کبھی کبھی کسی کے ہاتھ پہ بیعت، کبھی کسی کی طریقت، کبھی کسی کا سلسلہ،

﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ﴾ (الاحزاب: ۲۱)

مومن کے لیے ایماندار کے لے کلمہ گو کے لیے اللہ کے بندے کے لیے محمدی کے لیے، مستقویٰ کے لیے، تو اتنا ہی کافی ہوتا ہے کہ دنیا کا ہر اول ور کر یکڑ، اس کو محمد رسول اللہ ﷺ کی ذات میں اور اس کی بات میں ملا کرتا ہے،

حضرات!

مجھے بتایئے، کلمہ پڑھنے کے بعد ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنی صداقت کے لیے رول ماڈل کسی اور کو بنایا، جناب فاروق رضی اللہ عنہ نے کسی اور کی طرف دیکھا، جناب عثمان رضی اللہ عنہ نے کہیں

اور جھانکا، علی حیدر کرار رضی اللہ عنہ نے کہیں اور دروازے پہ جا کے دستک دی،

عشرہ مبشرہ کسی اور طرف چلے گئے، محمد رسول اللہ ﷺ کے اصحاب رضی اللہ عنہم نے کسی اور کو اپنا رول ماڈل بنایا؟ کسی اور کو اسوۂ قرار دیا۔

حضرات!

وہ گئے تو کس کے ہاتھ پہ بیعت کی، انہوں نے آقا علیہ السلام کے ہوتے ہوئے، محمد رسول اللہ ﷺ کے ہوتے ہوئے مصلیٰ امامت پر کوئی اور کھڑا کیا، نہیں!

حضرات!

آقا علیہ السلام کے اسوۂ کا معنی یہ ہے کہ میری زندگی کا ایک ایک عمل میں،

اختصار سے بات آگے بڑھا رہا ہوں،

وگرنہ یہ ایک جملہ کافی تھا، آج کی گفتگو کو بڑھانے کے لیے کہ اگر مجھے تجارت کرنی ہے، تو میرا رول ماڈل محمد ﷺ ہونے چاہیے، جھوٹے لوگ نہیں ہونے چاہیے، دغا باز اور فراڈیے نہیں ہونے چاہیے، اگر مجھے باپ بننا ہے، باپ کے عہدے سے دیکھو تو محمد رسول اللہ ﷺ کو جو عادات ان میں ہیں، ان کو لے لوں،

جو نہیں ہیں، ان کو چھوڑ دوں، اگر مجھے شوہر بننا ہے، تو تب بھی میں دیکھوں، محمد رسول اللہ ﷺ کو، مجھے بہترین تاجر بننا ہے، تو میں مکے کے تاجر کو دیکھوں، اگر مجھے چرواہا بننا ہے، تو میں اس ہستی کے اندر بکریاں چراتے ہوئے محمد رسول اللہ ﷺ کو دیکھوں، مجھے حکمران بننا ہے، تو مدینے کی بستی کے حاکم کو دیکھ لوں،

حضرات!

محمد رسول اللہ ﷺ کی زندگی ایک کامل زندگی ہے، جس میں کوئی کمی نہیں، جو محبوب ﷺ کی ذات کو چھوڑ کے طریقت کہیں اور ڈھونڈتا ہے، بیعت کسی اور کی کرتا ہے، سلسلہ کوئی اور ڈھونڈتا ہے،

اللہ کی قسم! اس نے پھر محبوب ﷺ کو ناقص جانا ہے، آپ ﷺ کی شریعت کو ناقص

سمجھا ہے، اسے محبوب ﷺ کے اندر نقص نظر آئے ہیں، جو آپ ﷺ کے ہوتے ہوئے، وہ کسی اور کی طرف بڑھا ہے، پھر اس کی محبت خالی ہے، یہ دعویٰ ہے، اس پہ دلیل کوئی نہیں ہے،

حضرات! محبوب ﷺ کی محبت کا چھٹا تقاضا یہ ہے، اس کائنات کا سب سے بڑا امام آپ ﷺ کو مانا جائے، اگر مجھے محبوب ﷺ سے محبت ہے، میں دنیا میں پرچار کر دوں، دعوت پھیلا دوں، ہر گلی میں، ہر کونے میں، ہر گھر میں، ہر فرد تلک، ہر زمین تلک، ہر دماغ تلک، قلب وجگر تلک، ہر نظر تلک، ہر ایک فرد تلک، ہر بشر تلک، جن و انس تلک، اللہ کی دھرتی کے اوپر سے والی ہر باشی تلک یہ پیغام دے دوں،

لوگو! محبوب ﷺ جیسا یا تو کوئی امام لے آیئے، اگر ان جیسا کوئی امام نہیں تو محبوب ﷺ کی امامت کا ہار چھوڑ کے دنیا کی امانتوں کے ہار گلے میں کیوں ڈالے جائیں، وہ امام کے جس کے سامنے نبی بھی سر جھکا کے کھڑے ہو جائیں، وہ امام کہ جس کو انبیاء بنایا گیا، وہ امام کے وعدے اللہ نے امامت دینے سے پہلے لے لیے،

﴿وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ النَّبِيّٖنَ لَمَآ اٰتَيْتُكُمْ مِّنْ كِتٰبٍ وَّحِكْمَةٍ ثُمَّ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ﴾

(آل عمران:۸۱)

حضرات! اللہ نے وعدے لیے، پیغمبروں نے اقرار کیے اور ان وعدو کو نبھایا، اللہ نے دنیا کو عملی شکل میں معراج کے موقع پر دکھایا، آدم علیہ السلام سے لے کر عیسیٰ علیہ السلام تلک پیچھے کھڑے ہیں، مقتدی ہے، محمد رسول اللہ ﷺ امامت کروا رہے ہیں،

حضرات!

آقا علیہ السلام کی نماز ہو، آقا علیہ السلام امام ہو، آقا علیہ السلام آگے مصلے پہ ہوں، پھر میری پیچھے ادائی اور ہوں، میرا امام کوئی اور ہو، رہنما کوئی اور ہو، مجھے یہ جچتا نہیں ہے۔ میں نے محمد رسول اللہ ﷺ کی محبت میں کمی کی ہے، محبت کے تقاضوں میں کہیں کوئی رخنہ ہے،

مجھے اس رخنہ کو دیکھ کے اپنی اصلاح کرنی ہے، آپ ﷺ سے محبت کا دعویٰ ہے، اس

دعوے کو پورا کرے، محبت رسول ﷺ کے تقاضے کا ایک پہلو یہ بھی ہے،

اور یہ آٹھواں پہلو ہے کہ کسی بھی کام میں آقا علیہ السلام سے پیش قدمی نہ دنیا میں کی جائے، نہ دین میں کی جائے، آپ ﷺ سے پیش قدمی نہ کی جائے، محبوب ﷺ سے پیچھے،

حضرات!

اگر اس سے مراد یہ ہے، آقا علیہ السلام کے سامنے چلنا غلط ہے، آقا علیہ السلام کو پیٹھ کرنی غلط ہے، آقا علیہ السلام پیچھے ہوں، اور مقتدی آگے چلے، یہ غلط ہے، ایسی بات نہیں، محبوب علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام درمیان میں ہوتے تھے، دائیں بائیں، آگے پیچھے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہوتے تھے، پھر اللہ نے کیوں کہا، سورۃ الحجرات کے اندر......

﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا﴾ (الحجرات: ۱)

اے ایمان والو، اے ایمان کا دعویٰ کرنے والو، اے ایمان کا دم بھرنے والو، اے محبوب ﷺ کا کلمہ پڑھنے والو،

﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا﴾ (الحجرات: ۱)

سنو اور ذرا ہوش سے سنو،

﴿لَا تُقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَيِ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ﴾ (الحجرات: ۱)

اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے آگ مت بڑھو، ان کے قدموں سے آگ قدم مت رکھو،

حضرات!

یہ چیز، یہ جملہ زندگیوں میں انقلاب لانے والا جملہ ہے، ہم ان شاء اللہ اگلی ملاقاتوں میں محمد رسول اللہ ﷺ کی تربیت کے نتیجے میں آنے والے انقلاب کا مطالعہ کریں گے، لیکن آج میں صرف وہ بات بتا رہا ہوں، جس سے زندگیوں میں انقلاب آجاتا ہے، اگر کوئی شخص چاہتا ہے، میں بے رحم ہوں، رحم والا بن جاؤں،

اگر کوئی چاہتا ہے میں مجرم ہوں، میں صحیح ہو جاؤں، اگر کوئی چاہتا ہے کہ میں زانی

ہوں، زنا چھوڑ دو، اگر کوئی چاہتا ہے کہ میرا سود جو ہے، مجھے تباہ کر رہا ہے، میں اس سے بچ جاؤں، اگر کوئی چاہتا ہے، میں مطیع اور فرمانبردار بن جاؤں،

اگر کوئی چاہتا ہے، میری اولاد اچھی ہو جائے، اگر کوئی چاہتا ہے، میرا گھر ٹھیک ہو جائے، اگر کوئی چاہتا ہے، میرا معاشرہ ٹھیک ہو جائے، اس کو یہ باتیں یاد رکھنی ہوں گی، محبت رسول ﷺ کے تقاضے پورے کرنے ہوں گے،

﴿يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَيِ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ﴾

(الحجرات:١)

اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے آگے مت بڑھو،

حضرات!

ایک مثال، دو مثال، تین مثال، بڑی مثالیں، لیکن اشارہ کر دوں، محبوب ﷺ جمعہ پڑھا رہے ہیں، یہی جملے زبان پر تھے، ایک صحابی، اللہ کے رسول ﷺ کی بات جب کانوں میں ڈالتے ہیں، سنتے ہیں، ایک قدم مسجد کے دروازے اندر تھا، دوسرا باہر تھا،

حضرات!

بیان کرنا بہت آسان، اس پہ عمل کرنا بہت مشکل، آپ سوچیئے، دھوپ ہوں، گرمی ہو، چلچلاتی آسمان سورج جو ہے، گرمی پھینک رہا ہو، اور اس کے اندر وہ پھر مدینہ ہو،

حضرات!

وہ صحرائی علاقہ ہو، وہاں پر پہاڑ ہوں، یہ معاملہ ہو، ایسی صورت کے اندر انسان کو اندر جگہ نظر آ رہی ہو، وہ اندر بڑھ رہا ہو، قدم اندر رکھ رہا ہو، دوسرا باہر ہو، کان میں آواز پڑے،

﴿لَا تُقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَيِ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ﴾ (الحجرات: ١)

اللہ کے رسول ﷺ جہاں حکم دے دیں، اس سے آگے مت بڑھو، کا میں آواز آئی،

((اجلسوا))

بیٹھ جاؤ، سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے اندر والا قدم باہر نہیں کیا، باہر والا اندر نہیں

کیا، وہیں بیٹھ گئے،

حضرات!

یہ محبت تھی، یہ پیار تھا، محبوب ﷺ کے کانوں سے آواز سنی کہ یہ انگوٹھی سونے کی، میری امت کے مردوں کے لیے حرام ہے، صرف محبت کا دعویٰ نہیں تھا، تقاضے بھی پورے کر دیئے، اتار کے پھینک دی، نہ اس نے اٹھائی نہ کسی اور نے اٹھائی۔

((حتی اکلته الارض))

یہاں تک کہ اس کو مٹی کھا گئی، محبت تھی، محمد رسول اللہ ﷺ سے کان میں آواز پڑی، کہ اگر ہم اس دروازے کو عورتوں کے لیے خاص کر دیں، جناب عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، جب سے میرے کان میں آواز پڑی، مرتے دم تلک پھر میں نے اس دروازے کے اندر قدم نہیں رکھا،

حضرات!

محبت کے تقاضے پورے کر کے دکھا دیئے، محبوب ﷺ کی زبان سے آواز کانوں میں آئی، یہ صدا سنی، کسی مسلمان کے لیے جائز نہیں، کہ وہ اپنی دو راتیں بغیر جو ہیں، وصیت لکھے گزار دیں، الا کہ اس کی وصیت اس کے سرہانے موجود رہے،

ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، جب سے میرے کانوں نے یہ آواز سنی، میں محمد رسول اللہ ﷺ کے محبت کے تقاضوں کو پورا کر کے میرے اوپر کوئی تیسری رات ایسی نہیں آئی کہ عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ کی وصیت اس کے سرہانے موجود ہو، آج ہمیں دعویٰ ہے، محبت ہے، پیار ہے، عقیدت ہے، بہت کچھ ہے،

لیکن محبوب ﷺ کی زندگی سے ہم آگے بڑھے ہوئے، جہاں جہاں سے آپ ﷺ نے روکا، بہت آگے گئے ہوئے،

حضرات!

مثالیں کسی اور موقع پہ......

آپ ﷺ کی محبت کا نواں تقاضہ ہے، آپ ﷺ کی مخالفت نہ کی جائے،

بھائیو!

جس سے پیار ہوتا ہے، اس کی بات مانی جاتی ہے، اس کے انکار نہیں ہوتے، محبوب ﷺ اگر کہے مجھے بیلنس ڈلوا دو، محبّ انکار نہیں کرتا ہے، محبوب اگر کہے، مجھے فلاں ڈش کھلا دو،

حضرات!

محبّ انکار نہیں کرتا ہے، انتظار میں رہتا ہے، ادھر معاملہ ہی الٹ ہے، محبّ ڈیمانڈ کر رہے ہیں، لوگو! یہ کام کرو، ہم نہیں کر رہے، محبّ محبوب ﷺ کہہ رہے ہیں، لوگو! نمازی بن جاؤ، ہم نہیں بن رہے، محبوب ﷺ کہہ رہے ہیں، لوگو! نیک ہو جاؤ، ہم نہیں بن رہے، محبوب ﷺ کہہ رہے ہیں، اللہ والے بن جاؤ، ہم نہیں کر رہے،

محبوب ﷺ کہہ رہے ہیں، مواحد بن جاؤ، ہم شرک کر رہے ہیں، محبوب کہہ رہے ہیں:

((لا تخلص علی القبور))

قبروں پہ ڈیرے مت لگاؤ، ہم نے آشیانے بنا لیے، محبوب ﷺ کہہ رہے ہیں، یہ قبر کو میلہ گاہ مت بناؤ، ہم نے وہاں عرس میلے ٹھیلے لگا لیے ہیں، محبوب ﷺ کہہ رہے ہیں، یہ چیزیں جو اپنی زندگی کے عمل منافقت لے کے آئے، ان کو چھوڑ دو، ہم منافقت کی انتہاء کر رہے ہیں، محبوب ﷺ جھوٹ سے روک رہے ہیں، ہم وہ کر رہے ہیں،

جہاں سے روک رہے ہیں، ہم وہ کر رہے ہیں، جو کرنے کا کہہ رہے ہیں، ہم ان سے رکے ہوئے ہیں،

حضرات!

اس سے بڑھ کر کے محبوب ﷺ سے بے وفائی کیا ہو گی، آپ ﷺ کی مخالفت کیا ہو گی، اور اگر اس محبت کے تقاضے کو پورا نہ کیا، رب کا قرآن سنیے، اللہ فرماتے ہیں،

﴿وَمَنْ يُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدٰى﴾ (النساء:١١٥)

کوئی بھی محبت کرنے والا، کوئی پیار کرنے والا،

﴿وَ مَنْ﴾

کوئی بھی ولی بن کے آئے، کوئی اولیاء اللہ بن کر کے آئے، کوئی ان کا سردار بن کر کے آئے، کوئی بہت بڑی پگڑی باندھ کر کے آئے، کوئی امام اور شہید لے کر کے آئے،

حضرات!

کوئی اپنی قوم کا سردار بن کر کے آئے، کوئی بہت بڑے القاب سے اپنے آپ کو ملقب کر کے آئے، لمبے لمبے چغے پہن کر کے آئے، دستار فضیلت لے کر کے آئے،

﴿وَ مَنْ يُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ﴾ (النساء:۱۱۵)

لیکن اس نے ہمارے محبوب ﷺ کی مخالفت کی، اپنی زندگی کے اندر، اپنے عمل کے اندر، گفتار کے اندر، کردار کے اندر، سلیقے کے اندر، شعار کے اندر، لین دین کے اندر، تعلقات کے اندر، دنیا کے اندر، دین کے اندر،

﴿وَ مَنْ يُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدٰى﴾ (النساء:۱۱۵)

بعد اس کے کہ ہم نے آسمان سے نور ہدایت اتار دیا، ہم نے کتاب ہدایت اتار دی،

﴿ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ فِيْهِ هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ﴾ (البقرہ:۲)

اتر آئی، اس کے اندر محبت رسول ﷺ کے تقاضے موجود، اس کی عداوتیں موجود، اس کے اخلاص موجود، حقوق مصطفیٰ ﷺ موجود، آقا علیہ السلام کے ذمے جو ہے، ہمارے ذمے، وہ آقا علیہ السلام کے فرائض ہیں، وہ موجود، پھر مخالفت کرتا ہے،

اللہ فرماتے ہیں:

﴿وَ يَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ﴾ (النساء:۱۱۵)

اور میرے پہلے مومن صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نبی ﷺ کے ان طریقے چھوڑ دیتا ہے،

حضرات!

محبوب ﷺ نے ایک دفعہ کہا،

((مَنْ یحرس باللیل))

آج ہماری رات کو پہرہ کون دے گا؟

حضرات!

کون تھا، جس نے فہرست ہاتھ کھڑے کر کے پوری رات جاگتا رہا، محبوب ﷺ نے اگر ایک مرتبہ کوئی کام کہہ دیا کہ تو نے یہ زنا نہیں کرنا ہے، ساری زندگی بیت گئی، وہ کام نہیں کیا، اس نے محبوب ﷺ نے ایک دفعہ کہہ دیا تو نے جھوٹ نہیں بولنا ہے، ساری زندگی گزر گئی، جھوٹ نہیں بولا ہے۔

محبوب ﷺ نے ایک دفعہ کہہ دیا،

((لَا تَغْضَبَ))

پوری زندگی پھر اس کو کبھی غصے میں نہیں دیکھا گیا، ایک دفعہ آقا علیہ السلام نے کہہ دیا،

((لَا تُسْبَنَّ اَحَدًا))

کسی کو گالی نہیں دینی، وہ اللہ کا بندہ کہتا ہے،

((وَاللّٰهِ مَا سَبَبْتَ اَحَدًا وَلَا شَاةً وَلَا بَعِيْرٌ))

جب سے مجھے میرے محبوب ﷺ نے کہا ہے، مجھے ہدایت ملی ہے، راہنمائی ملی ہے، روشنی ملی ہے، میں نے پھر پوری زندگی کسی کو گالی نہیں، انسان کو گالی دینا تو دور کی بات، میں نے کسی اونٹ گائے بھیڑ بکری کو بھی گالی نہیں دی ہے۔

حضرات!

ہم کون ہیں، کس مٹی سے بنے ہیں، اللہ فرماتے ہیں، جو مخالفت کرے گا، میرے صحابہ رضی اللہ عنہم کے طریقے کو چھوڑے گا،

﴿نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى﴾ (النساء:۱۱۵)

ہم سب سے پہلا کام یہ کریں گے کہ اس کے ٹائی راڈ کو کھول کر کے اس کی زندگی کی گاڑی کو اپنے رحم و کرم پہ چھوڑ دیں، جا، جب تو نے ہماری مانی نہیں، محبوب ﷺ کو جانا

نہیں، محبت محبت کرتی ہے، تقاضے پورے نہیں کرنے، حکم آقا علیہ السلام دے رہے ہیں، کان دھرنے نہیں ہیں، پیغمبر ﷺ روک رہے ہیں، تو نے قدم روکنے نہیں ہیں، مخالفت کر کے دیکھ، اللہ اس کو دنیا میں،

بھائیو!

اس سے بڑی مومن کے لیے سزا نہیں ہے، اللہ انسان کی زندگی کا ٹائی راڈ کھول لیں، آپ اپنی بیٹی کی بارات کو بھیجیں، جو بارات آئی ہے، بیٹی کو واپس بھیجیں، اور آنے والی گاڑیوں کے ٹائی راڈ کھول کر کے،

بھائیو!

اپنی بیٹی کو الوداع کہہ دیں، مجھے ایمان سے بتلایئے، بیٹی خیر سے منزل مقصود پہ پہنچے گی؟ نہیں پہنچے گی، اللہ جس بندے کا ٹائی راڈ کھول دیں، باریک لگائی تو غرق، اسٹیرنگ کو اپنی مرضی سے گھمایا تو تباہ بے لگا، بے مہار، شتر بے مہار، بنا دیا،

یا تو گڑھوں میں گر کر کے تباہ ہو جائیں گی، کھائیوں میں گر کر کے گاڑی کے پرخچے اڑ جائیں گے، یا پہاڑوں سے ٹکڑرا کے پاش پاش ہو جائے گی۔

حضرات!

جو من مرضیاں کرے گا، اللہ اس کو دنیا میں سزا یہ دیتے ہیں، یا تو وہ نبی ﷺ کی توقیر کر کے گہری کھائیوں میں گر جائے گا، انکار کر کے یا پیغمبر ﷺ کی ذات میں غلو کر کے بلندی کی طرف جیسے گاڑی پہاڑ سے ٹکراتی ہے، یہ اس شرک کے پہاڑوں سے ٹکرا جائے گا، پاش پاش ہو جائے گا۔

پر آج دیکھ لیجئے!

آپ نے پچھلے دنوں میں جو کچھ دیکھا، وہ محبت کے نام پہ تھا، اور محبت کے نام، یہ تقاضے پورے نہیں ہوئے، یوں لگتا تھا، اللہ نے ٹائی راڈ کھولا ہوا ہے، جس کے جی میں جو آ رہا ہے، وہی کر رہا ہے، جس کے جی میں آ رہا ہے، وہی انداز اپنا رہا ہے، جس کے جی میں

آیا ہے، وہی کیفیت ڈھا رہا ہے۔

حضرات!

صحابی ﷜ تو اتنا بھی نہ کریں کہ پیشاب کرنے کے لیے بیٹھیں، وہ انداز نہ اپنائیں، جو محبوب ﷺ نے نہیں اپنایا تھا، پیشاب نہیں بھی آیا، ویسی حالت بنا لیں جیسے آقا ؑ کی تھی اور میں محبت کے تقاضوں کے نام کے اوپر محبت اور عشق کے نام کے اوپر، وہ کچھ کر دالوں جو دل میں آئے، جس سے نبی نے روکا تھا، وہ بھی کروں، قوالی بھی کروں، دھمال بھی کروں، ڈانس بھی کروں، رقص بھی کروں،

موسیقی بھی ہو، گانا بھی ہو، بجانا بھی ہو، ڈھول بھی ہو، جن کو توڑنے کے لیے محمد رسول اللہ ﷺ آئے تھے، اگر ہم نے محمد رسول اللہ ﷺ کی مخالفت کی، نافرمانی کی، اللہ زندگی کا ٹائی راڈ کھول دیتے ہیں،

اور بھائیو!

اللہ نے کھولا ہوا ہے اور ہمیں شترے بے مہار کیا ہوا ہے، جو دل میں آئے، وہ کرتے جائیں، اب کوئی پوچھتا بھی نہیں ہے، کوئی روکتا بھی نہیں ہے، اور اگر کوئی روکے تو ہماری زندگی کی گاڑی کس طرح تباہیوں کی طرف جاتی ہے،

غلام محمد آزاد کا واقعہ ہمارے سامنے ہے، عشق کے نام پہ ہم نے قرآن جلائے، محبت کے نام پہ ہم نے اللہ کی کتاب کو، ہم نذر آتش کیا، آج اللہ کے بندے نے مومن کہلوانے والے نے محمد رسول اللہ ﷺ کے نام پر عشق مصطفیٰ ﷺ کے اندر آ کر کے اگر دوسری پارٹی نے غلطکیا تھا، جواب غلط نہیں،

آقا ؑ کا اسوہ موجود تھا، کہ ہم نے مخالفت کا جواب کیسے دینا ہے، لیکن یہ ایمان کہاں کا، یہ محبت کیسی محبت تھی، یہ اندھیر نگری کیسی، اندھیر نگری ہے، کہ جس کے اندر آ کر کے ہم نے محمد رسول اللہ ﷺ کے فرامین کو نہیں دیکھا، ہم نے کتابوں کو نہیں دیکھا، ہم نے لائبریری کو نہیں دیکھا، ذات باری کے ناموں کو نہیں دیکھا۔

اسماء اور صفات کو نہیں دیکھا، ہم نے اسلامی لٹریچر کو نہیں دیکھا،

حضرات!

احادیث کے مجموعوں کو نہیں دیکھا، آسمان سے اترنے والی وحی کو نہیں دیکھا، مسلمانوں کے ہاتھوں سے جو اس حشر ہوا اور آج دنیا دیکھ رہی ہے، پھر رب کا قرآن سچ کہہ رہا ہے،

﴿نُوَلِّهٖ مَاتَوَلّٰى﴾ (النساء:١١٥)

جس کے دل میں آئے، وہ کرتا رہے، پھر ہم روک ٹوک نہیں کرتے، ہم زندگی کا ٹائی راڈ کھول دیتے ہیں،

حضرات!

محمد رسول اللہ ﷺ کی مخالفت نہ کی جائے، اور اس وقت آج کی ملاقات کا آخری رسول اللہ ﷺ کے ادب کا تقاضہ کہ آپ ﷺ جو دے دیں، وہ لے لیا جائے، جو محبوب ﷺ سے ملے،

بھائیو!

میں نے تو یہ دیکھا ہے، محبوب ﷺ کی زندگی میں چھوٹی سی چھوٹی چیز ایک رنگ سادہ سا ایک کرا چھلہ گفٹ کر دے،

اللہ کی قسم!

ساری زندگی محبت قدردانی کرتا ہے، سنبھال سنبھال کے رکھتا ہے، راتوں کو نکال کے دیکھتا ہے، لوگوں کے اندر اظہار کرتا ہے، اِس کا بیان کرتا ہے، مجھے میرے برتھ ڈے کے اوپر یہ گفٹ ملا ہے، مجھے یہ تحفہ ملا ہے، مجھے یہ چیز ملی ہے۔

حضرات!

یہ محبوب کیسا محبوب ہے، اور یہ محبّ کیسا محبّ ہے، کہ کائنات کے امام دین بھی دے کے جائیں، دنیا بھی دے کے جائیں، عقبہ بھی لے کے جائیں، آخرت بھی دے کے جائیں، قبر کی رہنمائیاں دے کر کے جائیں، دنیا کے اندر کامیابی کے انداز دے کر کے

جائیں، ہم پس پشت ڈال دیں،

ہم غیروں کی طرف للچائی نظروں سے دیکھیں، ہم کبھی یورپ کی طرف، کبھی مغرب کی طرف پیغام دیتا ہے، سورج دن کو تجھ کو، روزانہ پیغام دیتا ہے کہ مغرب کی طرف نہ جانا، وگرنہ جس طرح میں ڈوب گیا، بے نور ہو گیا،

یہ تجھے بھی بے نور کر دیں گے، نور لینا ہے، شرط اوط کے اندر محمد رسول اللہ ﷺ کے دین کو لے کے لیل جورات ہے، یہ نصف نہار کا سورج بن کے تیری زندگی چمکے گی،

حضرات!

اگر ہم چاہتے ہیں، ہماری دنیا کامیاب ہو، ہمارا دین کامیاب ہو، ہماری دنیا سنور جائے، ہماری عقبہ سنور جائے، ہمارا رب ہم سے راضی ہو جائے، ہمارے محبوب ﷺ ہم سے راضی ہو جائیں، ہم اللہ سے محبت کرنے کے، اگر صحیح دعوے دار ہیں، تو محمد کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے محبت کے یہ تقاضوں کو بھی پورا کریں۔

حضرات!

تقاضے ابھی ختم نہیں ہوئے، باقی ہیں، ان شاء اللہ العزیز اگلی ملاقات میں ہم ان کو دیکھیں گے، آپ بھی دیکھیں، مطالعہ کر کے آئیں، پڑھ کر کے آئیں اور اللہ سے دعا کریں، اللہ جو سنا ہے، اس کے مطابق ہماری زندگیوں کو بدلنے کی توفیق دے۔

وما توفیق الا باللّٰہ۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

انسان کی عمر ضائع کیسے ہوتی ہے؟

زندہ دل بزرگو، شیر دل نوجوان بھائیو! پھول دل ننھے منے ساتھیو، ممتا سے لبریز نرم دل اسلامی ماؤں، بہنوں!

ہماری آج کی یہ ملاقات اس عنوان کے تحت ہے کہ 'انسان کی عمر ضائع کیسے ہوتی ہے؟

ویسے تو اس سوال کا جواب تقریباً ہر شخص جانتا ہے، لیکن بسا اوقات سوالوں کا آسان ہونا اور امتحان میں آسان سوالوں کا آنا، یہ بھی اچھے خاصے لوگوں کے فیل ہونے کا سبب بن جاتا ہے۔

بھائیو! دنیا میں قانون اور قاعدہ یہ ہے کہ جتنی کوئی چیز نرم و نازک ہوگی، اتنی ہی اس کی حفاظت زیادہ کی جاتی ہے، اور اسی طرح جتنی چیز قیمتی ہوتی ہے، اس کا خیال بھی اتنا ہی زیادہ رکھا جاتا ہے، مثلاً گھر میں خاتون خانہ کے پاس بڑی بڑی چیزیں ہوتی ہیں، لیکن جس قدر احتیاط حفاظت وہ شیشے کے برتنوں میں کرتی ہے، شاید دوسروں میں اتنی نہیں کرتی،

وجہ کیا ہے کہ وہ نازک ہے، گھر میں اور بھی بہت کچھ ہوتا ہے، لیکن سنبھال سنبھال کے سونے کے زیورات کو رکھا جاتا ہے، اگرچہ نازک تو نہیں ہے، لیکن قیمتی اور مہنگے،

حضرات!

انسان کی زندگی اور اس کی عمر یہ نازک بھی ہیں، اور قیمتی بھی، اس کی نزاکت کو دیکھنا ہو، تو ماضی قریب میں ذرا اس صونامی کو یاد کر لیجئے!

ہم انسان ہیں، ہماری فطرت میں بھولنا لکھا ہے، صونامی کو یاد کر لینا، اور اگر اس کی نزاکتوں کو اور نرم پن کو دیکھنا ہو تو پھر یہ بالکل ماجی قریب میں آنے والے زلزلے کے چند جھٹکوں کو دیکھا، پھر بھی سمجھ نہ آئے تو واہ کینٹ کے اندر ہونے والے تازہ ترین واقعہ میں

انسانی زندگی اور اس کی عمر کی نزاکتوں کو ذرا چیک کیجئے گا، اور اس کا جائزہ لیجئے گا،

سوال کا جواب آسان ہو جائے گا، کہ جب نزاکت اتنی، اتنی اور اتنی نرم و نازک ہے کہ پلک جھپکنے کا بھی ٹائم نہ ملے، نہ ملے، سجدے میں چلے گئے، اٹھن کی بھی جو ہے، وہ بوجھ اور وزن کو، یہ برداشت نہ کرے، تو اس کی مرضی،

حضرات!

یہ زندگی بہت نازک ہے، اس اعتبار سے کہ،

﴿وَمَا تَدْرِیْ نَفْسٌ مَّاذَا تَکْسِبُ غَدًا﴾ (لقمان:٣٤)

ساری پلیننگیں دھری رہ جاتی ہیں، لیکن بندے کو تو یہ بھی پتہ نہیں ہوتا کہ عمر ساتھ دے گی اور کل میں کیا کماؤں گا، کماؤں گا یا نہیں، ایک مہینہ کمایا ہے، آج دو تاریخ ہے، میں تین کو یا چار کو اس کی تنخواہ لے پاؤں گا یا نہیں لے پاؤں گا، یہ عمر،

﴿وَمَا تَدْرِیْ نَفْسٌ بِاَیِّ اَرْضٍ تَمُوْتُ﴾ (لقمان:٣٤)

آج مہمان بن کے یہ اپنے وطن اور علاقے کو چھوڑ کے جا رہا ہے، خوشی خوشی، خراماں خراماں لیکن اسے نہیں معلوم کہ کہیاں اس کی یہ نازک آبگیروں سے جڑی ہوئی زندگی اپی عمر کو تمام کر دیتی ہے، یہ واپس لوٹے کا یا نہیں، کوئی معلوم نہیں،

اور حضرات!

اس کے ساتھ زندگی کی نزاکت کو اگر دیکھنا ہو، آئیں ذرا چوڑی کو چلتے ہوئے دیکھیے، حیران ہوں، اور تڑپ جایئے، ایک سال کے بعد ہم سالگرہ کا نام لیتے ہیں، کیک رکھا جاتا ہے، موم بتی جلائی جاتی ہے، اس موم بتی کو ایک پھونک مار کے جب بجھایا جاتا ہے، ویلڈن کی آوازیں آتی ہیں اور جب چھری کیک پہ رکھ کر اس کو کاٹا جاتا ہے، تو ہپی برتھ ڈے تو یو کے الفاظ سننے میں ملتے ہیں۔

لیکن کون جانتا ہے کہ یہ چھری کیک پہ نہیں چلی، یہ چھری پوری زندگی کے ایک سال پہ چل گئی ہے، یہ چھری بارہ مہینوں کو کاٹ گئی، یہ چھری تیری زندگی کے تین سو ساٹھ دنوں کو

کاٹ کے چلی گئی اور یہ چھری تیری زندگی کے دو ہزار آٹھ سو اسی اور یہ والی چھری تیری زندگی کے آٹھ ہزار چھ سے چالیس گھنٹے اڑا گئی اور یہ چھری تیری زندگی کے پانچ لاکھ اٹھارہ ہزار چار سو منٹ اپنے ساتھ لے گئی۔

اور یہ چھری تیری زندگی کے تین کروڑ گیارہ لاکھ اور چار ہزار سیکنڈز جو ہیں، ان ذبح کر کے چلی گئی اور تیرے پلڑے میں کیا ہے، ہے یا نہیں ہے، لیکن تو خوش ہے، اور داد دینے والے بھی خوش ہیں،

حضرات!

جب نزاکت اتنی اور مہنگی کتنی ہے کہ جب ٹائم مکمل ہو گیا، ایک لمحے کی مہلت تو مانگ کے دیکھئے، ایک لمحہ میں امی سے نہیں مل پایا، میں اپنے بچوں کی ہتھیلی پہ چند روپے نہیں رکھ پایا، میں ابھی گھر نہیں پہنچا، ایک لمحے کی مہلت دے دیجئے، میں فون پہ ہی بات کرلوں، چند لمحوں کی مہلت میں مس کال ہی مارلوں،

جواب کیا آئے گا، جی لے لیجئے، نہیں، اس کی قیمت کا تب پتہ چلتا ہے،

﴿وَالْتَفَّتِ السَّاقُ بِالسَّاقِ﴾ (القیامه : ۲۹)

جب پنڈلی جو ہے، رگڑ کے دوسری پنڈلی پہ چڑھتی ہے، وعدہ پورا ہوتا ہے، نبضیں کھڑی رہ جاتی ہیں، لوگوں کا رونا دھونا جو ہے، اب اس کو سننا سنائی بھی بند ہو جاتا ہے نہیں، نہیں سن پاتا،

یہ حضرات!

لیکن کچھ نہیں ملے گا، اس کو اس لمحے جب اتنی قیمتی چیز ہے، تو ہم اس کے ساتھ کرتے کیا ہیں؟ شعرو میں بہت خوبصورت پڑھتے ہیں،

صبح ہوتی ہے شام ہوتی ہے
عمر یوں ہی تمام ہوتی ہے

گھڑی دیکھتے ہیں، گھڑیاں دیکھتے ہیں، اور موبائل رکھتے ہیں، بڑی نظریں دوڑاتے

ہیں لیکن خاموش صدر بھول جاتے ہیں،

دیتا ہے ہر لمحہ گھڑیال یہ منادی
عمر نے تیری زندگی کی اک گھڑی اور گھٹا دی

ہر لمحہ یہ ٹک ٹک آواز کہتا ہے رات کو سونے نہیں دیتی، اس گھڑی کو میرے کمرے سے بدل دیجئے، اللہ اکبر اور پھر بولتا ہے،

ادھار مانگ کر لائے تھے یہ عمر چار دن
دو آرزو میں کٹ گئے دو کٹے انتظار میں

ہاں ہاں ایسے ہی ہے، پھر بولتا جاتا ہے،

دم زندگی غم زندگی
غم زندگ سم زندگی
زعم غم نگر سہر غم نہ تھا
کہ یہ یہی ہے شا قلندری

قلندر بن یہ دنیا کے اندر چلتا رہتا ہے، اس کی پرواہ نہ کر، ہاں اب تجھے پرواہ نہیں، وقت آئے گا، اس کی پرواہ ہونے والی ہے۔

حضرات!

یہ زندگی ہے کیا؟ اسے موت کیوں چاٹتی ہے؟ اسے دیمک کیوں لگتی ہے؟ اسے یہ کھا کیوں جاتی ہے؟ یہ بے سباط کیوں ہے؟ یہ اتنی محبوب کیوں ہے؟ اور پھر غیر پائیدار کیوں ہے؟ اللہ فرماتے ہیں،

﴿تَبَارَكَ الَّذِىْ بِيَدِهِ الْمُلْكُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَىْءٍ قَدِيْرٌ O الَّذِىْ خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَيٰوةَ﴾ (الملك:١ـ٢)

بابرکت ہے، وہ ذات جس نے زندگی بھی بنائی اور موت بھی بنائی، کیوں بنائی؟

﴿لِيَبْلُوَكُمْ﴾ (الملك:٢)

جانا جائے، عورت کیسی ہے،

﴿لِيَبْلُوَكُمْ﴾ (الملك:۲)

پہچان ہو جائے کہ بچہ کیسا ہے؟

﴿لِيَبْلُوَكُمْ﴾ (الملك:۲)

یہ اللہ کا بنایا ہوا انسان اس کی آزمائش ہو جائے،

﴿أَيُّكُمْ أَحْسَنُ عَمَلًا﴾ (الملك:۲)

حضرات!

جب زندگی اتنی غیر پائیدار ہے، تو پھر آج یہ موقع جو ملا ہے، اس سے قیمتی کوئی موقع نہیں،

یاد رکھیے!

کل بیت گیا، ساری دنیا بیچ کے لگا دیں، کل واپس ہیں لٹا سکتے، کل تو دور کی بات ہے، یہ ابی جو پچھلا گھنٹہ بیت گیا، وہ نہیں مل سکتا، جو پچھلا منٹ بیت گیا، سیکنڈ بیت گیا، گزر گیا، وہ نہیں مل سکتا، اور کل آنے والے کا پتہ نہیں، اگلا گھنٹہ، اگلا منٹ میرے ہاتھ میں نہیں ہے، وہ اللہ کو پتہ ہے، مجھے ملتا ہے کہ نہیں، ابھی کا لمحہ ہے،

ایک لمحہ، صرف ایک لمحہ یہی میرا ہے، اس میں ہمیں کیا کرنا ہے، بونا ہے، موسم نکل جائے کھیتی جو ہے، ؟؟؟ ہو جائے، وقت گزر جاتا ہے، اور اس وقت انسان پشیمان ہوتا ہے، فصل اچھی نہیں ہوئی، آج موقع ہے، جو بونا ہے، بو لیجئے،

((اَلدُّنْيَا مَزْرَعَةُ الْاٰخِرَةِ))

لوگو! یہ تمہاری زندگی، یہ تمہاری عمر، یہ دنیا جو ہے، کھیتی بنا کے ہم نے تمہیں موقع دیا ہے، کسان بنا کے بھیجا ہے، جو بونا ہے، یہاں بو لیجئے، یہاں صرف بونے کی مہلت ہے، آپ کو کچھ کاٹا ہوا نہیں مل جائے گا اور کچھ آگے جا کے ملنے والا ہے،

حضرات!

یہ پیغام کائنات کے اس شخص کے پاس بھی آیا ہے، جسے اللہ نے پہلے تو گنا ہی نہیں ہے، اور اگر کوئی ہوتا بھی تو اللہ نے اگلے پچھلے معاف کر دیئے، اس ہستی کو جب یہ پیغام ملا، انہیں یہ عمر ملی، یہ زندگی ملی، کیا انہوں نے اس امید پہ کہ اللہ میرا ہے، رب میرا اپنا ہے، میں محبوب ہوں، وہ محبّ ہے، مجھے چاہا جاتا ہے،

میرے چرچے ہیں، مجھے مانا جاتا ہے، بلند مرتبے ملے ہیں، اللہ نے خصلیت سے نوازا ہے، اولویت ہے، میری مجھے وہ کچھ ملا جو اوروں کو نہیں ملا، تو لہٰذا اپنی زندگی، یہ دنیا کی چار دن انجوائے کرلوں اور عیش سے گزارلوں،

نہیں حضرات!

اتا تنا اتنا گڑے اور اتنا روئے اور اس طریقے سے کہ قدموں کے اوپر سوج پڑتی ہے،

((حَتّٰی تَوَرَّمَتْ قَدَمَاہُ))

آواز کان میں پڑتی ہے، محبوب ﷺ آپ کے تو گناہ ہی کوئی نہیں ہے، معصوم ہستی ہیں، اللہ نے آپ ﷺ کو معاف کیا ہوا ہے، پر اتنا کچھ کہا، ہاں،

((اَفَلَا اَکُوْنَ عَبْدًا شَکُوْرًا))

اپنی زندگی کو بندگی میں نہ گزاروں، مگر اس نے اتنا انعام کیا ہے،

حضرات آئیں!

ہماری بھی زندگی ہے، ہمیں یہ گارنٹی بھی نہیں ہے، ہمارے پاس یہ اتھارٹی بھی نہیں ہے، ہمارے پاس اس طرح کی تصدیق کا لیٹر بھی نہیں ہے، لیکن ہم پھر مزے سے انجوائے کریں، فارغ بیٹھیں، بونے کے وقت کو گزار دیں، سونے کے اندر،

تو حضرات!

زرا یہ بھی سنیں، محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ایک مرتبہ کہا گیا، آقا علیہ السلام یہ آپ چٹائیوں پہ سوتے ہیں، جسم پہ نشان پڑ جاتے ہیں، صحابہ رضی اللہ عنہم دیکھ کر رونے لگے، کہ ہم قیصر و کسریٰ کو دیکھتے ہیں، بے ایمان ہیں، اللہ پہ ایمان نہیں ہے، ہر طرح کی آسائشیں اور نعمتیں ہیں، آپ ﷺ

کے پاس محبوب ﷺ آپ جلد کا بستر کیوں بنا لیتے، یہ چٹائیوں پہ سوتے ہیں، اور یہ بدن اطہر بدن نازک کے اوپر نشان پڑ جاتے ہیں، کہا جملہ سنیے! کہا،

((کیف انعم))

مجھے دنیا کی دعوت دینے والوں، نرم گدوں کی طرف بلانے والوں،

((کیف انعم))

محمد ﷺ اس دنیا میں رو کے نعمتوں میں کس طرح اپنے آپ کو مصروف کر لے،

((وَصَاحِبُ الْقَرْنِ قَدْ التقم القرن))

یہ سینگ والا، یہ قرن والا فرشتہ، اس نے قرن کو سینگ کو منہ میں لے رکھا ہے،

((اَسْلُ مَعَ الاُذْنِ))

کان کو لگا کے کھڑا ہے، اجازت کا طلب گار ہے، اور مطمئن ہے کہ جب اجازت ملے، کب حکم ملے کہ اس میں پھونک مار دوں، اور وہ پھونک مار دے، یہ دنیا کی ساری آسائشیں مٹ کے رہ جائیں، آقا ﷺ اپنی مثال دیتے ہیں، فرمایا:

((مَا اَنَا اِلَّا كَرَاكِبٍ وَّلاستَظِلَ تَحْتَ الشَّجْرَةِ))

میری مثال اس مسافر کی طرح ہے، کہ جو ایک درخت کے نیچے آیا، چند لمحے آرام کیا، اور جو ہے، سائے کے نیچے بیٹھا، یہ مسافر درخت کے نیچے محل گاڑیاں کوٹھیاں نہیں بنایا کرتا، یہ پلیٹ فارم پہ جاتا ہے لیکن عقل مند آدمی وہاں اپنے گھر تعمیر کرنا شروع نہیں کر دیتا، اس کو مسافر ہونا ہوتا ہے، وہ لاری اڈے پہ بیٹھ کے پراپرٹی نہیں بنایا کرتا۔

یہ دنیا ایک سٹاپ ہے، یہ ایک درخت ہے، میں ایک مسافر ہوں، یہ سایہ شجر دار ہے، یہ شجر جو ہے، اس وقت سایہ دار بن کے کھڑا ہے، اس دنیا کو لے کے میں یہاں مست ہو کے گھر بنانے شروع کر دوں، مجھے یہاں چند لمحے آرام کر کے یہاں سے چلے جانا ہے، پھر سمجھایا لوگو!

جسے گاڑی چھوٹنے کی فکر ہوتی ہے وہ جلدی جلدی رات کو اندھیرے میں اٹھتا ہے،

اسے معلوم ہے کہ وہ ہارن دے بے کی وسل بجے گا، اور اس کے بعد جو چڑھ گیا، چڑھ گیا، جو بھاگے گا، کسی کا پاؤں لگ گیا، لگ گیا نہیں تو خبر بن جائے گی کہ گاڑی میں چڑھنے کی فکر میں بھاگتے ہوئے ہاتھ چھوٹا اور اسی کے وہیل کے نیچے آ کر کے اللہ کو پیارا ہو گیا۔

یہ ہاتھ نہیں پڑا، پیچھے رہ گیا، تب یہ افسوس کرے گا، گزرنے والی چیز گزر جائے گی، محبوب ﷺ کہتے ہیں،

((مَنْ خَافَ اَدْلِجْ))

جسے ڈر ہوتا ہے، وہ راتوں کو جلدی اٹھا کرتا ہے، وہ بوریا بستر باندھ کے رکھا کرتا ہے، رات کو تیاری کر کے نہا کے کپڑے ہینگ کر کے سویا کرتا ہے، جلدی جلدی اٹھ کے پہناوا پہن کے تیاری کر کے بلا تاخیر لے کے نکلا کرتا ہے،

((وَمَنْ خَافَ ارلج وَمَنْ اَدْلِجَ وَلَهَا الْمَنْزِلِ))

جو جلدی جلدی صبح سویرے تیاری لے لے اور اٹھ کھڑا ہو، قافلے کو لے کے روانہ ہو جائے، وہ منزل کو بھی پایا کرتا ہے۔

حضرات!

آقا علیہ السلام فرماتے ہیں، لوگو!

((مَا رَأَيْتُ مِثْلَ الْجَنَّةِ وَاَمْثَالُهَا))

سونے والے بھائیو!

اپنے دائیں بائیں دیکھیے، ذرا دیکھ لیجئے، ذرا دائیں بائیں سونے کا ٹائم ہے، محسوس کیجئے، جگا دیجئے، ذرا اگر کوئی؟

((مَا رَأَيْتُ مِثْلَ الْجَنَّةِ وَاَمْثَالُهَا))

اللہ نے اپنے محبوب ﷺ کو جنت جیسی خوبصورت کوئی اور چیز دکھائی ہی نہیں ہے، لیکن افسوس اس شخص کے اوپر کہ جو دعا تو کرتا ہے،

((اللهم انی اسئلك الجنت الفردوس))

لیکن پھر دنیا سو کے گزار دیتا ہے، اور اپنی عمر ضائع کر کے چلا جاتا ہے،

((وَلَا مِثْلَ النَّارِ وَاَنَا صَحَارِبُهَا))

بڑی بڑی سخت چیزیں دیکھیں لیکن جہنم جیسی ہولناک خوفناک میں نے تباہ کن چیز کوئی اور نہیں دیکھی، لیکن افسوس بندے کے اوپر کہ جو اس دنیا کے اندر پناہ تو مانگتا ہے جہنم سے لیکن پھر سو کے اپنی عمر یا بتا کے ضائع کر کے چلا جاتا ہے۔ پھر آقا علیہ السلام اعلان کرتے ہیں، لوگو! او تاجر لوگو، تجارت کرنے والو!

((اَلَا اِنَّ سِلْعَةَ اللّٰهِ فَالِيَةٌ))

دنیا کی خرید و فروخت کرتے ہو، کیا تمہیں سب سے قیمتی سودا نہ بتاؤں، سب سے قیمتی سودا، اللہ کا سودا، سب سے قیمتی ہے، جسے تم حقیر سمجھ کے چھوڑ جاتے ہو، گزر جاتے ہو، رہتے دیتے ہو، شٹر بند نہیں ہوتے ہیں، دوکانیں کھلی رہتی ہیں، سودے بکتے رہتے ہیں، کریانہ چلتا رہتا ہے، جنرل سٹور پر رش برپا رہتا ہے، قیمتی سودے کو چھوڑ دیا جاتا ہے،

((اَلَا اِنَّهُ سِلْعَةَ اللّٰهِ الا غَالِيَةِ))

لوگو! اللہ کا سودا مہنگا ہے، اور وہ کیا ہے:

((اَلَا اِنَّهُ سِلْعَةَ اللّٰهِ الْجَنَّةَ))

اللہ کا سودا تو جنت ہے، جنت لیکن افسوس ایسی زندگی پہ کہ جس میں سودے کی گھٹیا اور عارضی زندگی جو ہے، اس کو لے لیا اور اس کے بدلے میں آخرت کی ابدی اور قیمتی زندگی کو بیچ ڈالا، دنیا کی بے ثباتی ہم روز دیکھتے ہیں، جنازے اٹھتے ہیں، اور ہم پھر بھی سمجھتے ہیں کہ یہ مرا ہے، میں نے نہیں مرنا،

الکریمیہ والے بڑے بڑے پوسٹر پناہ کے توجہ دلواتے ہیں، انسان تو سمجھتا ہے، میں اس دنیا میں ہمیشہ زندہ رہنے والا ہوں، لیکن یاد رکھ، یہ زندگی، یہ شب و روز، یہ ایام، یہ لیل و نہار تیری تاریخ کو کچھ اس طرح سے بدلیں گے کہ زندوں کی فہرست سے نکال کے تجھے مردوں کی لسٹ میں شامل کر دیں گے،

مجھے اٹھائین گے، تیرے ہاتھوں سے بنائی ہوئی یہ بلند و بالا یہ الماریاں، یہ محل، یہ کوٹھیاں، تجھے یہاں سے نکال کر کے ایک فٹ اونچی اور جو ہے، چند فٹ لمبی اور چوڑی ایک چھوٹی سی بد کوٹھڑی میں دبا کر کے آ جائیں، تجھے آباد محلے سے پیپلز کالونی سے قرب و جوار کی جو ہے، پوش ایریا سے اٹھا کر کے تجھے شہر خموشاں میں شفٹ کر دیا جائے گا، اور تیرے ماں باپ روئیں گے، بہت تڑپیں گے، آنکھیں سرخ کریں گے،

ایک دن صبر آ جائے گا، عزیز و اقارب بلکیں گے، روئیں گے، تجھے یاد کریں گے، ایک وقت ایسا آئے گا، تیا نام بھی بھول جائیں گے، شکل بھی بھلا دیں گے، تیری بیوی بچے جو ہیں، روتے روتے، بلکتے بلکتے، تڑپتے تڑپتے ایک رات سوئیں گے، دوسری سوئیں گے، تھک ہار کے آخر ایک وقت آئے گا کہ وہ بھی تیرے اس صدمے کو بھلا دی گے،

اور بارشوں کے طوفان، تیز و تند آندھیاں جو ہیں، وہ تیری قبر کی اونچائی کو مٹا کے تجھے ایسا ملیا میٹ کریں گی، تیرا ایسا نشان مٹا دیں گی کہ پھر تجھے کوئی یاد کرنے والا بھی نہیں ہو گا۔ لوگ ڈھونڈنے نکلیں گے، تیری کوٹھی سے نیم پلیٹ اتار دی جائے گی۔ بیٹے کا نام آ جائے گا، اگلی نسل آئے گی، چلتے چلتے لوگ اشارہ کریں گے، حاجی مرحوم کی کوٹھی تھی، یہاں ہوا کرتے تھے،

حضرات!

اتنا کمایا، اس کے لیے اتنا لگایا، اس کے لیے تیوریاں اٹھائیں، جھوٹ بولا، محبتیں کیں، وطن چھوڑا، بیوی چھوڑی، بچے چھوڑے، آل چھوڑی، اولاد چھوڑی، کاروبار علاقے کا چھوڑا، جنم بومی چھوڑی، اپنی مٹی چھوڑی، یہاں کا پیار چھوڑا، دوستیاں چھوڑیں، تعلق چھوڑے، تو نے جوڑا تو کس سے جوڑا،

ان روپوں کی خاطر کہ جن کے لیے محمد رسول اللہ ﷺ جو کچھ فرمانے والے ہیں، میں ابھی ذکر کروں گا، کہ یہ بھی تیرے پاس رہنے نہیں دیا جائے گا، اور تجھے جو پہناوا پہنایا جانا ہے، تجھے جو لباس دیا جانا ہے، جوانوں نے تیری ماں، تیری بہن، تیری بیٹی، تیری بہو، تیری

عزت، تیری غیرت، تیری جو ہے خیال رکنے والی سگی ماں، ابھی اس کی جیب نہیں بن پائے گی، اس کے لیے سب کچھ چھوڑا،

اللہ بھول گیا، آخرت بھول گئی، اور اپنی عمر کو سمجھتا رہا، میں کامیاب رہا، لوگو!

اللہ فرماتے ہیں:

﴿لِعِنَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا الْحَیَاتُ الدُّنْیَا﴾

یہ دنیا کی زندگی خوبصورت ان کے لیے جن کے لینے میں کفر ہوتا ہے، کرتے کیا ہیں،

((یَبْتَغُوْنَ عَرَضَ الْحَیَاتَ الدُّنْیَا))

بھاگے پھر رہے ہیں، مارے پھر رہے ہیں، دنیا بھی مال و متاع کے لیے ہے،

﴿وَمَا الْحَیٰوۃُ الدُّنْیَآ اِلَّا لَعِبٌ وَّ لَھْوٌ﴾ (الانعام:۳۲)

اولوگو! یہ دنیا کی زندگی یہ تو کھیل ہے، یہ تماشا ہے، اور اعلان کیا گیا،

﴿وَذَرِ الَّذِیْنَ اتَّخَذُوْا دِیْنَھُمْ لَعِبًا وَّ لَھْوًا﴾ (الانعام:۷۰)

لوگو! یہ دین کو کھلونا سمجھ کے اس سے کھیلنے والے، اور اس سے مذاق کرنے والے لہب کرنے والے، لعب کرنے والے، ان کو چھوڑیئے، ان کے پیچھے نہیں لگیے، یہ دنیا میں زمانے والے،

﴿وَّ غَرَّتْھُمُ الْحَیٰوۃُ الدُّنْیَا﴾ (الانعام:۷۰)

ان کو دیکھ کے جو ہیں، للچائی نظروں سے اپنی رالیں مت ٹپکایئے، یہ اللہ کے نزدیک قیمتی نہیں ہے، اور اعلان ہوتا ہے،

﴿اَرَضِیْتُمْ بِالْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا﴾ (التوبہ:۳۸)

اولوگو! یہ دنیا کی زندگی پہ راضی ہو گئے،

﴿مِنَ الْاٰخِرَۃِ﴾ (التوبہ:۳۸)

آخرت بھول گئی، اعلان ہوتا ہے،

﴿فَمَا مَتَاعُ الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا فِی الْاٰخِرَۃِ اِلَّا قَلِیْلٌ﴾ (التوبہ:۳۸)

یہ جس کے لیے کہتے ہو نا، میرا کروڑوں، میرا اربوں، میرا کھربوں، میرا مہینوں، میرا بغیر حساب کے یہ تو تھوڑا سا مال ہے اور یہ چیز بھی زمین میں رکھ لیجئے،

((اِنَّ مَثَلِ الْحَیَاۃُ الدُّنْیَا))

اللہ کہتے ہیں، مثال دیتے ہیں، یہ دنیا کی عمر، یہ دنیا کی زندگی، یہ چار دن کا جو تمہیں ادھار اور عار ملے ہیں، اس کی مثال تو ایسے ہے، آسمان سے پانی اترا اور زمین میں مل گیا، یہ نباتات اگیں اور لوگوں نے جانوروں نے کھایا اور زمین جو ہے، زرخیزی میں آئی، بہار اس کے اوپر چھا گئی، معزین خوبصورت ہو گئی،

لوگ کہتے ہیں، یہ فصل ہماری ہے، کھیتی ہماری ہے، یہ خوشی میں تھے، ہماری حکم رات کو یا دن کو آیا اور اس کو ملیا میٹ کر کے رکھ دیا، یوں لگتا ہے کہ کل یہاں کچھ تھا ہی نہیں ہے،

اللہ فرماتے ہیں، ہم یوں بھی مثال دیتے ہیں، آج یہاں چھالے والا کل یہاں نام و نشان نہیں ہو گا، لوگ کہیں گے، ابھی میرے ساتھ پہلی سیڑھی پہ تھا، میں اسے کمرے میں چھوڑ کے گیا، میں تو ابھی اسے وضو کروا کے گیا، وہ ابھی میرے ساتھ اترا ہے، ہم اکٹھے آئے ہیں، جواب ملتا ہے، ہارٹ اٹیک ہوا ہے، اللہ کو پیارا ہو گیا۔

اللہ فرماتے ہیں، لوگو!

﴿مَنْ کَانَ یُرِیْدُ الْحَیٰوۃَ الدُّنْیَا﴾ (ھود:۱۵)

چلیے انگلی رکھیے، کس پہ رکھنی ہے، یہ دنیا کی عمر عارضی عمر ضائع کرنے پہ جانا ہے، یا اس کو کامیاب بنانے پہ فرمایا،

﴿وَ زِیْنَتَھَا﴾ (ھود:۱۵)

یہ دنیا کی زندگی اور زینت پہ انگلی رکھنی ہے، کیا کریں گے، ہم

﴿نُوَفِّ اِلَیْھِمْ اَعْمَالَھُمْ فِیْھَا﴾ (ھود:۱۵)

ہم اس کو جو بھی کریں گے، اس سے بڑھ کے دیں گے، پورا پورا دیں گے،

﴿وَ ھُمْ فِیْھَا لَا یُبْخَسُوْنَ﴾ (ھود:۱۵)

کمی نہیں کریں گے، بہت ملے گا، کوٹھیاں ملیں گی، گاڑیاں ملیں گی، ماڑیاں ملیں گی، عزتیں ملیں گیں، شہرتیں ملیں گی، نام ملیں گے، بینر ملیں گے، پوسٹر لگے چھپے گا، بہت کچھ تصویریں لگے گیں،

﴿اُولٰٓئِكَ الَّذِیْنَ لَیْسَ لَهُمْ فِی الْاٰخِرَةِ اِلَّا النَّارُ﴾ (هود:۱۶)

قیامت کے دن دار قرار نہیں نا رہے، آگ ہے،

﴿وَ حَبِطَ مَا صَنَعُوْا فِیْهَا﴾ (هود:۱۶)

یہ دنیا میں جو کچھ کیا تھا، وہی کا وہی رہ گیا، برباد ہو گیا،

((وَبا اسعل))

اور چھوٹی خواہش تھی، سراب زندگی تھا،

اور حضرات!

اسی طرح اللہ تعالیٰ زندگی کی بے ثباتی بڑھاتے جاتے ہیں، ذکر کرتے جاتے ہیں، اور آخر میں اعلان کرتے ہیں، تمہاری نیچر میں شامل ہی یہ ہے،

﴿بَلْ تُؤْثِرُوْنَ الْحَیٰوةَ الدُّنْیَا﴾ (الاعلیٰ:۱۶)

تمہاری مجبوری تمہاری فطرت کھوٹی میں ہی ہے کہ تم اس بے ثبات زندگی کو ہی ترجیح دیتے ہو،

﴿فَاَمَّا مَنْ طَغٰی ۝ وَآثَرَ الْحَیٰوةَ الدُّنْیَا﴾ (النازعات:۳۸-۳۷)

لوگو یاد رکھو! جس نے دنیا کی زندگی کے اندر جو ہے، اس کو برباد کرنے کے لیے ترجیح دی ہے، اور اس کے اندر جو ہے، یہ بغاوتوں پہ اترا ہے۔

﴿فَاِنَّ الْجَحِیْمَ هِیَ الْمَاْوٰی﴾ (النازعات:۳۹)

جہنم اس کا ٹھکانہ بنے گی،

﴿وَاَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ وَنَهَی النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰی﴾

(النازعات:۴۰)

جو اللہ سے ڈر گیا، اور کتنی خوبصورت بات ہے اور عجیب بات بھی ہے، انسان انسان سے یا دنیا کی کسی چیز سے جتنا ڈرتا ہے، اتنا دور ہوتا جاتا ہے، اور یارو، جب رب سے ڈرتا ہے، تو اتنا ہی رب کے قریب ہوتا ہے،

﴿وَاَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰى O فَاِنَّ الْجَنَّةَ هِيَ الْمَاْوٰى﴾ (النازعات:٤٠_٤١)

لوگو! یہ جنت انتظار کر رہی ہے، آئیں دنیا کے پیچھے ہم تین چیزوں میں اپنی عمر برباد کرتے ہیں، یا مال میں یا اہل و عیال میں یا پھر اپنی رعایات میں اور خواہشات میں، اپنی کرتوتوں کے پیچھے،

تو حضرات!

محبوب ﷺ کہتے ہیں، اولوگو! عمر ضائع کرنے والو سنیئے!

((يَتْبَعُ الْمَيْتَ ثَلَاثَةٌ))

میت کے پیچھے تین چیزیں چلتی ہیں، ساتھ جاتی ہیں، ہمارا ساتھ بھی جائیں گی، لیکن آج کل دو جاتیں ہیں، مال بھی نہیں جاتا، لوگ مسجد کی ہی چارپائی لے کر کے جاتے ہیں، کیونکہ اس کے اوپر گھر میں بیوی کو نیند نہیں آئے گی، ڈرے گی، اس لیے چارپائی بھی مسجد سے لے جاتی ہے۔ تین چیزیں میت کے ساتھ جاتی ہیں، اس کا مال جاتا ہے، اس کے اہل و عیال جاتے ہیں، اور اس کے اعمال جاتے ہیں۔

دو چیزیں لوٹتی ہیں، یہ لوٹیں گیں، پہلے تو کوئی جانے ہی نہیں دے گا، نکال لیں گے، انگوٹھیاں اتار لی جائیں، نہیں اترتی جی لائیں، سنار کو بلائیں، کٹر سے کاٹ دی جائیں، یہ نہیں اتر رہا، چوڑیاں نہیں اتر رہیں، اتار ل جائیں، کاٹ لی جائیں، رکھ لی جائیں، یہ چھوٹا سا معمولی سا کوشش کی جائے گی، سونے کا ہے، اور یہ بھی اتنا قیمتی ہے، مہنگا ہے، یہ بھی نکلتا ہے، تو نکال کے دیکھو،

فلاں کے جھٹکے دے دے کے تیرے اس طریقے سے صفائی کر کے جیبوں سے خالی جو

ہے، لباس دے کے تجھ کو روانہ کیا جائے گا، اور اگر چادر یا کھیس بھی دی جائے گی، تو وہ بھی وہاں آخری لمحے اتار لی جائے گی، چارپائی واپس لوٹ آئے گی، مال بھی لوٹ آیا، اہل و عیال بھی لوٹ آئے، نہ ماں قبر پہ لیٹ کے روئے گی، نہ بیوی راست رہنے کو گوارا کرے گی، نہ کوئی بچہ وہاں پہ ٹھہرے گا،

آ دیکھ، کیا ٹھہرا تیرے پاس وہی ٹھہرا، جس کو تو نے چھوڑا تھا، اور کبھی کیا نہیں تھا، اب وہ ہے نہیں تو ٹھہرے کیا عمل،

تو حضرات!

کسی نے خوبصورت کہا تھا، کن سے یاری لگا بیٹھا، دل کن سے لگا بیٹھا،

((اَلْحِکْمَۃُ ضَالَّۃُ الْمُؤْمِنِ))

بڑے لوگ جھوما کرتے تھے، جب یہ گنگنایا جاتا تھا، یاد دلا دوں ماضی،

لائی بے قدراں نال یاری
تے ٹٹ گئی تڑک کر کے

آج ٹوٹی ہے، آج دیکھ گھوم کے دیکھ، عقیدہ عبرت سے دیکھ، اپنی نگاہ کو اٹھا کے دیکھ، دیکھ سکتا ہے، تو دیکھ، بول سکتا ہے، تو آواز لگا، اور اگر آواز نکال سکتا ہے، تو ذرا صدا لگا، کہہ امی جی، مجھے چھوڑ کے کہاں جا رہی ہو، اے ابو تو کہاں جا رہا، میری بیوی میرے بغیر راتوں کو تجھے چین نہیں آتا، آ میرے ساتھ ذرا شہر خموشاں میں ایک رات تو بیتا،

کہاں چل دی، و بول نہیں سکے گا، وہ لوٹیں گے نہیں، آ دیکھ، اس بے ثباتی کو، تو نے روشنی لگائی، دل لگایا، تو کن کے ساتھ اور جو تیرے ساتھ رہنے والا تھا، اس کا تجھے کبھی خیال بھی نہیں آیا،

حضرات! عمر کی بربادی رب کے قرآن کی ایک سورت کا ترجمہ ہی کافی ہے، عمر کیسے ضائع ہوتی ہے،

اور بھائیو!

لکھی پڑھی بات، اللہ جب بھی قسم اٹھاتے ہیں، تو بلا وجہ نہیں اٹھاتے، فرمایا،

﴿وَالْعَصْرِ﴾ (العصر:۱)

انسان تیری عمر کی قسم! زمانہ کیا ہے، وقت کیا ہے، عہد کیا ہے، جتنی اللہ نے مہلت، جتنی زندگی، اس دنیا کو دی ہے، وہ یہی ہے،

﴿وَالْعَصْرِ﴾ (العصر:۱)

زمانے کی قسم!

﴿إِنَّ الْإِنسَانَ لَفِي خُسْرٍ﴾ (العصر:۲)

انسان نے اپنی عمر ضائع کر لی، انسان خسارے مین ہے، ہم بڑا بڑھتے ہیں، امام شافعی رحمہ اللہ نے کہا، اگر انسانوں کی ہدایت کے لیے اور کچھ نہ اترا ہوتا، یہ ایک سورۃ اتری ہوتی تو کافی تھی، اللہ اس میں کیا کہتے ہیں، لوگو! تمہاری عمریں برباد ہو گئیں، وقت ضائع ہو گیا، تمہارے کام مٹ گئے، تمہارا دنیا میں رہ گیا، کون بچا، عمر کیسے صحیح رہی؟

کس کو کامیابی ملی، کس کو کامرانی ملی، کس کا سودا خسارے سے بچ گیا، فرمایا،

﴿إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا﴾ (البقرہ:٦٢)

یہ دنیا نواب یہ لینڈ لارڈ، یہ کوٹھیوں والا، یہ پراپرٹی والا، یہ پلاٹوں والا، یہ مال و دولت، عزت والا، یہ سیاست کاروبار والا، نہیں،

﴿إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا﴾ (البقرہ:٦٢)

جس کے سینے میں ایمان کی دولت ہے، وہ خسارے سے بچا، باقیوں کی عمر ضائع ہو گئی،

﴿إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا﴾ (البقرہ:٦٢)

زبانی دعویٰ ہی مومن میں کلمہ گزار ہیں، کلمہ گو نہیں،

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا﴾ (البقرہ:٢٠٨)

﴿آمَنُوا﴾ (البقرہ:٢٠٨)

اے ایمان کا دعویٰ کرنے والو، حقیقی ایمان میں داخل ہو جاؤ،

﴿ادْخُلُوْا فِي السِّلْمِ كَآفَّةً﴾ (البقرہ:۲۰۸)

ہمیں پورا ایمان چاہیے، یہ پورا ایمان کیسے؟

بھائیو! یہ ہماری گفتگو کا بنیادی اور مرکزی نقطہ ہے،

﴿إِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا﴾ (الشعراء:۲۲۷)

سمجھئے، دنیا کے اندر زندگی کامیاب کیسے ہوتی ہے، عمر کو کامیابی، ہم ضائع ہونے سے کیسے بچا سکتے ہیں، دعوے بڑے،

﴿إِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا﴾ (الشعراء:۲۲۷)

بھائیو!

زندگی وہی کامیاب ہے، جو دین پر ہے، ایک ہی بات یہ سمجھا دوں، کیسے دین پہ، دین یہ نہیں ہے کہ چولہیں گھٹنے مسجد میں داخل ہو کے، صرف اللہ اللہ تسبیح پکڑ کے، جبے پہن کے، دستار فضیلت لے کے، یہ آستانوں آشیانوں میں جا کے جنگلوں بلوں میں گھس کر کے وہاں ھوھو کرتے عمر گزار دی جائے، نہیں، دین یہ نہیں،

دین یہ ہے، عربی کے اندر بولا جاتا ہے، ضرب المثل ہے:

((کما تذین دان))

تو جیسا معاملہ کرے گا، تیرے ساتھ ویسا معاملہ ہو گا، جیسا کرو گے، ویسا بھرو گے، تو دین کیا ہے کہ تو دنیا میں خالق اور اس کی مخلوق کے ساتھ اس طرح کا معاملہ کرے، اس طرح ڈیلنگ کرے، کہ کل قیامت کے دن اس معاملے کے صلے میں اللہ تیرے ساتھ ایسا معاملہ کرے کہ تجھے خوش ہو کے جنت دے دے کہ تیری زندگی کامیاب گزرے، یہ دین ہے۔

یہ دین ہے، اور دین کیا ہے، یہ ی میری نظروں والا دین نہیں،

﴿إِنَّ الدِّيْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْإِسْلَامُ﴾ (آل عمران:۱۹)

اور اللہ اسلام والی ڈیلنگ سے راضی، اعلان کیا،

﴿وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ دِيْنًا﴾ (المائدہ:۳)

اور اعلان کر دیا، اس دین سے ہٹ کے اسلام سے ہٹ کے، اگر کوئی اور ڈیلنگ لے کے آئے گا، نظام لے کے آئے گا، طریقہ لے کے آئے گا، عمل لے کے آئے گا، کردار لے کے آئے گا، قول لے کے آئے گا، فعل لے کے آئے گا، تو ہمارا اعلان یہ ہے:

﴿وَمَنْ يَّبْتَغِ غَيْرَ الْإِسْلَامِ دِيْنًا فَلَنْ يُّقْبَلَ مِنْهُ﴾ (آل عمران:۸۵)

ہم منہ تو مار دیں گے، قبول نہیں کریں گے،

اور پھر بھائیو!

یہ اسلام کیا ہے، سوال کیا گیا، مدینے کی بستی میں جبرائیل علیہ السلام آئے، مسلم کی پہلی روایت حدیث جبرائیل کے نام سے مشہور یہ اسلام کیا ہے، جو اللہ اس کے علاوہ قبول نہیں کرتے، فرمایا، اللہ کی ملوہیت وحدانیت کی گواہی دینا، اور محمد محمد ﷺ کی رسالت کی گواہی دینا، نماز کو قائم کرنا، زکوٰۃ کو ادا کرنا، روزہ رکھنا، اور بیت اللہ کا حج، اگر استطاعت ہے تو کرنا، یہ اسلام ہے، یہ ایک دن کے لیے صرف رمضان کے اندر یا صرف قیام اللیل کے اندر یا سرف جو ہے، آخری طاق راتوں کے اندر یہ کچھ کرنا ہے، نہیں،

﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقٰتِهٖ وَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ﴾ (آل عمران:۱۰۲)

یہ تب تک کرتے جانا ہے، جب تک آخری سانس اللہ واپس نہیں لیتے، مرتے مرتے بھی اسلام مرتے مرتے بھی مسلم، اسلام کی حالت میں قیام، اسلام کی حالت میں صیام، اسلام کی حالت میں زندگی، اسلام کی حالت میں موت،

اور ایمان کیا ہے، یہ بھی محبوب ﷺ سے پوچھا گیا، فرمایا،

((ان تومن باالله))

گوجرنوالہ کے لوگو! بڑی بڑی دعوتیں ہیں، ہر بندہ مومن کہلواتا ہے، اور اپنی زندگی اپنے پروگرام کو کامیاب کہتا ہے، ہر شخص کو دعویٰ ہے لیکن جائیے، وہ شخص کامیاب نہیں ہے

جس کے پاس اسلام ہے، اللہ کی گواہی زبانی موجود ہے۔ رسول اللہ ﷺ کی رسالت کی گواہی ہے، اس کے پاس نمازیں بھی ہیں، اس کے پاس روزہ بھی ہے، زکوتوں کی ادائیگی اور رسیدیں بھی ہیں، اور اس کے پاس صبح کا ٹکٹ بھی ہے۔

کامیابی نہیں ہے، اگر وہ ایمان اس کے پاس وہ نہیں ہے جس کی تعریف رسول اللہ ﷺ نے کی ہے، وہ کیا ہے، سمجھنے کی چیز کتنی چیزیں گنوائیں، ایمان کے ارکان کتنے ہیں؟

نہیں بھائیو!

اسلام کے پانچ ارکان ہیں، ایمان کے چھ ہیں، یہ چھ ارکان گنیے، فرمایا:

((اَنْ تُؤْمِنْ بَاللّٰهِ))

تیرا رب سے صحیح تعارف ہو جائے، اور ایمان عقیدہ قائم ہو جائے، عقیدہ کیا ہوتا ہے، عقد سے گرہ رکے گا، یہ سیدھی رسی ہے ہاتھ پھسلتا جائے گا، اگر گرہ دے دی جائے تو ہاتھ رکتا ہے، انسان جب عقیدت سے پھسلنے لگتا ہے، نیچے عقیدے کی گرہ اس کو روکتی ہے کہ مت پھسل، غلو کر کے اوپر کو بڑھتا جا اور نہ بالکل نیچے کو گرتا جا،

حضرات!

عقیدے میں لبیک چیز کیا پڑھائی جاتی ہے، ایمان:

((اَنْ تُؤْمِنْ بَاللّٰهِ))

تیرا رب کے اوپر ایمان ایسا ہو کہ ساری دنیا تمہیں دائیں بائیں بلائیں، تجھے پھسلانے کی کوشش کریں، تو مت پھسلے، اپنے رب کو پکڑ کے کھڑا رہے،

((اَنْ تُؤْمِنْ بَاللّٰهِ))

تیرا اللہ ایک ہے،

﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ﴾ (الاخلاص:۱)

﴿وَ اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ﴾ (البقرہ:۱٦۳)

وہ

﴿اَللّٰهُ الصَّمَدُ﴾ (الاخلاص:۲)

ہے،

﴿لَمْ يَلِدْ﴾ (الاخلاص:۳)

ہے،

﴿وَلَمْ يُوْلَدْ﴾ (الاخلاص:۳)

ہے،

﴿وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ﴾ (الاخلاص:٤)

ہے، مجھے میرا اللہ کافی ہے، وہ

﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ﴾ (الفاتحہ:۱)

وہ

﴿اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ﴾ (الفاتحہ:۲)

ہے، وہ

﴿مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ﴾ (الفاتحہ:۳)

ہے، وہ

﴿اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ﴾ (الفاتحہ:٤)

مجھے کوئی نہیں ہٹا سکتا، یہ ہے پہلی بنیاد، تو اللہ سے چمٹ جائے،

((اَنْ تُوْمِنْ بَاللّٰهِ))

ساری دنیا تجھے کہے آ پناہ لے لے، آ تجھے عمل ملے گا، آ تجھے آشیانہ ملے گا، آ تجھے آستانہ ملے گا، آ تجھے سایہ ملے گا،

((اَنْ تُوْمِنْ بَاللّٰهِ))

تجھے امن ملے تو اللہ کے حضور ملے، امن ملے کہاں؟ اللہ کے حضور ملے، اس کے بعد کیا کہا، اور یہ لوگ سارے کہتے ہوں، اللہ اللہ، سارے کرتے ہیں لیکن جب عمل لینے کی

ہاری آتی ہے، وہ امن جو اللہ چاہتے تھے، کس کو دے کے بھیجا؟

((اَنْ تُوْمِنْ بَاللّٰهِ وَمَلَائِكَةِ))

ایمان وہ قبو، دعوت وہ قبول، بات وہ قبول، کامیابی وہ ہوگی کہ جو اللہ نے دی، بندے کے لیے چنی اور اس کو جبرائیل کو دے کے بھیج دیا، جبرائیل لے کے آئے۔

حضرات!

آج دنیا نماز پڑھتی ہے، قیام کرتی ہے، صیام رکھتی ہے، نیتیں کرتی ہے، بڑے بڑے کام کرتی ہے، میٹھے میٹھے نام رکھتی ہے، بلند وبالا دعوے کرتی ہے، لیکن آئیں چیک کر لیجئے،

((اَنْ تُوْمِنْ بَاللّٰهِ))

اللہ، اللہ تو ہے، حق ہو ہو تو ہے، لیکن

((وَمَلَائِكَةِ))

لیکن کیا وہ قیام آسمان سے جبرائیل علیہ السلام لے کے آئے، جبرائیل امین لے کے آئے، کیا ہو کلام جبرائیل لے کے آئے تھے،

((وَبِصَوْمِ غَدٍ نَوَيْتُ مِنْ شَهْرِ رَمَضَان))

اللہ نے اگر دیا، تو جبرائیل لے کے آئے تھے، یہی کٹ جاتا ہے، رسی ٹوٹ جاتی ہے،

حضرات!

اللہ کی رسی تو وہ ہے،

﴿لَا انْفِصَامَ لَهَا﴾ (البقرہ: ۲۵۶)

جو ٹوٹتی ہیں، جب راستہ ٹوٹ گیا، تو بلندیوں سے دھڑام بندہ نیچے گرتا ہے، تحت صحرا میں مل گیا، یہ رستہ چھوٹ گئی، کس کے پاس ہے، ہاں اللہ نے دیا، جبرائیل لے کے آئے، جبرائی کیا لے کے آئے،

((وقطبہ))

وہ نصاب جو اللہ نے چن کے بھیجا، وہ کیا ہوتی ہے، کتاب ہوتی ہے، کتاب صرف

کتاب کی حد تلک کر نماز کے قریب نہیں جا،

﴿لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوةَ﴾ (النساء : ٤٣)

یا صرف اپنی مرضی سے کتاب نہیں،

((ورسوله))

کتاب کو سمجھنے کے لیے وقت کے نبی کی جناب ہو گی، یہ ایمان دیکھئے، جایئے کڑیاں ملایئے، اللہ، اللہ نے جبرائیل علیہ السلام کو بھیجا، جبرائیل علیہ السلام کیا لے کے آئے، نصاب، کتاب، کتاب کو خود اپنی مرضی سے سمجھنا اور اس کی تشریح، تفسیر اور توضیح نہیں،

((وَرُسُلِهٖ))

وقت کے نبی کی جناب چاہیے،

((واليوم الاخر))

یہ چار چیزوں کی لڑیوں کو کون پکڑے گا، جو آخرت کے دن سے ڈرے گا، دنیا سے جو ڈر گیا، وہ یہ نہیں کر سکے گا، اگر مولوی صاحب سے ڈر گیا، نواب سے، ناظم سے، اور کسی شریف سے، کسی جو ہے، بدمعاش سے، کسی وڈیرے سے، کسی چوہدری سے، اور کسی خان سے، کسی راٹھ سے، کسی وزیر سے، کسی مشیر سے،

یہ بندہ یہ کام نہیں کر سکے گا، اگر اس کے لیے ڈٹے گا، تو وہی ڈٹے گا کہ جو،

((واليوم الاخر))

جس کا آخرت پہ ایمان ہو گا، ی میرے جسم کے سو ٹکڑے بھی کر لے، یہ میرا کچھ نہیں بگاڑ سکتے، مجھے تو،

﴿مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ﴾ (الفاتحه : ٣)

کے سامنے کھڑا ہو کے جواب دینا ہے کہ میرے پاس یہ لڑی ہاتھ سے کیوں چھوٹ گئی، وہ ڈٹ سکتا ہے، اور اسے سخت گرہ بولتے ہی، آج دنیا کی اصطلاح میں اسے وہابی کہتے ہیں، یارو! ناموں کی جنگ نہیں، کون ڈٹے گا، ایک فرد ہو کے میدان میں کون کھڑا ہو گا،

لوگ چھینیں گے، نبی پاک ﷺ کو چھوڑ اور امام ہیں، لوگ کیے گئے کتاب وسنت کو چھوڑا اور نصاب کی کتابیں ہیں، لوگ کہیں گے، وحی والی بات چھوڑو، یہ اور طرف کی باتیں لیجئے، یہ اللہ کی توحید آشیانے کو چھوڑو اور بڑے آشیانے ہیں،

اللہ کے آشیانے پہ کون ڈٹا رہے گا، جس کے سینے میں ڈر ہو گا، مجھے رب کو بھی حساب وکتاب دینا ہے، میرا حساب ہونا ہے، اور یہ کون کر سکے گا،

((وَبِالْقَدْرِ خَيْرِهٖ وَشَرِّهٖ))

جس کا ایمان یہ ہو گا کہ ساری دنیا مل کے میرا برا سوچے، نہیں سوچ سکتی، میری عزت کو لوٹنا چاہیں، نہیں لوٹ سکتے، میرا بال بیکا کرنا چاہیں، نہیں بیکا کر سکتے، اکھاڑنا چاہیں، نہیں اکھاڑ سکتے، میرے قدم کو ہلانا چاہیں، نہیں ہلا سکتے، یہ سارے مل کے میری خیر سوچ لیں، مجھے اچھائی نہ دے سکتے،

((وَبِالْقَدْرِ خَيْرِهٖ وَشَرِّهٖ))

یہ تقدیر تو میرے رب کے ہاتھ میں ہے،

تقدیر بدلنے والے کا ہے وچ لاہور دے ڈیرہ

لوگ کہیں گے، چلائیں گے، کمر توڑ دے گا، ٹانگیں توڑ دے گا، یہ کر دیں گے، بزرگ یہ کہے گا، نہیں،

تقدیر بنانے والے کا ہے عرش کے اوپر ڈیرہ

یہ ہے ایمان، یہ ہے کامیاب زندگی،

﴿وَالْعَصْرِ ۞ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِيْ خُسْرٍ ۞ اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا﴾

(العصر:۱-۳)

یہ ہے ایمان، تیرا سلسلہ کیسے ہو، تعلق کیسے ہو، سند کیسے ہو، کیا لینا ہے، تقدیر پہ ایمان رکھنا ہے، آخرت کے دن سے ڈرنا ہے، وقت کے پیغمبر ﷺ کی جناب کی تشریح اسوہ کو لینا ہے، اور پھر جو ہے، اللہ نے کو کتاب بھیجی ہے، وہ لینی ہے، کون سی کتاب، جو جبرائیل علیہ السلام

امین لے کے آئے، جبرائیل علیہ السلام کیا لے کے آئے، جو اللہ نے دیا ہے،

یوں تیرا تعلق رب سے جڑے گا، توڑنے والے توڑیں گے، تو توڑ نہیں سکے گا، اور اس کے بعد پھر تو نے بندگی ہم بڑا کہہ دیتے ہیں،

((اَنْ تَعْبُدَ اللّٰهَ کَاَنَّکَ تَرَاهُ))

احسان، احسان، احسان، نیکی میں کہتا ہوں، نہیں،

میرے بھائیو!

یہ تو بندگی کی انتہاء کر دی گئی،

((ان تعبد ربك))

صرف روزہ، حج، زکوٰۃ نہیں، تو پوری زندگی میں یوں اللہ کا غلام بندہ بن کے ایک ایک لمحہ گزار دے، گویا تیرا رب تجھ کو دیکھ رہا ہے، جب یہ ایمان ہو کہ میرا رب مجھے دیکھ رہا ہے، میں بابا جی کے دربار میں ماتھا کیسے ٹیک لوں، اور جب میرا ایمان ہو، میرا رب دیکھ رہا ہے، میں سور کیسے کھاؤں گا؟ میں زنا کیسے کروں گا؟ میں جرم کیسے کروں گا؟

کسی پہ ظلم اور زیادتی کیسے کروں گا؟ جب ایمان یہ ہو، اشارہ کاٹتے ہوئے پتہ ہو، پولیس کھڑی ہے، چالان کاٹ دے گی، اشارہ نہیں کٹتا، لوگ جو ہیں، قانون کو قبول کرتے ہیں، موٹروے پہ چڑھتے ہوئے قانون کی بیلٹ لگا لیتے ہیں، کس لیے کہ چالان کٹے گا، دیکھا جا رہا ہے، پکڑ ہوگی، اگر یہ پتہ ہو کہ پکڑ ہونی ہے، حساب ہونا ہے،

﴿مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ﴾ (الفاتحہ : ۳)

نے کھڑا کرنا ہے، اللہ نے حساب و کتاب لینا ہے، اور حساب و کتاب بھی اس انداز سے لینا ہے،

((لَا تَزُوْلُ قَدَمَا ابْنِ اٰدَمَ))

بڑے بڑے آدم نامی گرامی علماء، بڑے بڑے مفکر، بڑے بڑے معقب، بڑے بڑے بادشاہ، شہنشاہ کہلوانے والے، رستم منوانے والے، اور بڑے نام پیدا کرنے والے،

((لَا تَزُوْلُ قَدَمَا اِبْنِ اٰدَمَ))

اللہ اس بندے کے بچے کے آدم زاد کے قدموں کو ہلنے نہیں دے گا، جوڑ دیا جائے گا،

اور کیا کہا جائے گا،

((حتّٰی یُسْئَل عَنْ خَمْسٍ))

اسلام کے پانچ ارکان نہیں، آج تجھے عمل کے پانچ تعلق پوچھتے ہیں کہ تو نے،

((عَنْ عُمُرٍ فِیْهِمْ اَفْنَاهُ))

او بندے، تو اپنی عمر کو ضائع کہاں کر کے آیا،

((عَنْ عُمُرِهٖ فِیْهِمْ اَبْلَاهُ))

کس میں ضائع کی،

بھائیو!

دن تھے، چوبیس گھنٹوں میں نماز کے لیے، کتنے گھنٹے چاہے ہوتے ہیں، میرے خیال میں ایک گھنٹہ بھی درکار نہیں ہے، مکمل لیکن،

((فیما ابناء باقی))

تیرے تیئس گھنٹے کہاں گئے،

((عَنْ عُمُرِهٖ فِیْهِمْ اَبْلَاهُ))

اللہ سفر میں گزار دی،

((عَنْ عُمُرٍ فِیْهِمْ اَفْنَاهُ))

اللہ میں نے کچن میں گزار دی،

((عَنْ عُمُرٍ فِیْهِمْ اَفْنَاهُ))

اللہ میں نے آٹا گوندھتے گزار دی،

((عَنْ عُمُرٍ فِیْهِمْ اَفْنَاهُ))

اللہ لوگوں کو سنوارنے اور جو ہے، ان کو سجاتے گزر گئی،

بیوٹی پارلر میں جاب کرتی تھی، اللہ اس میں گزر گئی،

((عَنْ عُمُرِہٖ فِیْمَ اَفْنَاہُ))

اللہ میں ضرار میں تھا، اس میں گزر گئی،

((عَنْ عُمُرِہٖ فِیْمَ اَفْنَاہُ))

اللہ میں ریڑھی چلاتا تھا، اس میں گزر گئی،

((عَنْ عُمُرِہٖ فِیْمَ اَفْنَاہُ))

نہیں زبانیں بند کر دی جائیں گی، اور عربی میں سوال ہو گا، اللہ اور بندے کے درمیان،

((لَیْسَ بَیْنَ اللّٰہِ وَبَیْنَہٗ وَتَرْجَمَان))

اللہ فصیح عربی میں بات کریں گے، ترجمانی کرنے والا کوئی نہیں ہو گا،

واہ بھئی بھائیو!

عمر، پہلا سوال یہ ہے، عمر ضائع کہاں کی؟ کیسے کی؟

((وَعَنْ شَبَابِہٖ فِیْمَ اَبْلَاہُ))

تیری جوانی کی بہار بٹن کھول کے چلتا تھا، سینہ تان کے چلتا تھا، اور جم کو جوائین کرتا تھا، چھاتی نکال نکال کے اور ڈولے دکھا دکھا کے اپنے آپ کو بہادر، جرأت مند، شیر جوان، گھبرو، بہت کچھ کہلواتا تھا، لیکن

((وَعَنْ شَبَابِہٖ))

یہ تیرے موٹے موٹے جو ہیں، اس وقت کہ جن کو تو ڈولا بولتا تھا، یہ ڈولا ہولا کیسے ہو گیا؟ ذرا یہ بھی تو دیکھ، یہ تیری چھاتی پچک کیسے گئی، یہ گوشت اڑ کیسے گیا؟ یہ جلد جو بڑی ٹائیٹ اور سخت تھی، جس پہ چھری اور ناخن بھی، تو کہتا تھا، اثر نہیں کرتا، تو بڑے جوڈو کراٹے اور بہت کچھ جانتا تھا، تو جمناسٹک کا ماہر، بڑی تیرے اندر جو مہارتیں تھیں،

آج بھول گیا، جلد تیری لٹک کہاں گئی، اور کیسے گئی، یہ تیری جوانی کی بہار، خزاں اس

کے اوپر آئی تو کیسے؟ سجدے کر کر کے، رو رو کے، گڑ گڑا کے عاجزیاں کر کے یہ ماتھے پہ نشان پڑے، یہ گھٹنوں پہ نشان پڑے، کن چیزوں کے پڑے،

((وَعَنْ شَبَابِهٖ فِيمَ اَبْلَاهُ))

تیرا سوال داغا جائے گا، لڑکھڑائے گا اور جو ہے، اس وقت جھرجھری لے گا لیکن جھرجھری کام نہیں آئے گی، پوچھا جائے گا،

((وَعَنْ شَبَابِهٖ فِيمَ اَبْلَاهُ))

جیب بھری تھی، کیسے بھری تھی؟ گلے میں روپے لائے تھے، کیسے لائے تھے؟ بنک کے لاکر تو نے بھرے تھے، کیسے بھرے تھے؟ بنک بیلنس کیسے بنایا؟ پلاٹ کیسے بنے؟ یہ اپنے جسم کا گوشت پوست تو اتنا ماشاء اللہ چوہدری صاحب، بٹ صاحب، شیخ صاحب، مولوی صاحب، رانا صاحب، نواب صاحب،

تیرے کو عام کرسی کا سائز بھی پورا نہیں آنے والا تھا، ذرا یہ بتا، یہ کیسے بن گیا،

((وَعَنْ مَالِهٖ مِنْ اَيْنَ اِكْتَسَبَ))

کہاں سے کمایا، دنیا نے تو حساب نہیں مانگا، تو معاف کروا کے آ گیا، اب یہاں حساب دے،

حضرات!

اگلا سال ابھی یہ سوچ رہا ہو گا، اگلا سوال آ جائے گا،

خرچ کہاں کیا؟ جوے کے اڈے بنانے میں، سود کو عام کرنے پہ؟ زنا کے اڈے قائم کرنے پہ؟ لوگوں کی جو ہے، گمراہ کرنے کے لیے؟ شرک کی وارداتیں بڑھانے کے لیے؟ بدعات اور خرافات کے لیے؟

یارو، روپیہ خرچ کرو، کھل کے خرچ کرو، لیکن عمر کو ضائع مت کرو، یہ روپیہ پیسہ تمہاری عمر کو برباد کر رہا ہے، آقا ﷺ فرماتے ہیں، بندے کا مال وہی ہے، جو اس نے کھا لیا، یا پہنا، اور اس کو جو ہے، پرانا کر دیا، جو اس نے چھوڑا، وہ اس کا نہیں ہے، وہ تو اس کے اہل و

عیال کا ہے۔

وہ پیچھے رہ جانے والا حساب اس کو دینا ہوگا، یہ صرف حساب دینے والا ہے، تو حضرات اس کے بعد اعلان ہوا،

﴿إِلَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ﴾ (العصر :۳)

زندگی ضائع کس کی ہوگئی، جس نے عمل تو کیے، دیکھئے، ایمان کیا کہا، اللہ نے ایمان بہت ہے، لیکن ایمان خالص نہیں ملتا، ایمان ہر جگہ دعویٰ ہے، عمل بڑا ہے، سوسو رکعتیں ہیں، لمبے لمبے قیام ہیں، اور جناب بڑی بڑی تلاوتیں ہیں، بڑی بڑی قرأتیں ہیں، بڑی فاسٹ ہم چلتے ہیں، لیکن اللہ نے صرف،

((وعمل))

کہا ہوتا، بات بن جاتی، اللہ نے کہا،

﴿إِلَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ﴾ (العصر : ۳)

جس نے عمل کیا، زندگی برباد ہوگئی، جس نے عمل کیا، زندگی برباد ہوگئی، میں ترجمہ غلط کر رہا ہو، جس نے عمل کیا، زندگی برباد ہوگئی، ہاں جس نے عمل صالح کیا، اس کی کامیاب ہوگئی؟

آئیں دیکھتے ہیں، عمل کرنے والوں کی زندگی برباد ہوئی ہے،

﴿فَوَيْلٌ لِّلْمُصَلِّينَ﴾ (الماعون: ۴)

ماتھے پہ محراب آ گئے، اور ادھر قوال بولتا ہے،

اینویں متھے تے بنایا ای محراباں
تے عشق دا دل کوئی ناں

تو نے بنایا ہے، محراباں بنا ہے، نشان جما ہے، بڑا پکا بنتا ہے، لیکن

﴿فَوَيْلٌ لِّلْمُصَلِّينَ﴾ (الماعون : ٤)

اٹھا، فرشتو، جہنم کی آگ کی وادی میں کیوں؟ عمل کیا ہے، اللہ نماز پڑھی ہے، قیام کیا

ہے، رکوع کرتے آیا ہے، سجدے کر کر کے مرا ہے، اللہ ہم نے اس کی روح بھی کھینچی تو سجدے میں تھا، اس کو جہنم کی وادی میں ڈالیں، ہاں

﴿الَّذِيْنَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُوْنَ﴾ (الماعون:٥)

نماز پڑھی ہے، لیکن مرضی کی پڑھی ہے، دکھاوے کے لیے پڑھی ہے، عمل تو کیا ہے، عمل کیا، زندگی برباد کر لی، سو نفل، ہزار نفل، لاکھوں نوافل، قیام بڑے لمبے لمبے جو ہیں، درود پڑھا، بنا بنا کے پڑھا، کوالیٹر و جو اس کی ہیں، اس کو پورا کرتا رہا، کوالٹی نہیں دیکھی، اللہ فرماتے ہیں، اٹھاؤ جہنم کی آگ میں ڈالو، ہر جمعے اعلان ہوتا ہے، دوسری رکعت کے اندر:

﴿هَلْ اَتٰكَ حَدِيْثُ الْغَاشِيَةِ﴾ (الغاشیہ:١)

یہ اس کو اس کا عمل ہی لپیٹ کے لے گیا، تمہیں یہ جو لپیٹنے والی جو ہے، آگ کی خبر نہیں پہنچی، یہ عمل آگ بن گیا، یہ عمل نار بن گیا، آگ لگتی ہے، معمولی سی پورے گھر کو لپیٹ میں لے لیتی ہے،

﴿هَلْ اَتٰكَ حَدِيْثُ الْغَاشِيَةِ ۝ وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ خَاشِعَةٌ﴾

(الغاشیہ: ١-٢)

یہ چوہدری صاحب، ڈر رہے ہیں، یہ آج چہرے کا رنگ اڑا ہوا ہے، یہ عالم صاحب، خطیب صاحب، یہ معقب صاحب، یہ جو ہے، مفسر، یہ فلاں، یہ فلاں، یہ فلاں، یہ تہجد گزار، اللہ فرماتے ہیں، لے آیئے،

﴿عَامِلَةٌ نَّاصِبَةٌ﴾ (الغاشیہ: ٣)

یہ راتوں کو قیام کرنے والے، لے آؤ، یہ تھکنے والے لے آؤ، یہ جو ہیں، ان کے قدموں پہ سوج پڑنے والی ہے، آؤ، سب لینے آؤ، لینے آؤ، لینے آؤ،

﴿تَصْلٰى نَارًا حَامِيَةً﴾ (الغاشیہ: ٤)

جہنم میں ڈال دو، لایئے، یہ تو عمل کرتے آئے ہیں، عمل کرتے آئے ہیں، عمل کرتے آئیں ہیں، عمل نے جہنم میں ڈال دیا، اکیلا عمل نہیں،

﴿إِلَّا الَّذِينَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ﴾ (العصر : ۳)
عمل صالح ہو، عمل صالح کیسے ہوتا ہے، صالح،

میرے بھائیو!

تب ہوتا ہے، جب وزنی ہو، کوالٹی، وہ وزنی ہو، اللہ تعالیٰ عمل کی مقدار کو نہیں دیکھتے کہ اس نے سو پڑھے تھے، ہزار پڑھے تھے، لاکھوں پڑھے تھے، کتنے ہیں، زیادہ کو اللہ نہیں دیکھتے، اللہ دیکھتے ہیں کہ تھوڑا ہے،

﴿فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ﴾ (الزلزال : ۷)
ایک ذرہ بھی اگر وزنی بنا کے لے آیا تو تل جائے گا، اگر ہلکا ہے، کام نہیں بنے گا،

﴿فَاَمَّا مَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِيْنُهٗ O فَهُوَ فِيْ عِيْشَةٍ رَّاضِيَةٍ﴾ (القارعہ:۶۔۷)
عمل ہیں، اللہ یہ نہیں کہہ رہے کہ عمل نہیں ہے، عمل بڑے ہیں، تعداد بڑی ہے، رکوع بڑے ہیں، سجدے بڑے ہیں، لیکن خفیف پڑ گئے، کیوں معیار یہ کوالٹی یہ پورے نہیں اترتے تھے،

﴿فَاُمُّهٗ هَاوِيَةٌ O وَمَا اَدْرٰكَ مَاهِيَهْ O نَارٌ حَامِيَةٌ﴾ (القارعہ : ۹۔۱۱)
یہ کیا ہے، اگر آگ کی سمجھ نہیں آتی تو ذرا دنیا کے چولہے کے اوپر انگلی رکھ کے دیکھ لینا، تمہیں سمجھ آ جائے گی، ہماری ھاویہ کیا ہے، اس سے کئی گنا زیادہ ہے،

﴿إِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ﴾ (العصر : ۳)

ہاں اگر تبلیغ کی تو زندگی ناکام ہوگئی، مٹ گیا، برباد ہوگیا، تباہ ہوگیا، تبلیغ، صبح تبلیغ، شام تبلیغ، رات تبلیغ، دن آٹھ پہر تبلیغ، چوبیس گھنٹے تبلیغ، ایک ایک منٹ تبلیغ، سوتے جاگتے تبلیغ، مٹ گیا، زندگی برباد کر لی، رب کی قسم گواہ ہے۔

﴿وَالْعَصْرِ﴾ (العصر : ۱)
یہ تبلیغ کرنے والا برباد ہے، زمانے کی قسم!

﴿إِنَّ الْإِنسَانَ لَفِي خُسْرٍ﴾ (العصر:٢)

کیوں؟ اللہ نے صرف تبلیغ نہیں، کہا،

﴿وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ﴾ (العصر:٣)

تبلیغ، وہ کامیاب زندگی، وہ کامران عمر، وہ صبح کہ جو تبلیغ حق میں گزری، آج تبلیغیں بڑی ہیں، لیکن تبلیغ حق نہیں، تبلیغ ہے، داتا کی تبلیغ ہے، علی ہجویری کی تبلیغ ہے، بابا فریدؒ کی تبلیغ ہے، گنج شکر کی تبلیغ ہے، بابا کوٹ مٹھن کی تبلیغ ہے، امیر پور کی تبلیغ ہے، اچ شریف کی تبلیغ ہے، بنات کی تبلیغ ہے، آشیانوں کی تبلیغ ہے، آستانوں کی تبلیغ ہے، امتیوں کی تبلیغ ہے، اماموں کی وہ تبلیغ بھول گئے،

﴿وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ﴾ (العصر:٣)

جس کو کرنے کے لیے ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبر آئے،

اولوگو! دنیا کے درباروں سے اٹھ کے بندوں کے درباروں سے اٹھ کے ایک رب کے دربار پہ جھکو، یہ تبلیغ ہے، حق ہے، اور تبلیغ حق میں کبھی پھول نہیں پڑے، ڈنڈے، سوٹے، پتھر پڑے ہیں، اور جہاں پھول گرے، وہ تبلیغ حق نہیں ہوا کرتی،

حضرات!

﴿وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ﴾ (العصر:٣)

اور جس نے صبر کی تلقین کی، ہم صبر کی تلقین کرتے ہیں یا نہیں،

صبر کر یار کوئی گل نئیں،

لیکن نہیں یہ دنیا کے صبر پہ مال، یہ دولت، یہ صبر کیسا؟ تو نے دین حق کو لیا، ماں باپ چھوڑ گئے، صبر کر، حوصلہ کر، کچھ نہیں بگڑنے والا سودا خسارے میں نہیں، تو کامیاب ہے، تیری دکان چھین لی گئی، جلوس نکالا گیا، مجھے جو ہے، شہر سے شہر بدر کر دیا گیا، ملک بدر کروا دیا گیا، ضلع بدلی کروا دی گئی، پابندیاں لگوا دی گئیں،

مال و متاع چھین لیا گیا، مال اولاد چھین لیے گئے، بیوی کو طلاق دلوا دی گئی، خلع لے

لیا گیا، تنسیخ نکاح ہوگئی کہ یہ جو ہے، حق کی طرف چلا گیا ہے، ہاں،

﴿وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ﴾ (العصر:۳)

یہ صبر کی تلقین تھی، سب کچھ چھین گیا، حق مل گیا، تو سودا خسارے کا نہیں ہے، کامیابی کا ہے، کامرانی کا ہے،

حضرات!

اس اعتبار سے کہ ہم اپنی زندگی کو کامیاب بنانے کے لیے قرآن مجید کے اس نسخے کو مدنظر رکھیں، اللہ رب العزت جو ہے، ہمارا حامی و ناصر ہو، لیکن یہ کیسے کر سکتے ہیں، اس کے لیے نسخہ تجویز فرمایا، رسول اللہ ﷺ نے کامیاب زندگی کے لیے،

((صَلِّ صَلٰوةَ مُوَدِّعٍ))

ترجمہ یوں کرتے ہیں، نماز ایسے پڑھ، تیری زندگی کی آخری نماز ہے،

بھائیو!

اس کی توسیع کر دیجیے، دنیا کا ہر کام ایسے کر کہ یہ تیری زندگی کا آخری کام ہے، تیری زندگی کا آخری کام، آخری لمحے کا کام، پوچھتا ہے، تو جس کو پھانسی کا آرڈر ہو چکا ہو، اس کی ذرا دو رکعت کا سرور دیکھ، اور اس کا مزہ دیکھ، اور قول کو کیسے کامیاب تو نے اور وجہ سے مار کھائی ہے، زبان سے یا عمل سے،

((وَلَا تَكَلَّمْ بِكَلَامٍ مِنْهُ غَدًا))

ایسا بول مت بول، کہ کل تجھ کو اس بول کی وجہ سے شرمندہ ہونا پڑے، آج تو کیسے بول بول رہا ہے، کل رب کے سامنے شرمندہ ہونا پڑا تو کیا کرے گا؟

تو حضرات!

ان شاء اللہ العزیز زندگی کامیاب ہو جائے گی، میں آخر میں ان اشعار کے ساتھ جو ہے، اپنی گفتگو سمیٹ رہا ہوں، اللہ رب العزت ہمیں ہدایت دے دے، توفیق دے دے، شاعر کتنا خوبصورت بولا ہے،

((وَلَدَتْكَ وَلَدَتْكَ اُمَّتَكَ يَا ابْنَ اٰدَمَ بَاكِنِيَاه))

اے آدم کے بچے، جب تیری ماں نے تجھے جنم دیا، تو رو رہا تھا،

((وَالنَّاسُ حَوْلَكَ سُرُوْرًا يَضْحَكُوْنَ))

تجھے زندگی ملی ہے، لوگ خوشیوں سے مسکرا رہے تھے،

((فَاحْرِصَ عَلٰى عُمَلٍ تَكُوْنُ بِضِحْلِه))

دنیا میں ایسے قدم اٹھا جا، اسے عمل کر جا کہ جس کی وجہ سے،

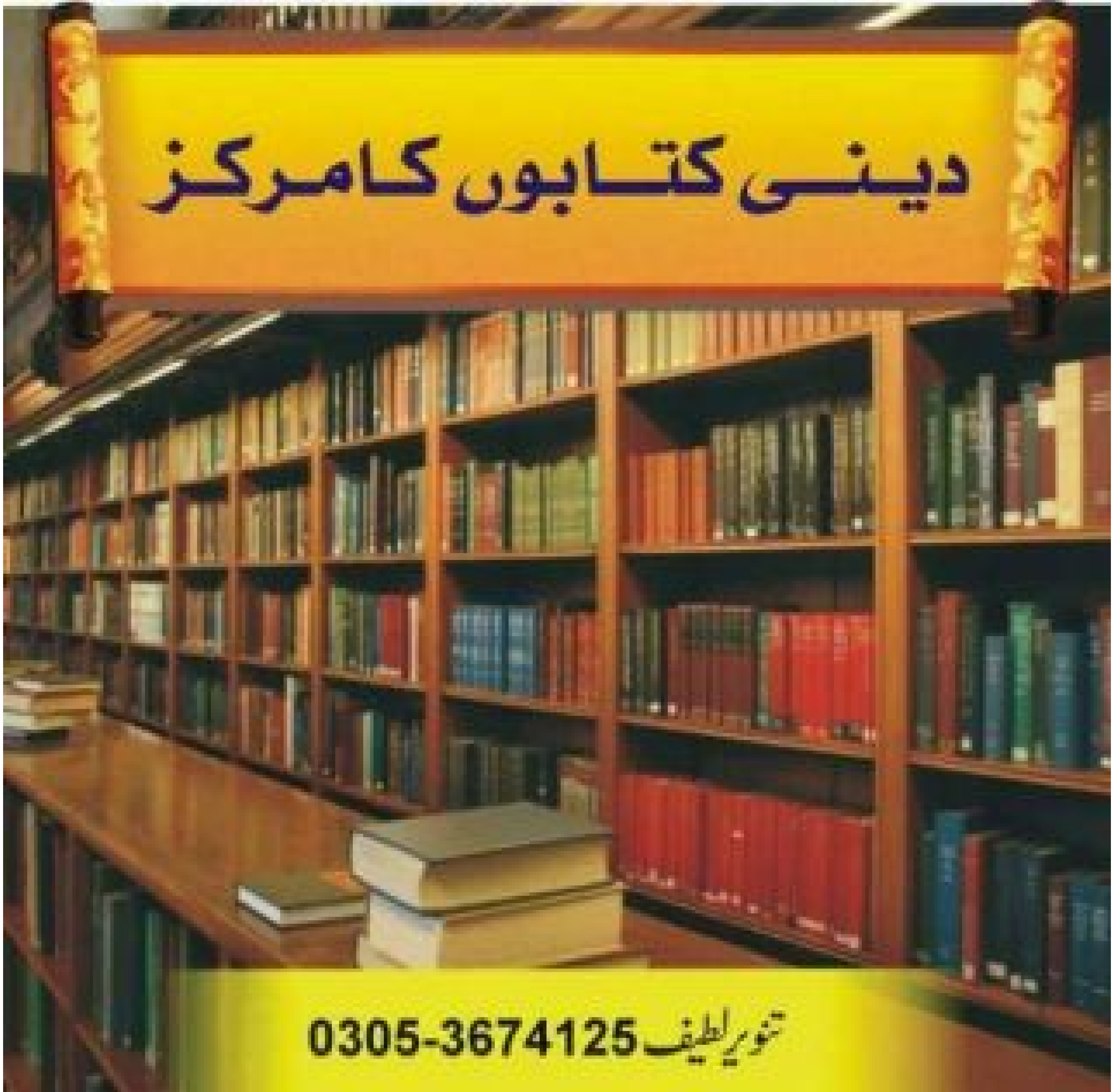
((فِيْ يَوْمِ مَوْتِكَ مَسْرُوْرًا))

جب لوگ تیری میت سے لپٹ کے رو رہے ہوں تو تو اس وقت اللہ کے انعامات کی وجہ سے خوشی سے مسکرا رہا ہو،

اللہ رب العزت ہمارا حامی و ناصر ہو، اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی زندگی کو کامیاب کرنے، ایمان لینے اور اپنانے کی توفیق عطا فرمائے۔

وما توفيق الا باللّٰه۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ


دینی کتابوں کا مرکز
تنویر لطیف 0305-3674125

قرآن پاک و اسلامی کتب کا عظیم مرکز



ڈائریکٹر: میاں حافظ محمد ربانی بن صوفی احمد دین

مکتبہ ربانیہ

منڈی عثمان والا قصور پاکستان

0300-6595304

نمائندہ ترسیل: **البدر فاؤنڈیشن** ساہیوال۔ پاکستان